دیوان قلندر
حضرت قلندر لعل شہباز کا فارسی کلام اردو ترجمے کے ساتھ
مرتب و مترجم
مشتاق مسرور باریچو

دیوانِ قلندرؒ

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا کلام اور اس کا ترجمہ

مرتب و مترجم:

مشتاق ''مسرور'' بارہچو

کتاب مرکز

فریئر روڈ سکھر

اسد بک ڈپو

قدم گاہ مولا علیؑ، حیدرآباد سندھ

کتاب کا نام:	دیوانِ قلندر (حضرت لعل شہباز قلندر کا کلام اور اس کا اردو ترجمہ)
مرتب و مترجم:	مشتاق ''مسرور'' باریچو
اشاعت:	اول 2010ء
کمپوزنگ:	محمد راشد، دُعا شادی کارڈ سینٹر، حیدر چوک، حیدر آباد
پیسٹنگ:	سہیل سلام بھٹو
طابع:	فائن کمیونیکیشن، حیدر آباد
ناشر:	اسد بک ڈیپو، قدم گاہ مولا علی حیدر آباد، سندھ

قیمت: 275:00

فہرست

پیش لفظ

حضرت لعل شہباز قلندرؒ وہ عظیم ہستی ہیں جن سے ملک کا ہر شہری بلکہ پورا برصغیر اور ایشیا والہانہ عقیدت رکھتا ہے اور جن کے عقیدتمند پوری دنیا میں موجود ہیں اور آپ کا بیحد احترام کرتے ہیں۔ آپ کی آخری آرام گاہ برسوں سے دھرتی باسیوں اور ان کے عقیدتمندوں کے لئے فیض و برکات کا باعث ہے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ ملک کے کونے کونے سے آپ کی زیارت کے لئے سیہون شریف آتے ہیں۔ آپ کے مزار مبارک پر حاضری دیتے ہیں اور عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں اور من کی مرادیں پاتے ہیں۔

بڑی تعداد میں آپ کے عقیدتمند اور آپ کے پیروکار آپ کی سوانح حیات، کلام اور کرامات میں دلچسپی رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اسی لئے کئی مصنفین اور محققین نے آپ کی زندگی، سیر وسفر، کرامات اور کلام پر مشتمل کئی کتابیں تحریر کی ہیں۔

زیر نظر کتاب میں آپؒ کا کلام شامل ہے۔ جو اگرچہ فارسی زبان میں ہے تاہم آپ کے بہت سے پیروکاروں اور عقیدتمندوں کو اب تک یاد ہے۔ فقراء کی محفلوں میں آپ کا کلام گایا بھی جاتا ہے۔ بڑی تعداد میں قارئین کا اصرار ہے کہ آپ کے کلام کو شایع کیا جائے۔ اس سلسلے میں اگرچہ کئی مصنفین کی کتابیں موجود ہیں لیکن آپ کا مکمل کلام آج تک شایع نہ ہوسکا ہے۔ اس کی ایک وجہ کلام کا فارسی زبان میں ہونا ہے اور دوسرے مختلف محققین کے بقول یہ آپ کا کلام نہیں ہے۔ بقول محترم جلیل سیہوانی ایسا ہوتا رہا ہے جب ایسے خاصان خدا کا کلام بعض لوگوں پر بار خاطر اور ناگوار گزرتا ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ کلام اس درویش کا نہیں ہے۔ جس طرح بعض لوگ شاہ جو رسالو کے سرکیدارہ کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ شاہ صاحب کا نہیں ہے کیونکہ اس میں واقعہ کربلا اور اہلبیت اطہار کی عقیدت میں اشعار کہے گئے ہیں۔ اسی طرح حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے کلام کے لئے بھی کہا جاتا ہے خصوصا منقبت کے لئے۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے

کہ یہ آپ ہی کا کلام ہے۔ بعض مصنفین نے اس میں تحریف، تخفیف اور ترمیم بھی کی ہے اور بعض اشعار میں الفاظ بھی تبدیل کر دیئے ہیں۔

بہرحال، قارئین کے بیحد اصرار پر ہم نے مختلف محققین کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے یہ کتاب ترتیب دی ہے جس کے لئے راقم الحروف تمام مصنفین، محققین اور اشاعتی اداروں کا ممنون ہے۔

ان دوستوں اور ساتھیوں کا بھی شکریہ جنہوں نے نہ صرف میری ہمت افزائی کی بلکہ مطلوبہ مواد اور کتابیں بھی فراہم کیں۔

جیسا کہ یہ کتاب عجلت میں ترتیب دی گئی ہے اس لئے ممکن ہے کہ کچھ خامیاں اور غلطیاں بھی رہ گئی ہوں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ اسے انسانی غلطی سمجھ کر نظرانداز کر دیں۔

مشتاق ''مسرور'' باریچو

ٹنڈو میر غلام حسین
9۔لطیف آباد
حیدرآباد، سندھ

نسب نامہ قلندرؒ

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا تعلق سید گھرانے سے ہے اور آپ حضرت امام محمد تقی ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ صوفیائے سندھ کے مصنف نے آپ کے نسب کا سلسلہ اس طرح بیان کیا ہے۔

(1) حضرت عثمان مرندی المعروف حضرت لعل شہباز قلندرؒ بن، (2) سید ابراہیم کبیرؒ بن، (3) سید شمس الدینؒ بن، (4) نور شاہؒ بن، (5) سید محمود شاہؒ بن، (6) سید احمد شاہؒ بن، (7) سید ہادی شاہؒ بن، (8) مہدی شاہؒ بن، (9) سید منتخب شاہؒ بن، (10) سید غالب شاہؒ بن، (11) سید منصور شاہؒ بن، (12) سید اسماعیل شاہؒ بن، (13) امام محمد تقی علیہ السلام بن، (14) امام جعفر صادق علیہ السلام۔

لب تاریخ سندھ کے مصنف نے جو شجرہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے:

(1) حضرت عثمان مرندی عرف لعل شہباز قلندرؒ بن، (2) سید کبیرؒ بن، (3) سید شمس الدینؒ بن، (4) سید نور شاہؒ بن، (5) سید محمود شاہؒ بن، (6) سید احمد شاہؒ بن، (7) سید ہادیؒ بن، (8) سید مہدیؒ بن، (9) حضرت سید منتخبؒ بن، (10) سید غالبؒ بن، (11) سید منصورؒ بن، (12) سید اسماعیلؒ بن، (13) امام جعفر صادق علیہ السلام۔

سید غلام علی آزاد بلگرامی نے بھی آپؒ کا نسب شریف تیرھویں پشت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک بتایا ہے۔ بستان العارفین میں قلندرؒ کا شجرہ ''قلندر نامہ'' جیسا ہے۔ پروفیسر محبوب علی چنہ نے اپنے کتابچہ ''مخدوم قلندر لعل شہباز مرندی'' میں تیرھویں پشت والا شجرہ بتایا ہے۔

مخدوم محمد مراد صدیقی نے اپنے کتابچہ ''شیخ عثمان مروندیؒ'' میں آپ کا واسطہ پندرھویں پشت میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح بتایا ہے:

(1) شیخ عثمانؒ بن (2) سید کبیر بن (3) سید شمس الدین بن (4) سید نور شاہ بن (5) سید مشتاق شاہ بن (6) سید محمود شاہ بن (7) سید احمد شاہ بن (8) سید ہادی شاہ

بن (9) سید مہدی شاہ بن (10) سید منظر بن (11) سید غالب بن (12) سید منصور بن (13) سید نور الدین بن (14) سید اسماعیل بن (15) امام جعفر صادق علیہ السلام۔

الشہباز کے مصنف نے آپ کا واسطہ سولہویں پشت میں اس طرح دیا ہے:

(1) سید عثمان بن (2) سید ابراہیم کبیر الدین (3) سید شمس الدین بن (4) سید نور شاہ بن (5) سید محمود شاہ بن (6) سید احمد شاہ بن (7) سید ہادی شاہ بن (8) سید مہدی شاہ بن (9) سید منتخب بن (10) سید عبدالمجید بن (11) سید غالب الدین بن (12) سید محمد بن (13) سید اسماعیل ثانی بن (14) سید محمد عرضی بن (15) سید اسماعیل عرج اکبر بن (6) امام جعفر صادق علیہ السلام۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے لئے مشہور ہے کہ آپ سید اسماعیل کی اولاد میں سے تھے۔ تذکرہ شہباز کے مطابق سید اسماعیل کے فرزند کا نام سید محمد تھا۔

بعض شجروں میں سید کبیر کے بجائے سید ابراہیم آیا ہے۔ کتاب تعارف ہندی کے شجرہ میں ابراہیم کبیر الدین لکھا ہے۔ قلندر نامہ سندھی کے مصنف علامہ فتح محمد سیہوانی لکھتے ہیں کہ کبیر الدین آپ کا لقب اور ابراہیم آپ کا اسم مبارک تھا۔'' قلندر نامہ کے مصنف کے بقول ''آپ کے والد کو سید ابراہیم جوابی بھی کہتے تھے۔ کیونکہ فارسی زبان میں ''جواب'' کے معنی نہر ہیں اور سید کبیر ''مرند'' میں ایک بڑی نہر کے کنارے رہتے تھے تاکہ عبادت کے لئے وضو اور غسل میں آسانی ہو۔ دوسرے اس لئے کہ آپ سائلوں اور طالبوں کو ان کے سوالوں کے جوابات پورے دیتے تھے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق سید کبیرؒ زیادہ تر سیر و سفر میں رہتے تھے اور جب آپ کربلا معلیٰ میں امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے گئے تو آپ کو سلام کا جواب عطا ہوا۔ اس کے بعد آپ کو شہدائے کربلا کے مدفون ہونے کے مقامات کا علم بھی عطا ہوا اس لئے آپ کو ''جوابی'' کہا گیا۔

قلندر نامہ، لب تاریخ سندھ اور تاریخ کنز الانساب میں دیئے گئے شجروں میں سید محمد شاہ کو سید نور شاہ کے والد کہا گیا ہے لیکن کتاب تعارف ہندی اور تحفۃ الکرام کے شجروں میں دادا بتایا گیا ہے۔ کتاب تعارف ہندی کے شجرہ میں سید نور شاہ کے والد کا نام سید مشتاق ہے۔

بعض شجروں میں سید منتخب کی جگہ سید محب ہے۔ تعارف ہندی میں دیئے گئے شجرے میں لب تاریخ سندھ میں دیئے گئے شجرے کی طرح سید مہدی کے دادا کا نام سید غالب اور پردادا کا نام سید منصور درج ہے مگر سید مہدی کے والد کا نام سید منظر درج ہے۔ کنزالانساب میں سید مہدی کے والد کا نام سید محمد بنایا گیا ہے۔

قلندر نامہ سندھی کے مصنف کی رائے ہے کہ جیسا کہ اکثر نسخوں میں سید منتخب درج ہے لہٰذا وہ درست ہے۔

کتاب تعارف ہندی میں سید منصور بن اسماعیل کی جگہ سید منصور بن سید نور الدین بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام درج ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے والد بزرگوار سید ابراہیم کبیرالدینؒ کا سن ولادت جمادی الثانی 501 ھ اور رحلت 590ھ ہے۔ ان کی زوجہ محترم (یعنی حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی والدہ) ان کی زندگی میں ہی کچھ سال قبل انتقال کر گئی تھیں۔ صاحب ''بستان العارفین'' نے لکھا ہے کہ ان کا مزار امام حسین علیہ السلام کے روضۂ اقدس کے قریب ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی ولادت

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے والد سید ابراہیم کبیر الدینؒ عبادت الاہی میں اتنے مشغول رہتے تھے کہ آپ نے خاصی عمر گذر جانے کے بعد بھی شادی نہیں کی۔ عشق الٰہی، مشاہدے اور محبت نے آپ کو اتنا لطف دیا کہ اتنی عمر کو پہنچنے کے باوجود شادی نہ کرنا تو درکنار اپنی پوری عارضی زندگی مجرد بن کر رہنے کا قطعی فیصلہ کر لیا۔ حالانکہ آپ کی شخصیت نے نہ صرف عام لوگوں کے دلوں میں اپنی انتہائی محبت اور احترام پیدا کیا تھا بلکہ اس زمانے کے بڑے آدمیوں پر بھی اپنا سکہ جما لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ شادی کے لئے کئی امراء کے پیغامات آپ کو ملتے رہتے تھے لیکن آپ ان کو ٹھکراتے رہتے تھے۔ لب تاریخ سندھ کی روایت ہے کہ ایک رات خواب میں سید عثمانؒ کی روح مبارک نے اپنے والد کو کہا کہ ''بابا! مجھے پشت سے باہر لائیں''۔ آپ کے والد نے فرمایا کہ ''بہشت سے باہر آنا افضل ہے کیا''؟ اس پر اپنے والد سے کہا ''دنیا میں ظہور

ہونا بھی افضل ہے''۔

قلندر شہبازؒ کے اس جواب اور اصرار نے آپ کے والد کے دل پر گہرا اثر کیا اور آپ کو مجرد بن کر رہنے کے ارادے کو بدلنے پر مجبور کر دیا۔

اس کے بعد سید ابراہیم کبیرؒ نے نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ اور ''مرند'' کے حاکم سلطان شاہ نے باطنی اشارے کے مطابق اپنی بیٹی کا نکاح آپ کے ساتھ کرایا جن سے حضرت لعل شہباز قلندرؒ تولد ہوئے۔ شادی کا جشن چالیس دن تک منایا گیا۔ جس میں مرند کے تمام باشندوں کو کھانا سلطان کی طرف سے ملتا تھا۔

ابراہیم کبیر الدینؒ کو ایک دن امام حسین علیہ السلام کی طرف سے یہ بشارت ہوئی کہ ہم آپ کو وہ ''باز'' دیتے ہیں جس کی پرواز سے ہمیں عطر کی خوشبو آئے گی۔ ایسا ارشاد ہمیں اپنے نانا محمد مصطفیٰؐ کی طرف سے ہوا ہے۔

یہ بات بھی مشہور ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی ولادت سے قبل آپؒ کے والد سید ابراہیم کبیر الدینؒ نے خواب میں دیکھا کہ قلندروں کی ایک جماعت دف بجا اور گا رہی ہے اور اونچی آواز سے کہہ رہی ہے کہ سید کبیر الدین کے فرزند قلندروں میں ''امیر قلندر'' ہوں گے، کچھ عرصے کے بعد حضرت لعل شہباز قلندرؒ پیدا ہوئے۔ تو آپ کے والد کو آپ میں قلندری رنگ نظر آیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ ان کا خواب سچا تھا۔

روایت ہے کہ جب آپ تولد ہوئے تو پورے مرند شہر میں شاہی شادمانے بج گئے اور شہر کے معززین مبارکباد دینے آئے اور اس عظیم ہستی کا دیدار کرنے کے لئے آکر جمع ہوئے جس نے اپنی ظاہری پیدائش سے قبل اپنے والد بزرگوار سے کلام کیا تھا۔ لوگ آپ کی ولادت پر بیحد خوش تھے۔

وطن

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا اصل وطن ''مرند'' تھا۔ اس جگہ کو ''لب تاریخ سندھ'' اور ''موج کوثر'' میں ''میمند'' لکھا گیا ہے اور یہ بھی درج ہے کہ یہ جگہ افغانستان کے علاقے میں تھی۔

پروفیسر غلام احمد بدوی نے اپنے ایک مضمون میں آپ کا اصل وطن آذربائیجان
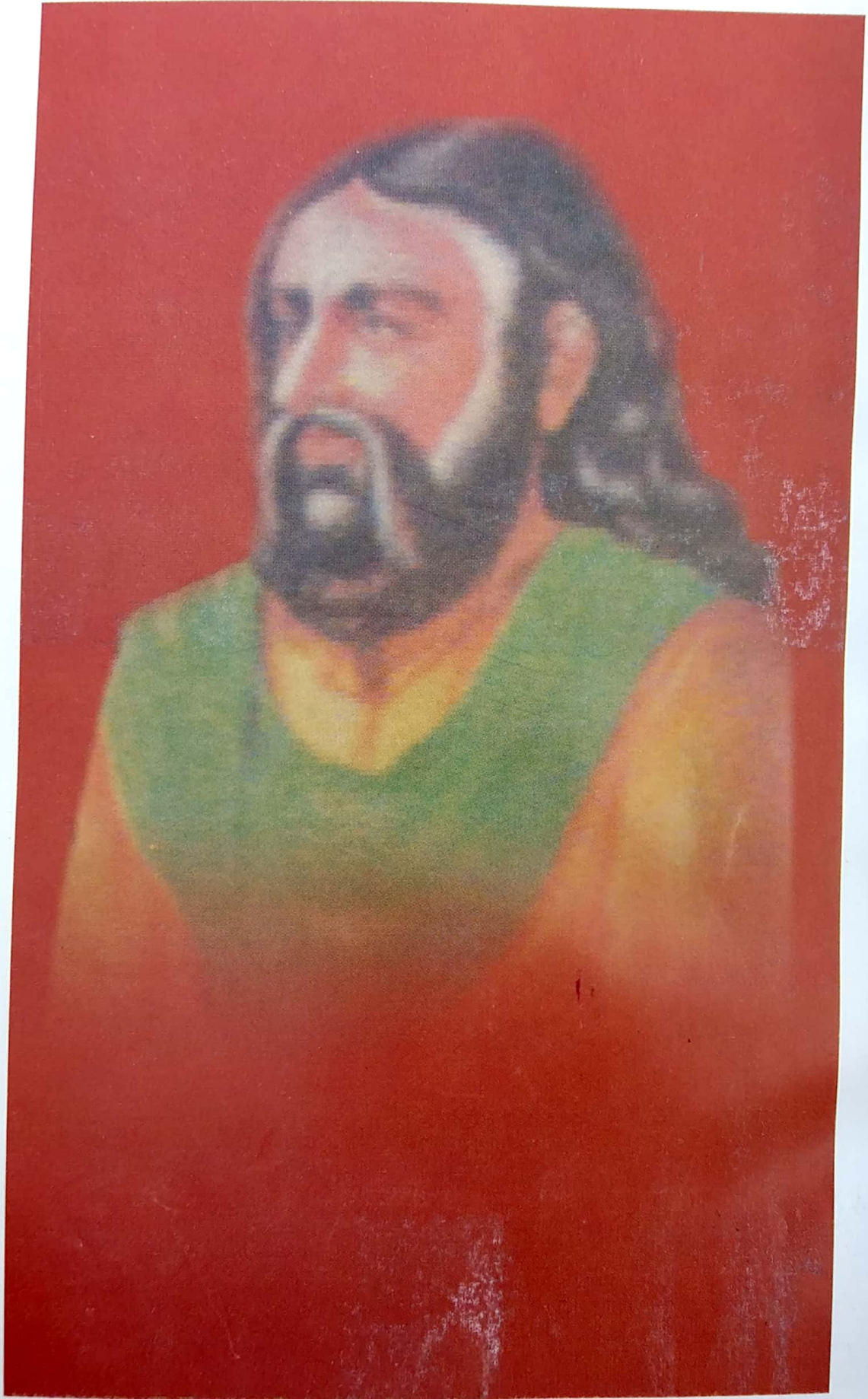
حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی شبیہہ مبارک
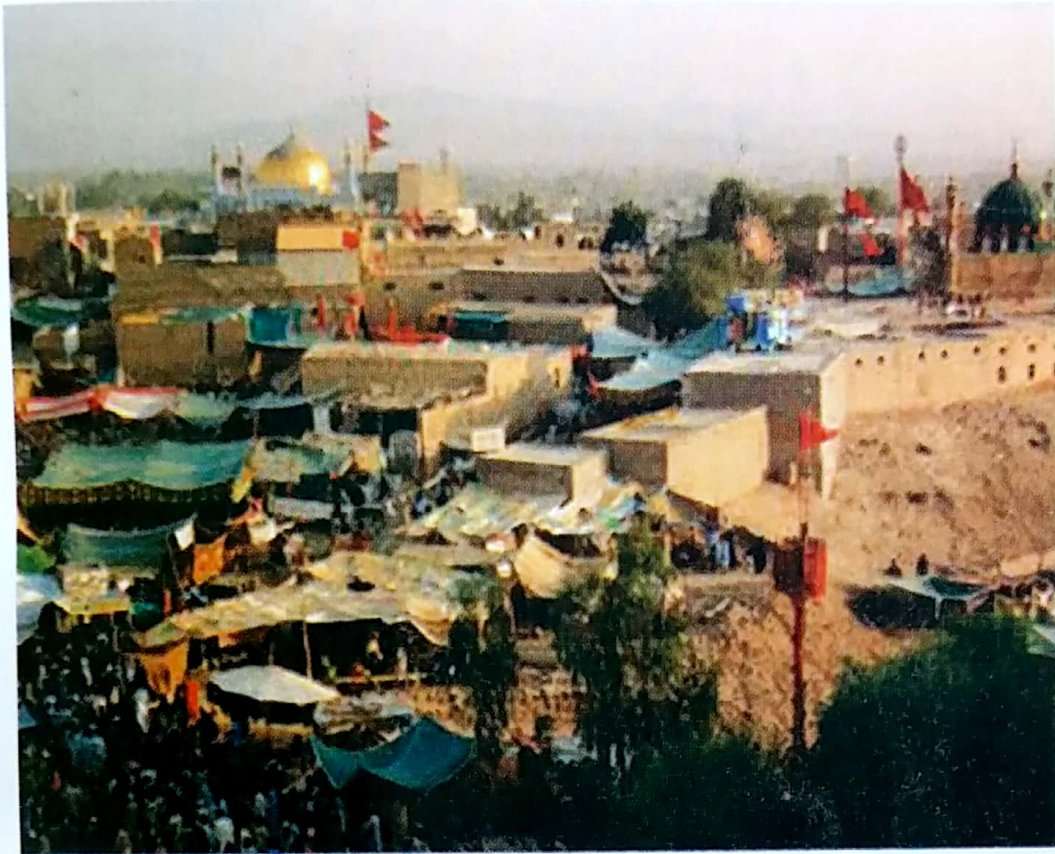
سیہون شریف کا ایک فضائی منظر

درگاہ قلندری کا ایک قدیمی منظر

قلعہ سے سیہون شریف کا قدیم منظر

درگاہ قلندر کے دو بیرونی منظر
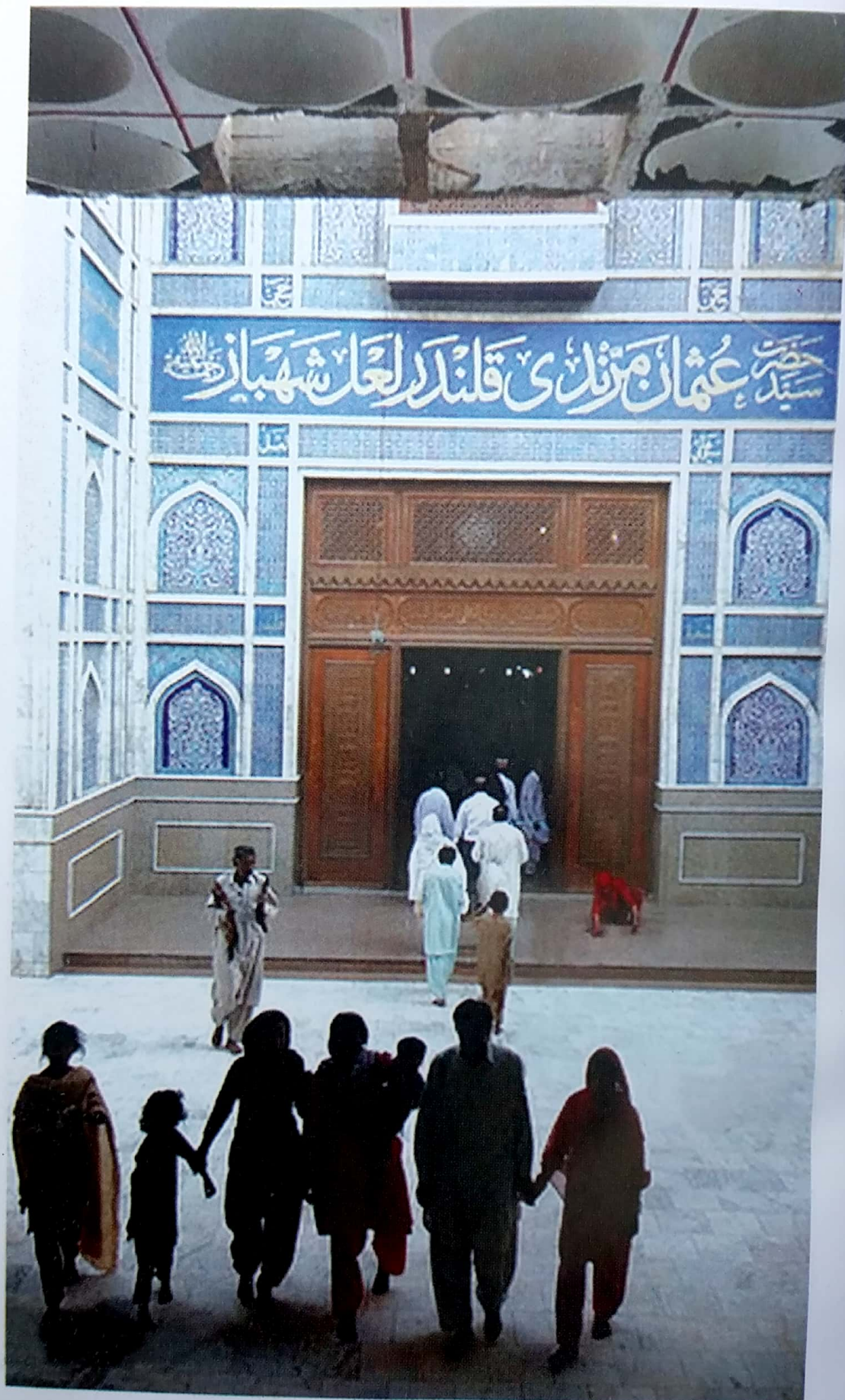
درگاہ قلندر کی طرف جانے والے زائرین

صدر آصف زرداری مزار مبارک حضرت لعل شہباز قلندرؒ پر دعا مانگ رہے ہیں
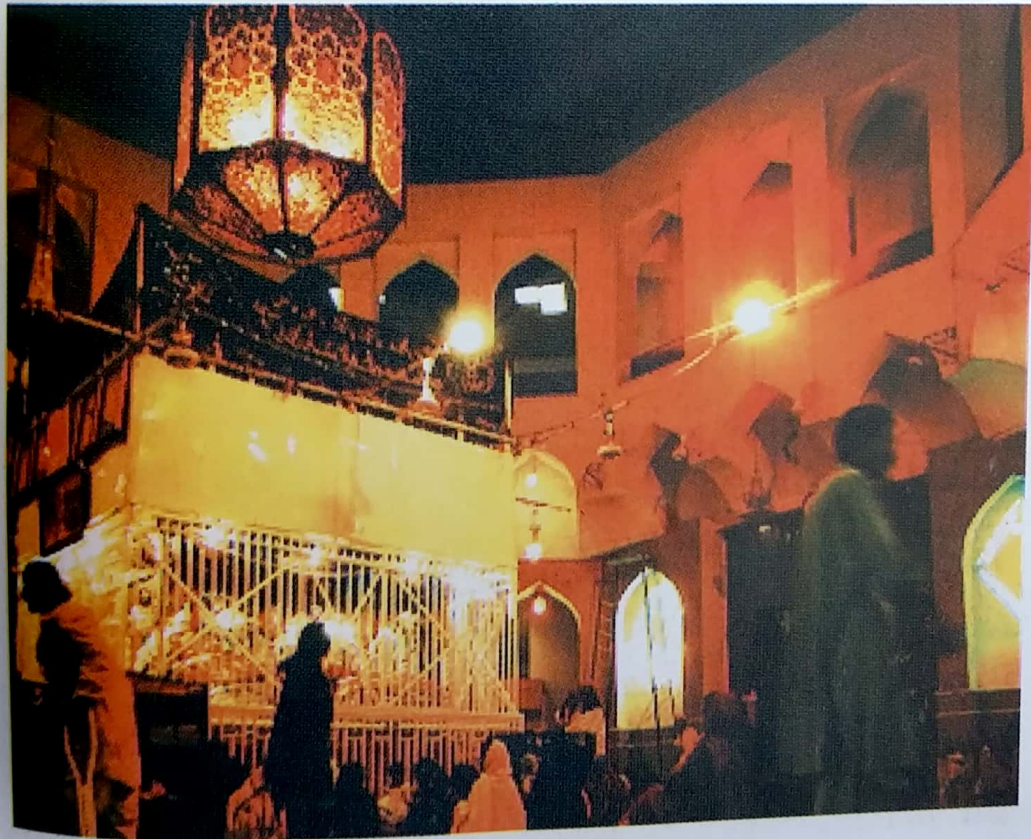
قلندرؒ کے مزار مبارک کا اندرونی منظر

درگاہ قلندر لعل شہباز کے سجادہ نشین کی طرف سے قلندر کی پہلی مہندی کا منظر

درگاہ قلندرؒ پر دیئے روشن ہیں
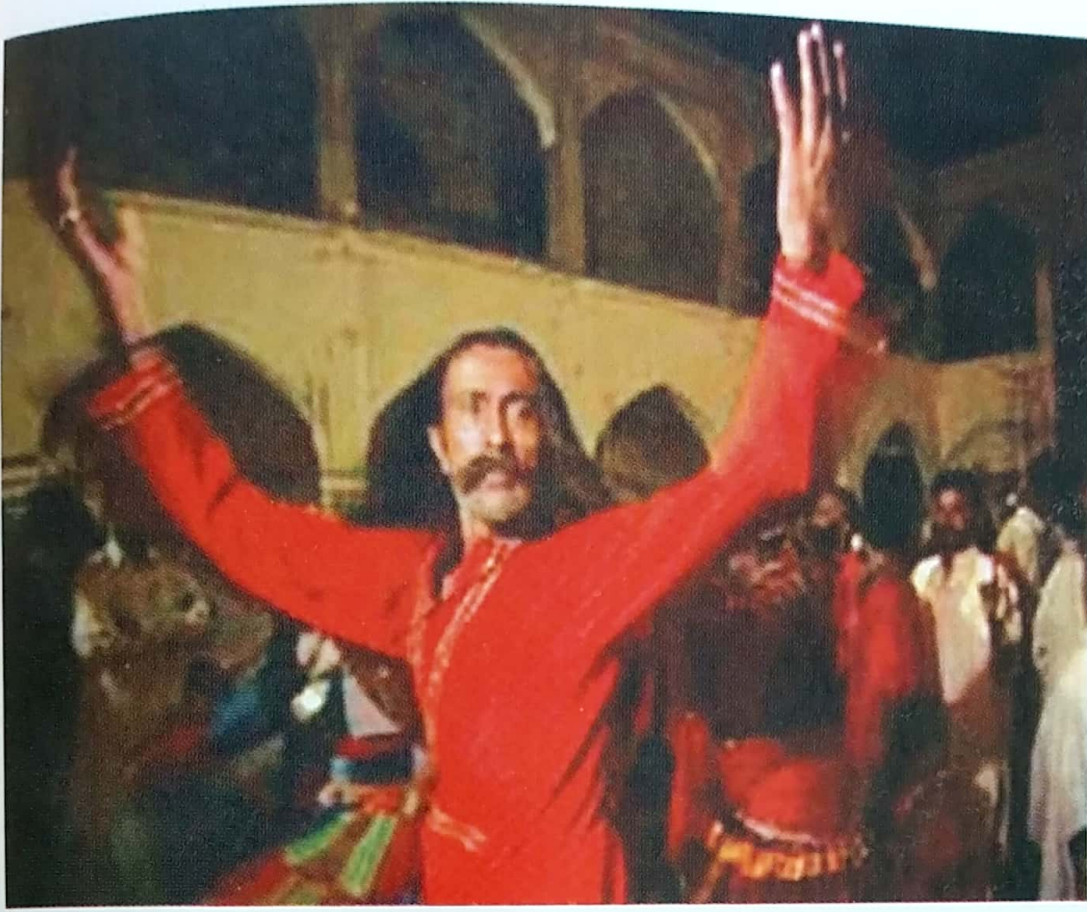
درگاہ لعل شہباز قلندرؒ پر دھمال کا ایک منظر

چادر مبارک کے جلوس کا ایک منظر

کا ایک گاؤں ''مروند'' بتایا ہے۔ حکیم فتح محمد سیہوانی کے مطابق آپ کا اصل وطن ''مروند'' ہے جو آذربائیجان اور تبریز کی طرف اقلیم پانچویں میں ہے۔ لب تاریخ سندھ کے مطابق آپ کا اصل وطن ''میمند'' تھا جو افغانستان کے صوبہ ہرات کے قریب ہے۔ پروفیسر محبوب علی چنا کے مطابق لعل سائیںؒ کی ولادت کی جگہ ''مرند'' ہے۔ شیخ اکرام نے ''آب کوثر'' میں ''مرند'' لکھا ہے۔ الوحید کے سندھ آزاد نمبر میں بھی ''مرند'' ہے۔

بہر حال آپ کی پیدائش کا صحیح مقام ''مرند'' یا ''مروند'' ہی ہے۔ ڈاکٹر سید حیدر مہدی اپنی کتاب ''حیات قلندرؒ'' میں لکھتے ہیں کہ جیسا کہ لعل شہباز قلندرؒ نے اپنی نظموں یا غزلوں میں اپنی جائے پیدائش ''مروند'' ظاہر کی ہے اور غزل کے مقطع میں بھی ''مروندی'' کہا ہے۔ لہٰذا یہ درست ہے کیونکہ اگر ہم ''مروندی'' کے بجائے ''مرندی'' یا ''مرندوی'' لکھیں گے تو علم عروض کے لحاظ سے اشعار کا وزن گر جائے گا۔ اس لئے یہی مناسب ہے کہ آپ کی ولادت کا مقام ''مروند'' ہی ہے جبکہ نئی تحقیق کے مطابق لعل شہباز قلندرؒ کا اصل وطن ''مرند'' ہی تھا۔

مقدسی نے اپنی سیاحت کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس شہر میں ایک قلعہ اور مسجد تھی۔ اس میں بازار اور شہر سے باہر باغات تھے۔ یہ شہر اُس وقت آذربائیجان کا دارالحکومت اور دریاء کے کنارے پر دلکش وخوبصورت نظاروں کی وجہ سے مشہور تھا۔

یاقوت لکھتے ہیں کہ اس شہر کو کردوں نے تباہ و برباد کیا اور ان کے حملوں کے بعد قلعہ تباہ ہو گیا اور شہر کا شان ختم ہو گیا۔ کرد، مرند کے باشندوں کو اپنا غلام بنا کر لے گئے۔ بڑے عرصے تک یہ شہر تباہی و بربادی کا منظر پیش کرتا رہا۔ یہ شہر کافی عرصہ تک انسانی آبادی سے خالی تھا۔ مرند کی خوشحالی اور رونق ختم ہو چکی تھی۔ تاریخ میں ہے کہ اس شہر کے آس پاس کئی آبادیاں تھیں۔

ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اصل وطن آذربائیجان ہے اور شہر کا صحیح نام ''مرند'' ہے۔ عبیداللہ دستی کے بقول ''مرند سے مروندی ہونا کوئی باعث حیرت بات نہیں''۔

آپؒ کی جائے پیدائش کی طرح آپؒ کے سن ولادت میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کتابوں میں 583ھ میں درج ہے جبکہ ''تذکرہ صوفیائے سندھ'' میں 573ھ درج ہے۔ اسی طرح حیات نامہ قلندری میں آپؒ کی ولادت کا سال 538ھ بیان کیا

گیا ہے اور وفات کا سال 650ھ ہے۔

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے اپنی علمی ڈائری میں سید محمد عثمان المرندی کا سن ولادت، 552ھ لکھا ہے۔

قلندر نامہ سندھی کے مصنف نے اپنی کتاب میں ایک شاعر کے اشعار دیئے ہیں جن سے حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا سن ولادت، عمر اور سن وفات نکلتا ہے:

پیدائش:

بجو تاریخ شمس الدین عثمان

بدر کن رنج از فلک ''کرامت''

538ھ

وفات:

ز سنِ عمرش ''ولی اللہ'' وفاتش

112

سروش غیب میگوید ''برحمۃ''

650ھ

بہر حال، آپؒ کا سن ولادت 538ھ اور سن وفات 650ھ تسلیم کیا گیا ہے۔ اس طرح آپؒ نے 112 سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔

اسم مبارک

حضرت سید محمد عثمان مرندی المعروف لعل شہباز قلندرؒ کا اصل نام شاہ حسین تھا اور آپ سید عثمان کے نام سے مشہور و معروف ہیں بعض روایات میں آپ کا اصل نام عثمان ہی بتایا گیا ہے۔ لیکن اکثر روایات کے مطابق آپ کا نام شاہ حسین تھا۔ حیات قلندر شہبازؒ کے صاحب کے مطابق سید ابراہیمؒ کے گھر پیدا ہونے والے بشری صورت اور فرشتہ سیرت اس بچے کا پیدائشی نام سید شاہ حسین تھا لیکن تاریخی اور سیاسی حالات نے اہل بیت اور سید زادوں کی زندگی خطرے میں ڈال رکھی تھی۔ تذکرہ شہبازؒ کی روایت کے مطابق آپ کو عثمان کا نام والد ابراہیم کبیرؒ اور نانا مرحوم نے دیا تھا جن کو یہ بشارت خود

امام حسین علیہ السلام نے دی تھی۔ یہی بات آپ کے نانا حضور کے حوالے سے ایک کتاب سوانح حیات قلندر شہبازؒ میں بھی تاریخ طاہری کے حوالے سے لکھی گئی ہے۔ مذکورہ تاریخ مزید لکھتی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اس قدر ابراہیم کبیرؒ سے پیار کرتے تھے کہ آپ کے ساتھ (تصور میں) عموماً راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور آپ کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ جب آپؒ پیدا ہوئے تو آپؒ کا رنگ سرخ تھا۔ دوسرے آپؒ کے والد کو امام حسین علیہ السلام سے بیحد محبت وعقیدت تھی۔ تیسرے آپؒ کے والد کو امام حسین علیہ السلام کی طرف سے فرزند پیدا ہونے کی بشارت ملی تھی۔ آپؒ کے والد سید ابراہیم کبیر الدین جوابیؒ کربلا معلیٰ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے باغ کے نگران اعلیٰ تھے۔ سید ابراہیمؒ کا مزار، سید الشہداء کے مزار کے قریب ہے۔ بہر حال آپ حسینی سادات ہیں۔

خاندان

حضرت لعل شہباز قلندرؒ عالی نسب تھے۔ آپؒ کے والد سید ابراہیم کبیر الدینؒ اپنے وقت کے بڑے عالم تھے اور شرعی احکامات کے سخت پابند تھے۔ آپؒ کی والدہ بھی بڑی عبادت گذار تھیں۔ آپ کی والدہ کے متعلق روایت ہے کہ آپ رات کے اندھیرے میں بیٹھ کر زارو قطار روتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ ''اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا دوزخ میں نہیں جائے گا''۔ آپؒ رات کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گذارتی تھیں۔ مرند کے حاکم سلطان شاہ کی یہ خوش نصیب بیٹی اپنے شوہر سید ابراہیمؒ کے جذب وتصوف کی تاثر کے باعث اپنے وقت کی زاہدہ اور عابدہ خاتون کہلاتی تھیں۔ حضرت لعل شہباز قلندرؒ نجیب الطرفین تھے اور آپؒ کے والدین تقویٰ وعبادت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

بچپن اور ابتدائی تعلیم اور جوانی

حضرت لعل شہباز قلندرؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں ''مرند'' میں حضرت شیخ منصورؒ کی زیر نگرانی حاصل کی۔ آپ کو بچپن ہی سے تعلیم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔

آپ کا بچپن اپنے والد کی نگرانی میں گذرا۔ آپ کے والد کو تبریز کے مشائخ میں بلند مقام حاصل تھا۔ اہل علم والد کی وجہ سے حافظ محمد عثمان المرندیؒ کو بچپن ہی سے اہل اللہ کی صحبت میسر آئی۔ بچپن میں ایسی مجالس میں شریک ہوئے تھے جن میں موت وقیامت کے منظر کو یاد کیا جاتا تھا ان مجالس میں قرآن شریف کی زیادہ تر ان آیات کی تلاوت کی جاتی تھی جن کا تعلق حشر، جزا و سزا سے ہے۔ لوگوں کی حالت عجیب ہوتی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہاتے اور نفس کا محاسبہ کرتے تھے۔ ماحول میں ہر طرف استغفار کی آواز آتی تھی۔

بہر حال، آپ نے بچپن ہی سے عربی اور فارسی پر عبور حاصل کر لیا اور دین کے ابتدائی مسائل مثلاً نماز، روزہ اور طہارت کے متعلق سیکھا۔ چھ سال کی عمر میں اس سے فارغ ہوئے تو قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا۔ سات سال کی عمر تک حافظِ قرآن بن گئے اور علوم اسلامی کے سیکھنے کا سلسلہ شروع کر دیا اور بہت جلد اس قابل ہو گئے کہ اپنے گاؤں سے باہر نکل کر علماء کرام سے استفادہ حاصل کریں مگر آپ کی والدہ محترمہ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ آپ کو اپنے سے دور رکھیں۔ لہٰذا حضرت لعل شہباز قلندرؒ بیس سال کی عمر تک اپنی والدہ کے پاس ہی رہے آپؒ کی بڑی خواہش تھی کہ گاؤں سے باہر نکل کر علماء سے مزید علم حاص کریں لیکن جب بھی ارادہ کرتے تھے والدہ کی اطاعت آپ کو اپنی خواہش پر عمل کرنے نہیں دیتی تھی اور اس طرح آپ مزید حصول علم کے بجائے والدہ کی اطاعت و خدمت کو ترجیح دیتے تھے اور اپنا ارادہ ملتوی کر دیتے تھے۔ یہ سلسلہ بیس سال کی عمر تک چلتا رہا۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت لعل شہباز قلندرؒ مرند سے سبزوار کی طرف اپنے تعلیمی سفر کے لئے تیار ہوئے۔ ان دنوں وہاں پر ایک بہت بڑے عالم و جلیل القدر بزرگ سید ابراہیم ولی قدس سرہ رہتے تھے۔ سید ابراہیم ولی کربلائیؒ، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور ان کا اصل وطن کربلا معلیٰ تھا۔

ابراهیم کربلائیؒ:

حضرت سید ابراہیم کربلائیؒ کا شجرہ اس طرح ہے:

(1) سید ابراہیمؒ بن، (2) سید محمودؒ بن، (3) سید جعفرؒ بن، (4) سید معفورؒ بن،
(5) سید علیؒ بن، (6) سید ابی طالبؒ بن، (7) سید محمد علیؒ بن، (8) سید زہیر اللہؒ بن
(9) سید یعلبؒ بن، (10) سید احمد بن، (11) سید محمد محسنؒ بن، (12) سید ابراہیمؒ بن،
(13) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام،

یہ بزرگ بڑے زاہد و عابد اور جید عالم تھے جس کے باعث لوگ آپ کو سید بابا ولی کربلائیؒ کہتے تھے۔ اور دور دور سے لوگ تحصیل علم کے لئے آپ کے پاس آتے تھے۔ سید ابراہیم ولی کربلائیؒ فقہی مسلک میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیروکار تھے۔

صوفیائے سندھ اور موج کوثر کے مصنفین کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ ایک سال مسلسل حضرت ابراہیمؒ کی خدمت میں رہے اور وہیں عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ اور اسی مختصر عرصے میں آپؒ کا دل اس قدر روشن ہو گیا کہ حضرت ابراہیمؒ نے مشائخ و علماء کی ایک مجلس میں حضرت لعل شہباز قلندرؒ کو دستار خلافت سے نوازا۔

حلیہ مبارک

قلندر نامہ کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا حلیہ مبارک اس طرح تھا۔ بڑی اور کشادہ پیشانی، کتابی چہرہ، روشن اور بڑی آنکھیں جو ہمیشہ سرخ رہتی تھیں۔ آپ کا چہرہ مبارک رعب دار اور ہمیشہ لعل کی طرح چمکتا رہتا تھا۔ غرض آپؒ نہایت حسین تھے۔ اسی خداداد حسن کے باعث کئی لوگ آپ پر فریفتہ تھے۔ مگر آپ رندانہ زندگی گذارتے تھے اور آپ کو کبھی بھی اپنے جسم کو بنانا اور سنوارنا پسند نہیں تھا۔

منقول ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا ظاہری جمال اور حسن اس قدر کامل تھا کہ آپ کی پیشانی مبارک چاند کی طرح چمکتی تھی اور جسم مبارک اس قدر نورانی تھا کہ عینک کی طرح عجب روشن تھا۔

تمام تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپؒ کا جسم سڈول اور مردانہ حسن کا اعلیٰ نمونہ تھے اور ایسے خوبصورت جسم کے مالک تھے کہ جو آپؒ کو ایک نظر دیکھتا متاثر ہوئے بغیر

نہیں رہ سکتا تھا۔

قلندرنامہ سندھی کے مطابق حضرت فیاض الزمان استادی جناب محمد صدیق سیتائی نے ایک دن اس بات پر فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم استخارہ میں حضرت شہباز بلند پرواز کے دیدار فرحت آثار سے سرفراز ہوئے کہ آپ کی حسین اور من موہنی صورت اتنی روشن تھی کہ کسی بھی بشر کی جہاں میں نہیں ہوگی۔ ہر وجہ قد و قامت میں ایسے قوام نظر آئے کہ خالق مطلق صانع برحق کی صنعت کی صفت تھی۔

عبدالملک افندی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ جوانی کے دنوں میں قلندر شہبازؒ زیادہ تر حالت وجد میں آ کر قلندرانہ طریقے سے رقص کرتے تھے اور کئی دن تک اپنے پروردگار کی قدرت کا دیدار کرنے کے لئے ایک ہی جگہ کھڑے رہتے تھے۔

آپؒ کے القاب

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کو کئی القاب سے یاد کیا جاتا ہے مگر ان میں سے مندرجہ ذیل بہت مشہور ہیں:

1- لعل: کہا جاتا ہے کہ آپ کو لال رنگ پسند تھا اس لئے آپ لال رنگ کا لباس پہنتے تھے۔ آپ کے جھنڈے کا رنگ بھی سرخ تھا۔ اس کے علاوہ آپ کا چہرہ مبارک بھی لعل کی طرح چمکتا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کے مرشد نے بھی آپ کو لعل لباس میں دیکھا تھا اس لئے آپ کو لعل کہہ کر پکارتے تھے۔

مصنف حیات قلندرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ جیسا کہ رات دن عبادت الاہی میں مصروف رہتے تھے اور پوری رات عبادت کرتے تھے اس لئے آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہتی تھیں اس لئے آپ لعل کے لقب سے مشہور ہیں۔

2- شہباز: حضرت لعل شہباز قلندرؒ کو یہ لقب آپ کے استاد سید ابراہیم کربلائیؒ سے ملا۔ اس لقب کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کو امام حسین علیہ السلام کے روضۂ اقدس سے باز ملنے کی بشارت دی گئی تھی۔ اس لئے آپ کو شہباز کہتے ہیں۔

3- قلندر: یہ لقب اس لئے ملا کہ آپ نے باقاعدہ قلندری مشرب اختیار کیا

اور تمام نفسانی خواہشات اور لذتوں کو ترک کر کے پوری زندگی عبادت الاہی میں گذار دی۔

4- سیف اللسان: یعنی تلوار جیسی زبان۔ آپؒ کو یہ لقب اس لئے ملا کہ آپ جو کچھ فرماتے تھے ایسا ہی ہوتا تھا یعنی اپنی زبان مبارک سے جو لفظ نکالتے تھے ایسا ہی ہو جاتا تھا۔

5- شمس الدین: یہ لقب اس لئے ملا کہ آپؒ دین کے لئے روشنی تھے۔ یعنی آپ نے اسلام کو روشن کیا۔

6- مھــــدی: آپ کو مہدی اس لئے کہا گیا کہ آپ کے قول و فعل کو دیکھ کر لوگوں کا گمان تھا کہ آپ آخری زمانے کے مہدی موعود ہیں۔

7- مــخــدوم: جیسا کہ آپ علوم ظاہر یہ کے بڑے ماہر تھے اس لئے آپ کو مخدوم بھی کہا جاتا ہے۔

نام و لقب کے متعلق روایات

آپ کے لقب قلندر کے متعلق ایک روایت ہے کہ ایک رات امام اول حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام نے خواب میں آپ کو فرزند عطا ہونے کی بشارت دی اور فرمایا کہ ''اللہ تعالٰی آپ کو فرزند عطا فرمائیں گے مگر جب اس کی عمر 384 دن ہو تو اس کو اپنے ساتھ لیکر مدینہ میں حاضری دینا''۔ اس طرح 384 دن کی عمر میں اپنے فرزند کو مدینہ لے گئے اور روضۂ رسولؐ پر حاضری دی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ 384 دن کی پابندی سے یہ اشارہ بھی تھا کیونکہ ''قلندر'' سے بھی 384 عدد نکلتا ہے۔ بہر حال لفظ قلندر کے متعلق اور بھی بہت سی روایات ہیں۔

لعل شہباز کے لقب کے متعلق روایت ہے کہ آپ سرخ رنگ کو پسند کرتے تھے اور ہر وہ چیز جس کا رنگ سرخ ہوتا تھا وہ آپ کو پسند تھی۔ اور آپ اس کو غور سے دیکھتے رہتے تھے۔ یہ بات بھی مشہور ہے کہ آپ سرخ رنگ کا لباس پہنتے تھے اور چلنے پھرنے اور عبادت و تبلیغ کرنے میں بڑے جانباز اور تیز تھے لہٰذا آپ کے لئے ''لعل'' کے ساتھ ''شہباز'' کا لفظ بھی استعمال کیا گیا۔

ایک دوسری روایت ہے کہ آپ سفید رنگ کا لباس پہنتے تھے۔ مگر ایک مرتبہ دہلی میں ایک مولوی نے وعظ کے دوران لال رنگ کا ذکر کیا اور کہا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو لال رنگ پسند تھا۔ اس طرح آپ نے اس دن سے لال رنگ کا لباس اختیار کیا۔

یہ بات بھی مشہور ہے کہ آپ حالت جذب میں چھوٹے چھوٹے پتھروں سے کھیل رہے تھے اور ان کو اوپر اچھال رہے تھے اور ان پتھروں کو گود میں جھپٹ رہے تھے تو کسی شخص نے پوچھا ''آپ پتھروں سے کھیل رہے ہیں! آپ جیسے بزرگوں کو تو لعلوں سے کھیلنا چاہیے؟'' آپ نے یہ سن کر کرتے کا پلو چھوڑ دیا تو وہ پتھر جو کرتے کے پلو میں تھے لعل بن کر زمین پر آ گرے اور چاروں طرف لال رنگ کی روشنی پھیل گئی اور آپ کو اسی دن سے لعل شہباز کہنے لگے۔

بعض لوگ آپ کے اسم مبارک کے ساتھ ''مخدوم'' کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ روایت ہے کہ آپ کو یہ لقب ملتان سے ملا تھا جب آپ ملتان میں حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کے پاس سلوک کی منازل طے کر رہے تھے۔

قلندری رنگ کا غلبہ

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی زندگی کے آخری دن جذب اور سکر کے دن تھے۔ آپ پر قلندرانہ کیفیت طاری رہنے لگی۔ لہٰذا آپ حجرہ سے بہت کم باہر نکلتے تھے اس جذب کی کیفیت میں بھی جب کوئی شخص زور سے کلمۂ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا تھا یا اذان کی آواز آتی تھی تو آپ فوراً ہوش میں آ جاتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ جذب وسکر کی یہ حالت ایک سال سے کم عرصہ تک جاری رہی اور جب آپ نے وفات فرمائی تو ماہ شعبان کی چاندرات سے آپ کی یہ کیفیت بالکل ختم ہو گئی تھی اور یوں لگتا تھا کہ آپ پر کبھی حالت جذب طاری ہی نہیں ہوئی تھی۔

کتاب صوفیائے سندھ کا بیان ہے کہ عمر کے آخری دنوں میں آپ نے قلندریہ مشرب اختیار کیا تھا اور آپ پر جذب وسکر کی کیفیت طاری ہونے لگی تھی۔

گلزار قلندر کے صاحب نے لفظ قلندر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس

میں پانچ حروف ہیں (1) ق (2) ل (3) ن (4) د (5) د۔

ان پانچوں حروفوں کے معنی الگ الگ ہیں۔ لیکن سب میں رب کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا راز پوشیدہ ہے۔

ق: یہ حرف قرب اور قناعت کے معنی دیتا ہے یعنی انسان کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے محبت اور پیار ہونا چاہیے۔ یہی واحد ذریعہ ہے جس سے اس کا حقیقی قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ قناعت کے معنی یہ ہیں کہ انسان ہر حال میں اپنے رب کی رضا پر راضی رہ کر صابر اور شاکر ہو۔ ایسا نہ کرے کہ کسی تکلیف یا مصیبت کے درپیش آنے پر یا نفس کی خواہش پوری نہ ہونے کے باعث فریاد کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے پہلے امتحان لیکر پھر اس کو اپنی مقبولیت کا درجہ دیتا ہے۔

ل: یہ حرف لو لگانے، لقاء کی نشاندہی کرتا ہے یعنی اپنے خالق سے عشق کرے اور اِس اور اُس کی پچار کرنے سے دور رہے۔ عشق الٰہی میں محو رہے۔ لقاء ربی کے مشاہدات حاصل کرے۔

ن: نیاز وانکساری کے معنی دیتا ہے۔ انسان کی عملی زندگی کا سارا دارومدار ان دو باتوں پر ہے جن پر عمل کرنے سے اللہ پاک کے حضور میں صحیح مقام حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہ انسان کو تب حاصل ہو سکتی ہیں جب دنیوی حرص و ہوس، حکومت یا دولت کا نشہ اس پر اثر نہ کرے۔ اس میں خود نمائی، غرور و تکبر سے نفرت کا مادہ موجود ہو اور اللہ کے حضور میں ہر وقت عاجزی اور انکساری کرنے والا ہو۔

د: یہ صرف دلیری اور دیانت کے معنی دیتا ہے یعنی انسان کو چاہیے کہ وہ صرف ایک اللہ پاک کی ذات گرامی سے ڈرے ہو کیونکہ اسی ہی کی ذات پاک ہے جو حقیقی معنی میں سب پر قادر ہے اور انسان کی زندگی اور موت، عزت و ذلت سب اسی کے اختیار میں ہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نگاہ میں اللہ پاک کی ذات کے سوا دنیا کی باقی تمام طاقتیں طلسمی دیوار کے علاوہ کوئی دوسری حیثیت نہیں رکھتیں اور اسی لئے اس کو دنیا کی کسی بھی طاقت کی پرواہ یا اس سے خوف و خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کی تصدیق اللہ نے خود کلام پاک میں کی ہے۔

ترجمہ: ''اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہے اور نہ ان کو دکھ ہی پہنچے گا''۔

دلیری کے ساتھ ساتھ دیانت کا ہونا لازمی ہے کیونکہ جھوٹ، مکر وفریب، یقین اور تدبیرائی ایسی بدخصلتیں ہیں جو انسان کو راہ راست سے ہٹا کر دنیوی حرص و لالچ کے گمراہ کن راستے پر لا کر پھینکتی ہیں اور اسی گمراہی میں انسان پوری زندگی بھٹکتا رہتا ہے۔ اسی لئے اللہ کے طلبگار متذکرہ چیزوں سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔

ر: یہ صرف ریافت: راضی بہ رضا اور راز کے معنی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے دنیوی الجھنوں اور بکھیڑوں سے منہ موڑ کر اپنے محبوب حقیقی کی جستجو میں ہر وقت سرگرم عمل ہوتے ہیں اور وہ اس میں اتنا محو ہو جاتے ہیں کہ ان کو بھوک و پیاس، سردی وگرمی کا پتہ ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کو اسی کی پرواہ ہوتی ہے۔ ان کی نگاہ ہر وقت محبوب کی تلاش میں رہتی ہے اور زبان پر اپنے رب ہی کا ذکر ہوتا ہے۔ ان کی اس یاد الٰہی میں دن رات زحمت کو ریاضت کہا جاتا ہے۔ وہ اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔

اپنی صداقت، زہد وتقویٰ کے باعث ان کو دلی سکون اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ وہ ہر حال میں رضا پر راضی رہے اور ظاہری طور پر دنیاوی مشکلات درپیش آنے پر صابر وشاکر رہتے ہیں۔ ان کو اللہ پاک کے اس وعدے پر یقین کامل ہوتا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ یعنی: ''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

متذکرہ پانچوں خصلتوں والے خوشنصیب انسان کو ''قلندر'' کہتے ہیں۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ بحیثیت ایک عالم

حضرت لعل شہباز قلندرؒ نہ صرف ایک بلند پایہ صوفی باصفا اور کامل ولی اللہ تھے بلکہ اعلیٰ پایہ کے عالم، ماہر لسانیات اور شعلہ بیاں مقرر بھی تھے۔ آپ کے ماہر لسانیات ہونے کے متعلق شیخ محمد اکرام نے اپنی کتاب ''موج کوثر'' میں ایک انگریز مؤرخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''حضرت لعل شہباز قلندرؒ ایک بہت بڑے عالم تھے اور کئی زبانیں جانتے تھے اور علم صرف ونحو میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ اسی لئے انگریز مورخ برٹن کے زمانے (1852ء) میں ''میزان الصرف'' اور ''صرف صغیر'' نامی کتاب جو عربی

مدارس میں عموماً پڑھائی جاتی تھیں وہ آپ کی تصنیف کردہ تھیں اور آپ ہی سے منسوب تھیں۔ ''میزان الصرف'' تو آج بھی عربی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ جیسا کہ مذہبی عالم تھے اور آپ کو عربی اور فارسی زبانوں پر مکمل عبور تھا۔ اس لئے اکثر اہل علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور مسائل میں آپ سے مشورہ حاصل کرتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملتان میں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ نے جو مدرسہ قائم کیا تھا اس میں حضرت لعل شہباز قلندرؒ نے کچھ عرصہ درس و تدریس کی خدمت بھی انجام دی تھی اور خصوصاً صرف ونحو کے شائق آپ سے درس حاصل کرتے تھے۔

ذوق شاعری

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کو شعروسخن سے بھی دلچسپی تھی بلکہ آپ اپنے دور کے صوفی شعراء میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ صوفیائے کرام کی محفلوں میں آپ کے غزل سماع کی جان ہوتے تھے۔ آپؒ عثمان تخلص استعمال کرتے تھے۔ کچھ غزلوں میں راجہ اور شہباز تخلص بھی استعمال کیا ہے۔ عقیدتمندوں نے آپ کو کئی القاب اور خطابات دیئے جو آپؒ کی زندگی میں ہی استعمال کئے جاتے تھے۔

آپ کا بیشتر کلام فارسی زبان میں ہے اور عارفانہ عشق و مستی، جوش وجذبہ سے بھرپور ہے۔ محمد علی چراغ شرح دیوان قلندرؒ میں لکھتے ہیں کہ سادات سے تعلق ہونے کے حوالے سے علوم آلیہ اور ادب عالیہ دونوں پر آپؒ کو عبور حاصل تھا۔ چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کے صوفیائے عظام کی طرح انہوں نے بھی اپنی شاعری کو ذریعہ تعلیم وتربیت اور وسیلہ تبلیغ دین بنایا۔ شاعری میں انہوں نے صوفیائے کرام کی ریت اور روایات کو خوب نبھایا۔ ان کی اکثر شاعری جذبہ عشق الٰہی کے غلبہ کے تحت معرض وجود میں آئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے دنیا و مافیہا کو پرکاہ جتنی بھی حیثیت نہیں دی، عشق الٰہی میں سرشاری اور وارفتگی ان کی ہر غزل میں موجود ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں اپنی واردات قلبی اور باطنی اظہار کی خاطر تمام صوفیانہ اصطلاحات سے بھرپور کام لیا ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی رحلت

حضرت لعل شہباز قلندرؒ جس وقت سیہون شریف لائے تو روایات کے مطابق آپؒ زندگی کا بڑا حصہ گذار چکے تھے۔ تذکرہ نگاروں کے مطابق آپؒ کی عمر 90 برس سے زیادہ ہو چکی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو مضبوط اعصاب سے نوازا تھا اور آپ اس عمر میں بھی کئی میل پیدل سفر کرتے تھے اور دیہات میں جا کر لوگوں کو دین کی باتیں بتاتے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ نے تقریباً چھ سال سیہون میں قیام فرمایا اور وہیں اپنی قائم کردہ خانقاہ سے اسلام کی روشنی پورے سندھ اور دور دراز تک پھیلاتے رہے۔

آپ کی ذات سے ہزاروں انسانوں نے ہدایت کا راستہ حاصل کیا۔ خاندانی رنجشوں کے باعث جو لوگ عرصہ سے آپس میں لڑتے رہتے تھے ان کے دلوں کو رنجشوں ور بغض و عداوت سے پاک کیا اوان کو اسلامی تعلیمات کے مطابق آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ غرض اس مختصر عرصہ میں آپؒ نے وہ کام کیا جو صدیوں میں پورا ہوتا ہے جیسا کہ قدرت آپؒ سے کام لے چکی تھی اور آپؒ کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اس لئے آخری دنوں میں آپؒ پر ایسی حالت طاری رہنے لگی کہ سوائے نماز اور دین کی باتوں کے آپؒ کو کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔ اسی حالت میں آپؒ نے رحلت فرمائی اور اسی حجرہ میں سپرد خاک کئے گئے جو آپؒ نے عبادت و رہائش کے لئے تعمیر کرایا تھا۔

روایت ہے کہ جب آپؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؒ بالکل ہوش میں آ گئے اور خدام کو فرمایا کہ ''مجھے بٹھائیں'' خدام نے حکم کی تعمیل کی اور آپؒ بغیر کسی سہارے کے بیٹھ گئے اور فرمایا ''میرا کوئی ساتھی نہیں، میرا عمل میرا کیا ساتھ دیگا۔ میرا سب سے بڑا سہارا ذات الاہی ہے۔ اب میرے ساتھی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں''۔

اس کے بعد آپؒ نے آسمان کی طرف دیکھا اور دونوں ہاتھ بلند کئے اور فرمایا ''اے اللہ! میں تمہارا گنہگار بندہ تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ! میں نے اسلام کو تیرا پسندیدہ دین سمجھ کر اس کو پھیلانے کی کوشش کی۔ اے اللہ! اگر اس میں کوئی

کوتاہی ہوگئی ہوتو معاف کرنا۔اے میرے رب! میری ہر خطا معاف فرما اور میری یہ دعا قبول فرما''۔

اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ آپؒ کے ہاتھ بستر پر گر پڑے اور جسم سیدھا ہو گیا اور زبان کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے خاموش ہوگئی۔

اخلاق وعادات

حضرت لعل شہباز قلندرؒ نے اگر چہ قلندرانہ زندگی اختیار کی تھی مگر دین کی تبلیغ اور اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں آپؒ کی پوری زندگی اسوۂ رسول ﷺ کا نمونہ تھی۔ آپؒ جب بھی تبلیغ کے ارادے سے اپنی خانقاہ سے قدم باہر رکھتے تھے تو کافی دیر تک اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے تھے اور اس کے بعد زبان سے تبلیغ کے جملے ادا کرتے تھے۔ آپؒ اپنی تبلیغ میں بڑے محبت بھرے انداز میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا ذکر کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و پاکیزہ زندگی کے واقعات کا تذکرہ کرتے تھے۔ اس طرح آپؒ کا یہ مخصوص اور پسندیدہ طریقۂ تبلیغ تھا جس کے باعث آپؒ کو سیوستان میں عظیم کامیابی حاصل ہوئی اور ہزاروں لوگ گناہوں سے توبہ تائب ہو کر اسی راستے پر آ گئے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب کا مقبول راستہ ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا زیادہ تر وقت عبادت اور مجاہدے میں گذرتا تھا۔ تھوڑا وقت خانقاہ سے باہر تبلیغ اسلام میں صرف کرتے تھے اور رات دن مخصوص اوقات میں اپنی خانقاہ میں جمع ہونے والوں کو دین وتصوف کی تعلیم دیتے تھے۔ ذاتی خواہشات کی یہ حالت تھی کہ خدام جو کچھ دسترخوان پر لاکر رکھتے تھے وہ کھاتے تھے۔ ہمیشہ موٹا کپڑا پہنتے اور سادہ کھانا کھاتے تھے۔ آپؒ نے کبھی بھی پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھایا اور اکثر روزہ کے حالت میں رہتے تھے۔ کبھی کسی بستی میں نکل جاتے تھے اور راستے میں جو بھی شخص ملتا تھا اس سے بڑے اخلاق سے پیش آتے تھے اور محبت کی باتیں کرتے تھے۔ بچوں کے سروں پر مسکراتے ہوئے ہاتھ پھیرتے تھے اور ان کو اپنے کرتہ کی جیب سے پیسے نکال کر دیتے تھے۔ بعض اوقات گڑ، چینی اور میوہ وغیرہ لیکر نکلتے تھے اور لوگوں میں اس قدر بانٹتے تھے کہ وہ حیران ہو جاتے تھے کہ اتنا سامان کہاں سے آتا ہے کئی یتیم بچے اور بیوہ عورتیں ایسی بھی تھیں جو روزانہ خانقاہ سے اپنا روزینہ لے جاتی تھیں۔ آپؒ

کی خانقاہ پر ہر وقت مسافروں کا ایک ہجوم رہتا تھا اور آپؒ ان سب کے کھانے پینے کی ضروریات کا خود انتظام کرتے تھے۔ کوئی بھی سائل کبھی بھی آپؒ کی خدمت سے محروم نہ رہا۔ لوگ بڑی بڑی مشکلات آ کر بیان کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی دعا سے حل فرماتا تھا۔

آپؒ کی مادری زبان فارسی تھی اور عربی بھی اچھی طرح جانتے تھے مگر جب سیوستان تشریف لائے تو لوگوں کے ساتھ مقامی زبان میں اس طرح بات چیت کرتے تھے گویا آپ کی مادری زبان ہو۔ آپ کی خانقاہ کے ساتھ ایک مسجد بھی تھی جہاں آپؒ لوگوں کو پانچ وقت نماز پڑھاتے تھے۔ ہر نماز کے بعد حاجتمندوں کا ہجوم آپ کے گرد جمع ہو جاتا تھا اور آپؒ ہر ایک سے اس کے دکھ درد کی داستان پوری توجہ سے سنتے تھے اور پھر اس کے حل کے لئے تدابیر فرماتے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ اکثر مراقبہ کی حالت میں رہتے تھے۔ آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے علم اور ایمان عطا فرمایا تھا۔ زیادہ رونے کے باعث آپؒ کی آنکھیں سرخ رہتی تھیں۔ آپؒ کی پوری زندگی محنت اور ریاضت سے بھرپور ہے۔ آپؒ دنیا کو حقیر سمجھتے تھے اس لئے اس کی لذتوں کو ٹھکرا دیا تھا آپؒ کی زبان پر اکثر یہ دعا رہتی تھی:

ترجمہ: ''شکر اس ذات پاک کا جس نے ہم پر بڑا انعام کیا اور ہمیں دین اسلام کی راہ دکھائی''۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی زندگی کی یہ امتیازی وصف تھی کہ آپؒ وقت کا زیادہ تر حصہ جاگتے رہتے تھے اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپؒ کو اپنے وقت کا قطب اور ابدال مانا جاتا ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپؒ بچوں کا ہاتھ تھام لیتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ میرے لئے دعا کریں کہ تم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا''۔

آپؒ فرماتے تھے کہ ''سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک ہوتا ہو اور سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم بچہ ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک ہوتا ہو''۔

آپؒ یہ بھی فرماتے تھے کہ ''اے لوگو! یتیموں پر شفقت کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے حق تعالیٰ یتیموں اور مساکین سے جس قدر محبت کرتا ہے دوسری کسی مخلوق سے اتنی محبت نہیں کرتا''۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے متعلق حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے ارشادات ایک بے بہا خزانہ ہیں آپؒ فرماتے تھے کہ ''حق تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے اور عام اور غالب ہے''۔

فقر اور غنیٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ''فقر و غنیٰ کی قیمت کو بڑھانے والی چیز صبر اور شکر ہے''۔

توبہ اور انابت کے متعلق فرماتے تھے کہ ''بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کی نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے اور اس لائق نہیں رہتا کہ گندگی سے پاک وصاف جنت میں جگہ حاصل کرے''۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کو ایمان کے اول درجہ کا مقام حاصل تھا۔ شریعت کے خلاف کوئی چیز دیکھتے تو آپؒ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل جاتا تھا، آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں اور طبیعت میں جلال نظر آتا تھا اور کسی میں بھی یہ ہمت نہیں ہوتی تھی کہ آپؒ کے جلال کے سامنے ٹھہر سکے۔

تاریخ کی قدیم کتابوں میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ نے خلافِ شرع چیزوں کو سختی سے ختم کیا۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے زمانے میں سیہون شہر عورتوں کی تہجد گذاری کے لئے بھی مشہور تھا۔ اس زمانے میں سیہون شہر میں ہر طرف نیکی اور پاکیزگی نظر آتی تھی۔ لوگوں کی چال میں نرمی تھی۔ ان کے چہرے عبادت اور ریاضت کے نور سے چمکتے تھے۔ ایمان باللہ کی روح کا ایک جلوہ تھا۔ جو سیہون جاتا تھا وہ وہیں کا ہو کر رہ جاتا تھا۔ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی آواز میں بڑا رعب تھا اور لوگ ہیبت میں آجاتے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کا کلام

حضرت لعل شہباز قلندرؒ اپنے دور کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کا پورا کلام ''وحدت الوجود'' کے باریک نکات سے بھرپور ہے۔ آپ کا پیغام عام زندگی کی اصلاح اور درس ہے جو غافل انسانوں کو صراط المستقیم پر چلنے کے لئے راستہ دکھلاتا ہے۔ آپ کے اشعار عربی اور فارسی زبانوں میں ہیں۔ آپ نے شاعری میں ''عثمان'' اور ''راجا'' کا تخلص استعمال کیا ہے۔ آپ کا کلام عارفانہ معیار اور رجانہ کیفیات سے بھرپور ہے۔ عشق وسوز، درد وفراق، ہجر ووصال، محبت واخلاص کے نکات کو ظاہر کرتا رہا ہے۔ آپ کے کلام میں کیف اور حال کی مستی کا رنگ خاص ہے۔

کریم بخش خالد اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کو بطور شاعر کم اہمیت حاصل نہیں۔ آپ کا فارسی شعر آپ کے عقیدتمندوں کو زبانی یاد تھا اس لئے وہ محفوظ رہا۔ یوں تو آپ کا کوئی علیحدہ مجموعہ کلام نہیں ہے مگر قدیم تاریخی کتابوں اور تذکروں میں آپ کی مختلف نظمیں یا غزلیں درج ہیں۔

حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے کلام کے متعلق مختلف محققین نے تحقیق بھی کی ہے اور بعض اشعار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کے نہیں ہیں۔ محترم جلیل سیہوانی کے بقول ایسا ہوتا رہا ہے جب ایسے خاصان خدا کا کلام بعض لوگوں پر بار خاطر اور ناگوار گذرتا ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ کلام اس درویش کا نہیں ہے۔ جس طرح بعض لوگ شاہ جو رسالو کے سرکیدارہ کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ شاہ صاحب کا نہیں ہے کیونکہ اس میں واقعہ کربلا اور اہلبیت اطہار کی عقیدت میں اشعار کہے گئے ہیں۔

اسی طرح حضرت لعل شہباز قلندرؒ کی منقبت میں 14 معصومین اور 12 اماموں کا ذکر ہے اور واقعہ کربلا کا بھی احوال تفصیل سے ہے۔ حیرت یہ ہے کہ بعض مصنفین نے اس میں بھی تحریف کی ہے اور کہیں الفاظ بھی بدل دیئے ہیں۔

بہرحال لعل شہباز قلندرؒ کے شعر کہنے کی دنیا قائل ہے۔ تاریخ تحفۃ الکرام اور تذکرہ شہباز میں تحریر ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ جس وقت ملتان میں قیام پذیر تھے

اس وقت آپ وہاں کے فرمانروا شہزادہ خان شہید کی قائم کردہ شعر و شاعری کی محافل میں شریک ہوتے تھے اور جب کوئی شعر و شاعری کی محفل منعقد ہوتی تھی تو اس میں حضرت لعل شہباز قلندرؒ بڑی دلچسپی لیتے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لعل سائیںؒ عربی زبان کے بھی ماہر تھے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے کچھ عربی اشعار بھی موجود ہوں۔ آپ کا فارسی کلام جو بڑے بڑے مناقبوں کی طرح مرتب کیا ہوا ہے وہ آپ کے کتنے ہی طالبوں کو زبانی یاد ہے۔ آپ نے کتنی ہی غزلیں کہی ہیں جو اکثر محافل سماع میں پڑھی جاتی ہیں۔

کتاب مقالات الشعراء میں میر علی شیر قانع ٹھٹوی نے ہندوستان کے شعراء حضرات کے اشعار کے ساتھ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے چند اشعار کے نمونے بھی پیش کئے ہیں۔ اسی طرح لب تاریخ سندھ اور تاریخ اولیائے ہند میں بھی آپ کے چند اشعار نمونے کے طور پر درج ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے کلام کا ایک بڑا دیوان موجود تھا۔ اس دور میں طباعت ممکن نہ تھی نہ چھاپے خانے تھے۔ اس بناء پر آپ کا مکمل کلام محفوظ نہ رہ سکا۔

ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی کے مطابق سندھ اور برصغیر کے کئی مورخین نے حضرت لعل شہباز قلندرؒ کو باقاعدہ شاعر تسلیم کیا ہے۔ مولانا محمد ہاشم ٹھٹوی کی کتاب ''مدح سندھ''، میر علی شیر قانع کی کتاب ''مقالات الشعراء''، قادر بخش بیدلؒ کی کتاب ''سند الموحدین'' اور ''رموزالعارفین'' (قلمی)، مہتا مولچند کی کتاب ''رسالہ سوانح قلندر'' (قلمی)، ''بیاض صالح'' (قلمی) اور خدا داد خان کی کتاب ''لب تاریخ سندھ'' میں آپ کے اشعار دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی بیاضوں اور قلمی نسخوں میں بھی آپ کے اشعار قلمبند ہیں۔ کئی فقراء اور درویشوں کی زبانوں پر آپ کے اشعار ورد ہیں۔

ڈاکٹر ہرول سدارنگانی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ "Persian Peots of Sindh" میں آپ کو سندھ کا پہلا فارسی شاعر قرار دیا ہے۔

بہر حال حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے کلام کا موضوع، مقصد، پیغام، لب و لہجہ، اسلوب بیان، عقائد اور مسائل قلندری ہیں۔ آپ کے کلام میں مستی، حد کمال تک کارفرما ہے۔ جوش و جذبہ کا اظہار اس انداز سے ہوا ہے کہ آپ کے خیالات عام صوفیانہ

اصطلاحات سے مختلف اور بالکل منفرد ہو جاتے ہیں۔

آپ کا کلام عشق الٰہی کے سوز و گداز سے بھرپور ہے۔ حضرت لعل شہباز قلندرؒ اپنے زمانے کے بہت بڑے علامہ، دانشور، صوفی بزرگ، متشرح عالم اور قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ نے محبت، اخلاص، ہمدردی، بھائی چارے، اتحاد و اتفاق کی تعلیم و تربیت دی ہے۔

یہاں آپ کے کلام سے منقبت کے چند اشعار اور چند غزلیں مع ترجمہ دی جاتی ہیں۔

عربی محمدؐ است

آں شاہ دو عالم عربی محمدؐ است
مقصود بود آدم عربی محمدؐ است

ترجمہ: حضرت محمدؐ عربی دو جہانوں کے بادشاہ ہیں۔ وہی آدمیت اور انسانیت کے مقصود اول ہیں۔

صد شکر آں خدائے کہ پشت و پناہ خلق
شہنشاہیے مکرم عربی محمدؐ است

ترجمہ: خدا تعالیٰ کا بیحد شکر ہے کہ خلق کے پشت و پناہ، حامی اور مددگار وہی شہنشاہ مکرم محمدؐ عربی ہیں۔

مارا ز جرم حال پریشان وے چہ غم
چوں پیشوائے عالم عربی محمدؐ است

ترجمہ: میں اپنے جرم و گناہوں پر کیوں پریشان ہوں اور ان کا غم کیوں کروں جبکہ زمانے کے رہبر و سردار محمدؐ عربی ہیں۔

مارا چہ غم بود کہ چنیں سایہ برسر است
غم خوار حال زارم عربی محمدؐ است

ترجمہ: مجھے کیا غم اور فکر، میرے سر پر تو حضورؐ کا سایہ مبارک ہے۔ میرے برے، رنجیدہ اور نا آسودہ حالات پر میرے غم خوار وہی ہیں، وہی میرے ہمدرد و مونس محمدؐ عربی ہیں۔

بخشم مدد نمود کہ از آتش شدم
مطلوب و جان جانم، عربی محمدؐ است

ترجمہ: میں اس قابل تو نہیں ہوں لیکن ناگواری کے ساتھ ہی سہی میری مدد کیجئے کہ میں آگ میں ہوں۔ میرے مطلوب اور میری جان محمدؐ عربی ہیں۔

ختم رسل، چراغ رہ دین و نور حق
آں رحمت دو عالم عربی محمدؐ است

ترجمہ: یا ختم رسلؐ راہ دین کے روشن چراغ اور حق کے نور، دونوں جہانوں کی رحمت آپ محمدؐ عربی ہیں۔

آں سرور خلائق و آں رہنمائے دیں
آں صدر و بدر عالم عربی محمدؐ است

ترجمہ: آپ مخلوق کے سردار اور رہبر و رہنما ہیں اور آپؐ دین حق کے پیشوا ہیں۔ آپؐ چنے ہوئے سربراہ اور مصطفیٰ ہیں اور آپؐ بمثل چودھویں کے چاند کے ہیں اور انسانیت کی سرداری محمدؐ عربی کے لئے ہی ہے۔

آں کعبہ معارف و آں قبلہ یقین
آں شاہ دین پناہم عربی محمدؐ است

ترجمہ: آپؐ مرکز و منبع معارف ہیں۔ آپؐ معرفتوں کے مخزن ہیں اور قبلہ ایمان ہیں۔ دین کے لئے میری پناہ گاہ محمدؐ عربی ہیں۔

کن پیروی راہ وے ارباب نجات
شاہنشاہیے معظم عربی محمدؐ است

ترجمہ: اے جہاں والو! اسی کی پیروی کرو کیونکہ ان کے نقش قدم پر چلنے سے نجات ہو سکتی ہے۔ وہ نجات پر قادر ہیں۔ شہنشاہ معظم عربی محمدؐ ہیں۔

عثمان چو شد غلام نبی و چہار یار
اُمیدش از مکارم عربی محمدؐ است

ترجمہ: اے عثمان! جب تو حضور اکرمؐ اور ان کے چار یاروں کا غلام ہو گیا تو اس کے بعد پھر محمدؐ عربی کے کرم کی امید پیدا ہو گئی۔

منقبت

جام مہر علی ز در دستم
بعد از جام خوردن آں مستم
کمر اندر قلندری بستم
از دل پاک حیدری ہستم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: علی کی محبت کا جام ہاتھوں میں ہے۔ یہ جام پی کر نشے میں مست ہوا ہوں۔ میں نے قلندر ہونے پر کمر کس لی ہے۔ میں تو اب دل و جان سے حیدری ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں۔ علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

از مے عشق شاہ سر مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم
من بغیر علی نہ دانستم
علی اللہ از ازل گفتم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: حضرت علی کے عشق کی مے سے سرشار ہوں، علی مرتضیٰ کا غلام ہوں۔ میں علیؑ کے سوا (کسی دوسرے کو) نہیں جانتا پہچانتا۔ میں نے ازل سے علیؑ اللہ کہا ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

اسد اللہ است ید اللہ است
ولی اللہ است مظہر اللہ است
حجت اللہ قدرت اللہ است
بے نظیر ذات اللہ است

حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: وہ اسد اللہ (اللہ کا شیر) ہیں۔ ید اللہ (اللہ کا ہاتھ) ہیں، ولی اللہ ہیں۔ مظہر خدا ہیں، اللہ کی حجت ہیں، اللہ کی قدرت ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثال اور بے نظیر ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

شاہ اقلیم ہل اتیٰ خوانم
مالک تخت کل کفیٰ خوانم
صاحب سیف لافتیٰ خوانم
ولی تاج انما خوانم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: میرے نزدیک علیؑ "ہل اتیٰ" کے بادشاہ ہیں۔ وہ میرے لئے کل کفیٰ کے تخت کے مالک ہیں، صاحب سیف لافتیٰ کی تلوار ہیں، تاج انما کے سلطان ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علیؑ مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

آں چہ در وصف مرتضیٰ گفتم
سراسر حق و برسلا گفتم
حرف حق است برشما گفتم
بہ ازقول مصطفیٰ گفتم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی مستم

ترجمہ: یہ جو میں شان علیؑ میں کہتا ہوں یہ خود اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ رسول خداؐ نے بھی یہی کہا ہے۔ میں نے جو کہا ہے وہ سراسر حق کا فرمان ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں۔ علیؑ مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

بہ ایں مدح شاہ می پویم
جُز علی دیگر نہ می جویم
منِ علی دانم علی گویم
چوں نصیری کہ بندہ اویم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: یہ مدح جو شاہ کی کہی ہے میں سوائے علیؑ کے کچھ نہیں جانتا نہ آرزو رکھتا ہوں۔
میں تو صرف علیؑ ہی کو جانتا ہوں اس لئے علیؑ علیؑ ہی کہتا ہوں نصیری کی طرح۔
میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰیؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

وصی مصطفٰی علی ہست بگو
بخدا رہ نما علی ہست بگو
سرور اولیاء علی ہست بگو
نور ایمانِ ما علی ہست بگو
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: علیؑ وصیِ پیغمبرؐ ہیں تم بھی کہو۔ خدا کی قسم علیؑ رہبر ہیں تم بھی کہو۔ علیؑ تمام ولیوں کے سردار ہیں تم بھی کہو۔ ہمارے ایمان کا نور علیؑ ہیں تم بھی کہو۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں۔ مست ہوں، علی مرتضٰیؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

آں علی است ساقیِ کوثر
آں علی حاکم قضا و قدر
آں علی قاسم نعیم و سقر
قنبرش را منم ز جانِ قنبر
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: حضرت علیؑ ہی ساقی کوثر ہیں۔ علیؑ تو قدرت الٰہی سے ایک طرح سے قضاوقدر پر حاکم ہیں یعنی طاقت رکھتے ہیں۔ آپؑ کی ذات گرامی ہی جنت و دوزخ کی تقسیم کرنے والی ہے۔ آپ کے غلام قنبر ہماری جان ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

سرور ہر کہ مرتضیٰ باشد
پیروئے دینِ مصطفیٰ باشد
بے شک اور شخص اولیاء باشد
در او نام مرتضیٰ باشد

حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علیؑ، ہستم

ترجمہ: جس کے سردار حضرت مرتضیٰ ہوں اس کے لئے دین مصطفیٰ کی پیروی کرنا نہایت ضروری ہے۔ بیشک جو حضرت علیؑ کے نام کا ورد کرتا ہے وہ خود ولی ہوتا ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

پیر من شاہ من اللہ من است
نور ایمان حب شاہ من است
سایۂ لطف او، پناہ من است
صادقم شاہ من گواہ من است

حیدری ام قلندرم مستم
بندہ مرتضیٰ علیؑ، ہستم

ترجمہ: حضرت علیؑ میرے مرشد ہیں گویا وہ اللہ کی جانب سے میرے پیر ہیں۔ میرے ایمان کی روشنی میرے مولا کی محبت ہے اور انہی کی مہربانیوں کا سایہ میرے پناہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں میرے مولا میرے صدق و صفا میری رضا پر گواہ ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

روئیتش روئی من خدا دانم
نور☆ چوں از خود چرا دانم
ذات پاکش جدا نمی دانم
رتبۂ ذات مصطفیٰ دانم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: ان کا جلوہ دیکھنا میرے لئے خدا کا جلوہ دیکھنے کے برابر ہے۔ میں ان کے نور کو اپنے آپ میں جس طرح دیکھتا ہوں نہ جانے ایسا وہ کیوں ہے۔ اس کی ذات پاک کو میں اپنے آپ سے ہرگز جدا نہیں سمجھ سکتا۔ ان کی ذات سے مجھے ذات مصطفیٰ دکھائی دیتی ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

غیر حیدری ہمی اگر دانی
کافری و یہودی و نصرانی
ہست ایمان علی نمی دانی
بپذیری کہ ایں مسلمانی
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: اگر تو حیدرؓ کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کو جانتا ہے تو تو کافر اور یہودی و نصرانی ہے۔ علیؑ ہی ایمان ہیں تو نہیں جانتا۔ ایسے ہی قبول کر اگر تو مسلمان ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

چہاردہ تن شفیع عصیانم
مہر شاہ است دین ایمانم
غیر ازیں چہاردہ نمی دانم
مدح روز و شب ہمی خوانم

نور خدا، از خود خدا دائم، میں خدا کا نور (علیؑ کو) خود خدا سمجھتا ہوں

حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: چودہ معصومینؑ میری شفاعت کرنے والے ہیں۔ ان کی محبت میرا دین اور ایمان ہے۔ میں ان چودہ معصومینؑ کے علاوہ کسی کو جانتا ہی نہیں ہوں، دن رات انہی ہستیوں کی مدح کرتا ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰیؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

حضرت سیدۃ النسأ زہراؑ
آں غر و یافت عصمت و تقویٰ
ہست معصوم اور بجز خدا
می کنم لعنت بر دشمناں روا
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: حضرت سیدۃ النساء زہرا سلام اللہ علیہا عصمت وتقویٰ اور بلندی کا پیکر ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معصومہ ہیں۔ خدا کی قسم! آپ پاک و پاکیزہ ہیں، میں ان کے دشمنوں پر لعنت بھیجنا روا سمجھتا ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰیؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

مرتضٰی شیر یزداں ہست علیؑ
شاہ اعلیٰ ولایت آں ہست علیؑ
حضرت حسنؑ حسینؑ جان ہست علیؑ
ہر دو عالم کرد نام و شناس ہست علی
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام اللہ کے شیر ہیں۔ ان کی ولایت بہت بلند ہے اور سب سے اعلیٰ ہے۔ حضرت حسن اور حسین علیہم السلام ان کی جان ہیں۔ یہ

دونوں جہانوں میں جانے پہچانے ہیں۔ دونوں جہان ان کے لئے وقف کر دیئے گئے ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

نور تاباں مہر شاہ نجف
حسن المجتبیٰ بود اشرف
دامن او بود مرا در کف
نیست باقی مرا ز خوف تلف
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی مستم

ترجمہ: میرے مولا کا نور نہایت روشن اور بہت زیادہ ہے۔ وہ گویا نجف کے روشن سورج کی مانند ہے۔ حضرت حسن المجتبیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی بہت بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔ مجھے کسی بھی قسم کا کوئی ڈر و خوف نہیں ہے کیونکہ ان کا دامن میرے ہاتھ میں ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

گوہر شاہ وار ابن علیؑ
گشت روشنی خفی و جلی
شاہ شاہان حسین ابن علیؑ
گردن دشمنش ز منم ازلی
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: ابن علیؑ (امام حسینؑ) گوہر نایاب اور بہت قیمتی موتی ہیں ان کے چاروں طرف ظاہری اور باطنی روشنی پھیل گئی۔ حسین علیہ السلام بادشاہوں کے بھی بادشاہ ہیں۔ ازل سے ان کے دشمنوں کی گردن جھکی ہوئی ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

نورچشم شہید کربلا
عابدیں شاہ راضی رضا بہ قضا
ہر کہ ظالم بود آل العبا
لعن خصمش کنم بہ صبح و مسا
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: شہید کربلا علیہ السلام کے آنکھوں کے نور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام رضائے حق پر بسر وچشم راضی ہیں۔ آل العبا کے ساتھ ہر ایک ظلم کرنے والوں پر میں صبح وشام لعنت بھیجتا ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

نورچشم شہید کرب و بلا
عابدیں، باقر است بہ جود و سخا
ہست جعفر امام آلِ عبا
ایں جود وردِ من صبح و مسا
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: امام زین العابدینؑ اور حضرت امام محمد باقرؑ شہید کربلا (حضرت امام حسین علیہ السلام) کی آنکھوں کے نور ہیں اور سخی مرد ہیں اور امام جعفر صادقؑ، حضرت علی علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ میرا صبح وشام وظیفہ ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰ کا بندہ اور غلام ہوں۔

آں نبی صورت علی افعال
باقر و دین پناہ نیک خصال
ناطق نطق ایزد متعال
دلم از مہر اوست مالا مال

حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: امام باقر علیہ السلام پیغمبر اسلام اکرمؐ کی صورت اور حضرت علی علیہ السلام سے مشابہ ہیں۔ وہ ہر طرح سے دین پناہ اور نیک خصال ہیں۔ آپؑ بہ تائید ایزدی عقل و خرد اور دوسروں کو عاجز اور خاموش کر دینے والے تھے۔ دل ان کی محبت سے مالا مال ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

وارثِ دین پاک پیغمبرؐ
مذہب شرع صادقؑ و جعفرؑ
واقف راز خالق اکبر
ہست تشبیہ شان پیغمبرؐ
حیدری ام قلندرم مستم
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام، پیغمبر اکرمؐ کے دین و مذہب اور شریعت کے وارث اور مددگار ہیں۔ خالق اکبر کے رازوں سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ کی شان کی مثل ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

موسیٰ کاظمؑ آں امام بحق
است اسلام را ازو رونق
منکر او است کافر مطلق
بشنو ای خارجی خر احمق
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام حق کے امام ہیں۔ ان کے دم سے اسلام کی رونقیں

دوبالا ہیں۔ ان کا جو منکر ہے وہ سراسر کافر ہے۔ سن اے خارجی، اے احمق گدھے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰیؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

شاہ دیں علی رضاؑ است بگو
چوں علیؑ مظہر خدا است بگو
بلک خود عین مرتضٰی است بگو
خصم او دشمن خدا است بگو
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: امام علی رضا علیہ السلام دین کے شاہ ہیں۔ تم اس حقیقت کا اعلان کرو جیسے علی مرتضٰی علیہ السلام مظہر خدا ہیں تم بھی کہو۔ بلکہ وہ خود عین مرتضٰی علیہ السلام ہیں تم بھی کہو۔ ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے تم بھی کہو۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰیؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

شاہ دیں امام ست نقیؑ
پاک معصوم آں علی نقیؑ
دینؑ و ایمان عسکریؑ بحقی
ہمہ اعدائے او است کور و شقی
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: دین کے بادشاہ امام علی نقی علیہ السلام ہیں۔ یہ امام علی نقیؑ پاک و معصوم ہیں۔ سچا دین و ایمان امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں۔ آپ کے تمام دشمن اندھے اور بدبخت ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰی کا بندہ اور غلام ہوں۔

التقبا باتقی تمام کنم
تقویٰ آں تقی امام کنم
فیض او بہر خاص و عام کنم
لعن بر دشمناں مدام کنم

حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: امام محمد تقی علیہ السلام میرے امام ہیں۔ زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ تقیوں کے تقی ہیں۔ آپ پرہیز گاروں کے امام ہیں۔ میں ان پر ہر قسم کی پرہیز گاری کو ختم جانتا ہوں اور انہیں ہی امام مانتا ہوں۔ ان کا فیض ہر خاص و عام پر جاری ہے میں ان کے دشمنوں پر ہمیشہ لعنت بھیجتا ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

قبلہ دین من علی نقیؑ
پاک و معصوم ہست شان علیؑ
مہر است مہر دین نبیؐ
کشتۂ امرائے او لعینی و شقی

حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: امام علی نقی علیہ السلام میں دین اسلام کے قبلہ و کعبہ ہیں، آپ علیؑ کے مثل پاک و معصوم ہیں، وہ تو سراپا مہر و محبت ہیں اور دین نبی کے لئے بھی سراسر محبت و الفت ہیں آپ کے قاتل لعنتی و ظالم حکمران ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

حسن العسکری بمثل حسن
اُنس و جان را امام شاہ زمن
خلق او بود چوں نبی احسن

حاسدش را منم عیاں دشمن
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: امام حسن العسکری علیہ السلام، امام حسن علیہ السلام کی مانند ہیں۔ وہ زمانے میں جنوں اور انسانوں کے بادشاہ اور امام ہیں ان کے اخلاق نبیؐ کی طرح عالی و حمیدہ ہیں۔ ان سے بغض رکھنے والوں کا میں کھلا دشمن ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

باصفات علی ابن ابی طالب
مہدی و ہادی شاہ و غالب
حُب او شہنشاہ برہمہ واجب
برظہورش منم ز جان و قلب
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تمام صفات ہیں وہ ہادی اور مہدی ہیں۔ وہ شاہ اور غالب ہیں۔ اس شہنشاہ کی محبت ہم پر واجب ہے ان کا ظہور میرے دل و جان پر ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰ کا بندہ اور غلام ہوں۔

بادہ مہر انوری زدہ ام
سکہ ضرب قمبری زدہ ام
جام لبریز حیدری زدہ ام
کوش دین پیغمبری زدہ ام
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: میں شراب انوری کی مہر و محبت اور حسن و نور کا مارا ہوا ہوں، اور قمبری ٹکسال ...

ڈھلا ہوا سکہ ہوں اور میرا جام جناب علیؑ سے لبالب بھرا ہوا ہے۔ دین پیغمبری کی سماعتوں سے میں معمور و مسرور ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی

مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں

قائم آلِ مصطفیٰ مہدی
قاتل خصمِ مرتضیٰ مہدی
بخدا است امام ما مہدی
چوں علی مظہر خدا مہدی
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: امام مہدی علیہ السلام پیغمبر اکرمؐ کی آل میں سے ہیں۔ دشمن بھی انہیں ماننے والوں میں سے ہیں۔ خدا کی قسم! میرے امام مہدی علیہ السلام ہیں جس طرح علی علیہ السلام مظہر خدا ہیں ویسے ہی امام مہدی بھی خدا ہی کا ظہور و اظہار ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

سرگروہِ تمام رندانم
رہبر سالکم عار فانم
ہادئ عاشقانم مستانم
کہ سگ کوئے شیر یز دانم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: میں تمام رندوں کا سرگروہ ہوں۔ عارفوں اور عقلمندوں کا رہبر ہوں، اور عاشقوں اور مستانوں کا ہادی ہوں اس لئے کہ شیر خدا کے کوچے کا ایک کتا ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر، ہوں مست ہوں، علی مرتضیٰ کا بندہ اور غلام ہوں۔

☆ بعض صاحبان کا اصرار ہے کہ سگ نہیں بلکہ لفظ سقہ ہے۔ اس کے لئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ جیسا کہ محمد و آل محمدؐ سے نجاست کوسوں دور ہے اس لئے علی علیہ السلام جیسی پاک ہستی کی گلی میں کتے کا کیا کام۔ اس لئے لفظ سقہ درست ہے یعنی پانی بھرنے والا یا ماشکی

چوں بہ اعدائے کمر بستم
تبر حیدری است در دستم
قاتل آں جمع من ہستم
ضرب لعنت زدم زبردستم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: میں نے علیؑ کے دشمنوں پر کمر باندھ لی ہے اور حیدری کلہاڑا میرے ہاتھوں میں ہے۔ ان کے قاتل کو میں اپنا قاتل سمجھتا ہوں اس لئے ان پر لعنت کی زبردست ضرب لگاتا ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

من مسلمانم علی دانم
در تولا بصدق و ایمانم
در تبرا چوں تیغ عریانم
بہ عدوئے ذوالفقار میرانم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: میں صرف اس کو مسلمان سمجھتا ہوں جو حضرت علیؑ کو مانتا ہے۔ اسی کو میں اپنا ایمان جانتا ہوں۔ وہ لوگ جو اس حقیقت سے انکار کرتے ہیں ان کے لئے میرا کلہاڑا تلوار کی طرح ایک قطعی دلیل ہے اور دشمنوں پر میں ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی تلوار ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

حرمت اہل بیتؑ برحمت باد
لعنت حق بر سر ملعون باد
لعنت گفت آنکہ از جلال نژاد

لعن آنہا کنم شوم آزاد

حیدری ام قلندرم مستم

بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: اہلبیت علیہم السلام کا احترام کرنا رحمت ہے۔ ان کے دشمنوں پر خدا کی بے شمار لعنت ہو۔ ان کی اصل و سرشت پر اصحاب جلال کی طرف سے بھی لعنت کی گئی ہے۔ میں ان پر غصہ میں لعنت بھیجتا ہوں۔ کیونکہ ان پر لعنت کر کے میں آزادی حاصل کرتا ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰیؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

حرمت اہل بیتؑ برحمت باد

لعنت حق، بہ قوم ملعون باد

سگ یزید، درجہان بود برباد

او ازیں رفت در سقر افتاد

حیدری ام، قلندرم، مستم

بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: اہلبیت علیہم السلام کی عزت پر رحمت ہو۔ مردود قوم پر خدا کی لعنت ہو۔ یزید کتا دنیا میں برباد ہو۔ وہ اس دنیا سے گیا اور جہنم رسید ہوا۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰی کا بندہ اور غلام ہوں

بشنوی خارجی سگ و احمق

پنبہ کش بشنو ایں غیر مطلق

واللہ مکن بدل دق دق

پیر من مرتضٰی علی است بحق

حیدری ام قلندرم مستم

بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: اسے خارجی کتے اور بے وقوف سن لے، اپنے کانوں سے کپاس نکال دے اور

یہ خبر سن لے۔ میرے سامنے کمتر بک بک اور بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کی قسم! جناب علیؑ میرے پیرو مرشد ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

قمبرش کم ترین شاہ ذوالفقارم من
باک از خارجی نہ دارم من
چوں نصیری کہ نام دارم من
علی ولی اللہ آشکارم من
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ علی مرتضیٰ مستم

ترجمہ: میں قمبر کی طرح شاہ کی تلوار ہوں۔ مجھے کسی خارجی کا کوئی خوف و ڈر نہیں ہے۔ چونکہ میرا بھی نصیری کی طرح نام رکھا ہوا ہے۔ میں تو علی علیہ السلام کے اللہ کے ولی اور تقرب الٰہی کا اظہار کرتا ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

ابن ملجم شد از نفاق خراب
خائن ابن زیاد است ابن خطاب
شمر ملعون بہ فرد بحر عذاب
می کنم لعن ایں چہارم بار ثواب
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: ابن ملجم (جو ظاہر میں دوستی اور باطن میں دشمنی اور) نفاق کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوا۔ اسی طرح ابن زیاد خیانت کرنے والا اور بددیانت ہے اور اسی طرح ابن خطاب ہے۔ شمر ملعون بھی اہل عذاب میں سے ہے۔ میں ان سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں اور ثواب پاتا ہوں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

ابن ملجم کہ بہ اتفاق خراب
شمر ملعون، بود ز اہل عذاب
لعنتی زیاد زادہ است خطاب
ہر سہ لعن کن تو بہر ثواب
حیدری ام، قلندرم، مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: ملجم کا بیٹا بری صحبت والا اور شمر لعین اہل عذاب میں سے تھا۔ زیاد کا بیٹا لعنت کے خطاب والا ہے۔ تو ان تینوں پر ثواب کی خاطر لعنت کر۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰی کا بندہ اور غلام ہوں۔

نوٹ: غلام محمد عرشی نے اپنی کتاب منقبت میں مندرجہ بالا شعر دیا ہے۔ جبکہ فقراء کا خیال ہے کہ اس سے پہلے والا شعر ہی صحیح ہے۔

ساخت خود را پلید خصم امام
یک صد و چہل ہفت تخم حرام
بر یہودی دیوس است لعن مدام
گو برش لعنتی، تو بہر اسلام
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: امامؑ کے دشمنوں نے خود کو پلید کیا۔ ایک سو سینتالیس ولد الزنا (حرامی) ہیں۔ یہودی دیوس پر ہمیشہ لعنت ہے کہہ (تو بھی کر) ان پر لعنت اسلام کے لئے۔
میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰی کا بندۂ اور غلام ہوں

یک صد و سی یک منافق دان
سہ صد و دہ او موافق دان
شش صد و شصت و یک او مطابق دان
یک صد و بست و ہفت فاسق دان

حیدری ام قلندر رم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: ایک سو اکتیس کو منافق سمجھو تین سو دس کو مناسب سمجھو۔ چھ سوٗ اٹھارہ کو ان کے عین مطابق سمجھو، ایک سو ستائیس کی مقدار میں فاسق سمجھو۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

دو صد سی منافق دان
سہ صد دہ بود موافق آن
شش صد و شصت یک منافق دان
یک صد و چہل ہفت فاسق دان
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: تو دو سو تیس منافق جان تین سو دس کو موافق جان چھ سو اکسٹھ کو منافق جان ایک سو سینتالیس کو فاسق جان۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰی کا بندہ اور غلام ہوں۔

یا علی ولی شہہ مرداں
بحق مصطفٰی، بحرمت آں
بہ نجف اشرف خودم را برساں
کہ نہ مانم بہ ملک ہندوستان
حدری ام، قلندرم، مستم
بندۂ مرتضٰی علی ہستم

ترجمہ: اے علی ولی مردوں کے شاہ حضرت محمد مصطفٰیؐ اور آپؐ کی عزت کے واسطے سے مجھے نجف اشرف پہنچا دے کہ ملک ہندوستان میں نہ رہوں میں حیدری ہوں۔ قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضٰی کا بندہ اور غلام ہوں۔

یا علی ولی شاہ مرداں
بہ حق مصطفیٰ و عزت آں
کہ بجانم بشہر سیوستان
بہ نجف زود تر مرا برساں
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: یا علیؑ! آپ ولی ہیں اور مردوں اور بہادروں کے بھی آپ شہنشاہ ہیں۔ محمد مصطفیٰ کی عظمت کا واسطہ مجھے نجف اشرف پہنچا دیں کہ میں سیہون کے شہر سے آؤں اور میں وہیں کا ہو کر رہ جاؤں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

نہ رسد کس بہشت و جاہش
من شہباز بندہ درگاہش
برصا لش بود مرا خواہش
ہر زماں است ز خانم آگاہش
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ علی مرتضیٰ ہستم

ترجمہ: میرے لئے جنت جانے میں فخر نہیں ہے۔ اسی لئے میں بہشت کی طلب و خواہش نہیں رکھتا۔ میں آپؑ کی درگاہ کے غلاموں کا غلام ہوں۔ مجھے بس ہر زمانے میں آپ سے ملاقات کی خواہش رہی ہے اور آپ میرے حال سے آگاہ ہیں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

یا علی من ز دل ترا خواہم
ہر دو عالم بگو چرا خواہم
بے نظیری دگر کرا خواہم

حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: یا علیؑ! میں دل سے آپ کو پکارتا ہوں۔ دونوں جہان والوں کو بتا دیں کہ میں کیوں پکارتا ہوں کیونکہ آپ بے مثال ہیں اور آپ کے علاوہ کسی اور کو کیسے پکاروں۔ ان سے زیادہ کوئی دوسرا ہے کیا کہ اس کو پکاروں۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

گر توئی مومن ز صف حیدر
روز و شب گوئے ثنا آں صفدر
آنکہ بد گو ہست جائے سقر
دشمن اوست در عذاب سقر
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ: اے مومن! تو اگر حیدری ہے تو پھر تجھ پر لازم ہے کہ تو رات دن صف شکن کی ثنا کرتا رہ۔ وہ جو آپؑ کے بارے میں بدگمانی اور بدکلامی سے کام لیتا ہے ان کی جگہ جہنم ہے اور ان کے دشمنوں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔ میں حیدری ہوں، قلندر ہوں، مست ہوں، علی مرتضیٰؑ کا بندہ اور غلام ہوں۔

غزل 1

عاشقاں اندر جمال خوب رویاں ماندہ اند
نسخۂ ہمراں نام الٰہی خواندہ اند

ترجمہ: عاشق لوگ خوبصورت حسینوں کے نظاروں میں گھرے پڑے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ نام الٰہی کی کتاب پڑھے جا رہے ہیں۔

ہر زماں عاشقاں بہر شکار لم یزل
در فضائے لا یزالی اسپ ہمت راندہ اند

ترجمہ: عاشق ہر دور میں معشوق لازوال کو شکار کرنے کی خاطر یا محبوب لم یزل کا شکار ہونے کے لئے فضائے بسیط و لایزل میں ہمت کا گھوڑا دوڑاتے رہتے ہیں۔

نیست شکے از دو عالم در گذشت عاشقاں
ہر زماں بر تخت دل اللہ را بنشاندہ اند

ترجمہ: عاشقوں کے دو جہانوں کے سیر کرنے میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ ہر وقت دل کے تخت پر اللہ تعالیٰ ہی کو بٹھاتے ہیں۔

چوں بباید اصطلاح عاشقاں دریافتن
دست خود را از دو عالم جز خدا افشاندہ اند

ترجمہ: عاشقوں کے احوال کی رمز کو کس طرح معلوم کیا جائے کہ وہ تو خود ہی دونوں جہانوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے ہاتھوں سے نچھاور کئے ہوئے ہیں۔

گر بہ پرسی حال راجا پس شنو ہچو نمک
کوفتادہ محو گشتہ بحر حق درماندہ اند

ترجمہ: اگر تو راجا کا حال پوچھتا ہے تو سن کہ وہ نمک کی مثل ہے کہ جو پسا ہوا ہو اور بحر حق میں رفتہ رفتہ گھل کر ختم ہو رہا ہو۔ اس کی یہ عاجزانہ اور مجبوری کی حالت کس قدر ادنیٰ اور معمولی ہے۔

غزل 2

گر تو بخواہی اے دلا تا شاہ باشی دائما
بندی کمر آں متکا الا علی اللہ رزقہا

ترجمہ: اے دل! اگر تو خواہش رکھے کہ ہمیشہ بادشاہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ وہی رزق دینے والا ہے۔

رزق مقدر بے طلب آید ترا در روز شب
راست گفتم زیں سبب الا علی اللہ رزقہا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں دن رات میں بے طلب رزق عطا کرتا ہے۔ اسی سبب تمہیں سچ کہا ہے، اللہ تعالیٰ رزق دینے والا ہے۔

قرآن را بر حق شہر آیت ببیں با دل اگر
از بہر روزی غم مخور الا علی اللہ رزقہا

ترجمہ: اگر تو آیت مبارک کو دل سے دیکھے تو قرآن کو حق کا چشمہ جان، روزی کے لئے غم نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے۔

اے آنکہ در دل حق ترس او را روا دیں است بس
باید بگیرد ایں درس الا علی اللہ رزقہا

ترجمہ: وہ جو اپنے دل میں خدا کا خوف رکھتا ہے۔ بس اس کو دین روا ہے۔ اس کو یہ درس لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے۔

داری شرف اے دل اگر ہر دم ہماں تو بے فکر
بر کوہ باشی یا بہ بر الا علی اللہ رزقہا۔

ترجمہ: اے دل! اگر تو یہ شرف رکھے کہ ہمیشہ بے فکر رہوں اگر پہاڑ پر ہوں یا دھرتی پر مگر اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے۔

شہباز تن را شاد کن خود خانہ دل آباد کن
ایں سخن حق را یاد کن الا علی اللہ رزقہا

ترجمہ: اے شہباز! تو خوش رہ اور اپنے دل کے گھر کو آباد رکھ، اس سچے اور حق کے سخن کو یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے۔

غزل 3

درمیاں عارفاں ایں سر پنہا یافتم
ہر کہ را من جستم بودم عینی خود را یافتم

ترجمہ: میں نے عارفوں کے درمیان یہ پوشیدہ راز پالیا جس کی مجھے تلاش تھی۔ اسی نے بھی میری طرح اپنے آپ کو پایا ہے۔

چونکہ دریا عینی آب است قطرہ او عینی آب
قطرہ دعوئ می کندہم عین دریا یافتم

ترجمہ: جس طرح دریا خالص پانی اور اس کا قطرہ بھی پانی ہی ہے تو اس صورت میں قطرہ دعوئ کرتا ہے کہ میں ہی دریا ہوں اور میں نے دریا کو پالیا ہے۔

کور مادرزاد ہرگز نہ بیند آفتاب
صد ہزاراں شکر واجب چشم بینا یافتم

ترجمہ: وہ جو مادرزاد اندھا ہے وہ سورج کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ اس پروردگار کا ہزار بار شکر ہے کہ اس نے مجھے چشم بینا سے نوازا ہے۔

چونکہ فیض حق تعالیٰ نفی کردم غیر را
آں ہمائی لایزال در عینی صحرا یافتم

ترجمہ: چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مہربانی سے میں نے ہر غیر کو ٹھکرا دیا اور ہمائے لا یزال نظروں نے مجھے صحرا میں دکھا دیا ہے۔

سالہا باشد ہمی جستم حبیب خویش را
ایں زمانہ ہرچہ بینم عینی خود را یافتم

ترجمہ: کئی سال میں اپنے محبوب کو تلاش کر رہا تھا اب تو جدھر دیکھتا ہوں اسی کو پاتا ہوں۔

چوں وجود کس نہ باشد بالحقیقت جز خدا
آں وجود عینی مطلق عینی خود را یافتم

ترجمہ: جب خدا کے سوا حقیقت میں کسی کا وجود نہیں ہے۔ اور اس وجود مطلق کو میں خود دیکھتا ہوں۔

صد ہزاراں پادشاہاں می روند در بارگاہ
آں خزانہ گنج مخفی آشکارا یافتم

ترجمہ: سو ہزاروں بادشاہ اس بارگاہ میں منتظر ہیں لیکن میں نے وہ مخفی خزانہ ظاہر دیکھ لیا ہے۔

آشکارا یافتم آں سر پنہاں در جہاں
گاہ احمد گاہ آدم گاہ حوا یافتم

ترجمہ: میں نے خفیہ بھید کو پا لیا اور اسے ظاہر کر دیا کہ جو اس میں پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے۔ وہ گویا کبھی احمد ہے، کبھی آدم ہے اور کبھی حوا کی صورت میں، میں نے پا لیا ہے۔

گاہ او معشوق آمد گاہ عاشق آمدہ است
زیں معنی گاہ مجنوں گاہ لیلیٰ یافتم

ترجمہ: کبھی وہ (اللہ) معشوق کی صورت میں اور کبھی عاشق کی صورت میں آیا ہے اسی معنی میں میں نے کبھی مجنوں اور کبھی لیلیٰ کے روپ میں پایا ہے۔

راست گفتم نیست شکے در دو عالم ہیچ کس
اے جواں الا ہماں کہ پیدا یافتم

ترجمہ: میں نے سچ کہا ہے بے شک دونوں جہاں میں کوئی نہیں ہے کہ اے مرد خدا! میں نے اس محبوب حقیقی کے سوا کسی اور کو نہیں پایا ہے۔

ایں کہ راجا ناگہاں سلطان خوباں رخ نمود
صد ہزاراں سجدہ کردم حسن بالا یافتم

ترجمہ: یہ کہ اے "راجا" خو بروؤں کے بادشاہ نے اپنے رخ اندر کی جھلک دکھائی، میں نے سو ہزار سجدے کیے کہ میں نے اس حسنِ بالا کو پایا ہے۔

غزل 4

در دو عالم عاشقاں را جز خدا مقصود نیست
در مشہود چشم ایشاں غیر ولی مشہود نیست

ترجمہ: عاشقوں کو دونوں جہانوں میں خدا کے سوا اور کوئی مقصد و مدعا نہیں ان پر جب ذات باری تعالیٰ کا ظہور ہوتا ہے اس وقت جو ولی نہیں وہ موجود نہیں ہوتا۔

حمد گفتن عاشقاں را فرض آید در وصال
پیش چشم حمد گویاں جز یکے محمود نیست

ترجمہ: وصال کے دوران تعریف کرنے والے عاشقوں پر فرض ہے کہ وہ حمد کریں۔ محمود کے سوا کسی اور کے سامنے حمد کہنا روا ہی نہیں ہے۔

عاشقاں را نور آمد از جمال دوست خویش
زیں جہت در شان ایشان غیر حق موجود نیست

ترجمہ: عاشقوں کو اپنے دوست کے حسن سے نور آیا اسی لئے اس کے شان میں حق کے علاوہ کوئی بھی موجود نہیں۔

آفتاب ''وھو معلم'' ہر طرف چوں جلوہ داد
چشم باشد یا نہ باشد جلوہ جز مقصود نیست

ترجمہ: ہر طرف جب ''ھو'' کا سورج مستحکم نظر آتا ہے اس لئے نظر رہے یا نہ رہے مجھے جلوہ حق کے سوا اور کچھ درکار نہیں ہے۔

نزد بینا غیر حق معدوم محض انیست شک
بالحقیقت در دو عالم جز خدا موجود نیست

ترجمہ: دیکھنے والے کے نزدیک حق کے سوا یہ محض شک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔

عہد آید در قرآں ''اوفوا بعہدیؔ'' از خدا
عشق وے را عہد مستی غیر وے مقصود نیست

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''اوفوا بعہدی'' کا وعدہ پورا کرنے کا حکم آیا ہے اس کے عشق کا وعدہ صرف یہی ہے کہ مستی سے سرشاری وحق ہو، اس کے سوا اور کوئی مقصود ہی نہیں ہے۔

غزل 5

یک نور را خصلت بینی گہہ خود سما ؤ گہہ زمینی
گہہ خود ملک گہہ آدمی در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: ایک نور کی خصلت دیکھیں کبھی خود آسمان کبھی زمین، کبھی خود فرشتہ اور کبھی انسان۔ ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ شمس گہہ گردد قمر گہہ تخم گردد گہہ شجر
گہہ شاخ گہہ گردد و ثمر در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: بندہ کبھی سورج چاند ہو جاتا ہے کبھی بیج کبھی تناور درخت ہو جاتا ہے۔ کبھی شاخ ہوتا ہے اور کبھی پھل ہو جاتا ہے ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ کوہ گہہ صحرا شود، گہہ آب گہہ دریا شود
گہہ درخوش و زیبا شود در ہر سرا سرے بینی

ترجمہ: کبھی پہاڑ، کبھی ریگستان بن جاتا ہے۔ کبھی پانی اور کبھی دریا ہوتا ہے۔ کبھی خوش اور کبھی خوش نما موتی۔ ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ چشم و گہہ جوہر شود، گہہ لعل گہہ گوہر شود
گہہ مشک و گہہ عنبر شود در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: کبھی آنکھ کبھی آبدار موتی ہوتا ہے۔ کبھی لعل اور کبھی گوہر ہوتا ہے۔ کبھی مشک اور کبھی عنبر ہوتا ہے ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ خود پدر گہہ خود پسر گہہ خود جواں گہہ خود صغر
گہہ خود معمر بیشتر در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: کبھی باپ بنا کبھی بیٹا بنا، کبھی خود جوان کبھی چھوٹا بچہ ہوا۔ کبھی اکثر خود بوڑھا ہوتا ہے۔ ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ طیر گہہ حیواں شود، گہہ جن گہہ انسان شود
گہہ حور و غلماں سود، در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: کبھی پرندہ کبھی حیوان ہوتا ہے کبھی جن اور کبھی انسان بنتا ہے۔ کبھی حور تو کبھی غلمان ہوتا ہے۔ ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ خود ستارہ گہہ ماہ گہہ خود گدا گر گہہ شاہ
گہہ خود رواں و گہہ راہ در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: کبھی خود ستارہ کبھی چاند ہوتا ہے۔ کبھی خود بھکاری اور کبھی بادشاہ ہوتا ہے۔ کبھی خود راہ گیر اور کبھی وہ راہ ہوتا ہے۔ ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ روح گردد گہہ تن گہہ مرد گردد گہہ زن
گہہ بچہ گردد پر فتن در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: کبھی روح کبھی جسم بن جاتا ہے۔ کبھی مرد بن جاتا ہے اور کبھی عورت کے روپ میں آجاتا ہے۔ کبھی بچہ ہوتا ہے تو کبھی حرکت کرنے والا۔ ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ صید گہہ دانا شود گہہ زلف گہہ شانہ شود
گہہ شمع و پروانہ شود در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: کبھی شکار کبھی شکار کے چکنے ولا دانہ ہوتا ہے اور زلف و کاکل اور زلفوں سے سجا شانہ ہو جائے۔ کبھی شمع اور کبھی پروانہ ہو جاتا ہے۔ ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ نور گہہ نار شد گہہ یار گہہ اغیار شود
گہہ خفت گہہ بیدار شد در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: کبھی نور کبھی آگ ہوتا ہے کبھی جان نثار اور کبھی دشمن ہوتا ہے۔ کبھی سویا ہوا اور کبھی بیدار ہوتا ہے۔ ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

گہہ نور او اندر جہاں در ہر صور در ہر زماں
گاہے چنیں گاہے چناں در ہر سراسرے بینی

ترجمہ: وہی ایک نور اس کا جہاں میں ہر شکل وصورت اور ہر زمانے میں ہے۔ کبھی اُس

صورت سے کبھی اس طرح سے یعنی ایسا بھی ویسا بھی ہر مقام پر ہے۔ ہر جگہ ایک اسرار ہی نظر آتا ہے۔

کوتاہ کن راجا زباں یک نور را بنگر عیاں
ہم خود شدہ اندر جہاں در ہر سراسرے ببینی

ترجمہ: ''راجا'' بیان کو مختصر کر، ایک نور کو ظاہر دیکھ جو خود سارا جہاں ہے۔ ہر جگہ ایک ہی اسرار نظر آتا ہے۔

غزل 6

جانِ ما از سر گذشتہ عشق او برسر گرفت
فارغم از ہر دوعالم چوں کہ دلبر در گرفت

ترجمہ: ہماری جان نے ازل سے اس کے عشق کو قبول کیا ہے۔ اس لئے میں دونوں جہانوں میں ہر غم سے آزاد ہوں۔ کیونکہ ہم نے اپنے محبوب کو پالیا ہے۔

جانِ ما در کوئے جاناں سالہا افتادہ بود
ناگہاں محبوب آمد جاں مارا برگرفت

ترجمہ: ہماری جان برسوں سے محبوب کی گلی میں پڑی تھی پھر اچانک محبوب آئے اور ہماری جان میں جان آ گئی۔

مرد آں ہم اندر ایں رہ کے بگردد مرد عاشق
مرد عاشق آبود لاخوف یک را در گرفت

ترجمہ: جو مرد جواں ہوتا ہے وہی اس راہ حق میں مرد عاشق ہو جاتا ہے اور پھر جو عاشق ہو جاتا ہے وہ صرف ایک ہی کا ہوکر ہر طرح کے خوف و خطرے سے آزاد ہو جاتا ہے۔

ترک دنیا گشت آساں ہر کہ یک بارگی
آں جمال کرم باری کام او در برگرفت

ترجمہ: اس کے لئے ترک دنیا آسان ہوگا جس کے لئے ایک ہی مرتبہ اللہ کے جمال نے اس کا مقصد پورا کیا یا اسی ہی کے فضل وکرم سے پورا ہوا۔

گر کسے را ملک مُلکہ فقیر آید ضبط او
شاہ گردد دو عالم ملک پیغمبر گرفت

ترجمہ: اگر کسی کو فقیر جیسی ملکیت میسر آ جائے تو دونوں جہانوں کا بادشاہ ہو جائے کیونکہ اس طرح وہ پیغمبری کی حقیقت کو پا جاتا ہے۔

در توکل گر کسے را صدق باشد بر خدا
نیست شکے عالم را بازر و زیور گرفت

ترجمہ: اگر کسی کو اللہ تعالیٰ پر توکل ہو تو بے شک پورے جہان کے زر و زیور پر اس کا تسلط اور قبضہ ہو گیا۔

پیش عاشق ہفت دوزخ زود آید در گریز
زانکہ عاشق در جہاں از نور او خنجر گرفت

ترجمہ: عاشق کے سامنے ساتوں دوزخ بھی آتے ہوئے گریزاں ہوتے ہیں کیونکہ عاشق نے اس جہاں میں اللہ کے نور کا خنجر تھام رکھا ہے۔

عاشقاں را ذرہ نورش چوں آمد در نظر
عاشق سرمست را دیوانگی از سر گرفت

ترجمہ: عاشقوں کو جب اللہ تعالیٰ کے نور کا ذرہ نظر آتا ہے تو وہ اس نور کی رمق سے متوالے ہو کر دیوانگی کو قبول کر لیتے ہیں۔

ترک کردم از دل و جاں دو عالم بہر دوست
در دل و جاں دوست آمد خانہ خوشتر گرفت

ترجمہ: میں نے دوست کے لئے دونوں جہاں دل و جان سے ترک کر دیئے۔ اور اسی وجہ سے میرا محبوب اب میرے دل و جاں کے حجرے میں آ گیا ہے۔ میرے لئے اس سے بڑی اور کیا خوشی ہو سکتی ہے۔

جز بصورت نور احمد نیست روشن بالیقین
زیں سب آں نور احمد مرتبہ برتر گرفت

ترجمہ: احمد کے نور کے سوا یقیناً کسی صورت میں روشنی نہیں۔ اور یہ سب اسی نور احمد ہی میں سے ہے جو اس قدر عالی مرتبت ہوا ہے۔

تازہ مظہر شود ہر روئے از روئے حبیب
مرد عاشق ہر سجدہ سوئے آں دلبر گرفت

ترجمہ: اس محبوب کے جلوہ سے تمام چہرے پاک و تازہ ہو جاتے ہیں۔ اور عاشق کا ہر سجدہ اسی دلبر کی طرف لے جانے والے محبوب ہی کی چوکھٹ پر ہوتا ہے۔

کعبہ عشاق باشد روئے احمد در جہاں
صد ہزاراں روئے خوباں منزل مطہر گرفت

ترجمہ: اس جہاں میں عاشقوں کا کعبہ احمدؐ کا چہرہ ہے۔ اس طرح سو ہزار حسینوں کے چہروں کو منزل مطہر حاصل ہوگئی۔

چوں بصورت شد علیؑ روئے محمدؐ بر غدیر
صورت آں زیں سبب عاشق خود خوشتر گرفت

ترجمہ: جب غدیر میں حضرت علیؑ حضور محمدؐ کا چہرہ مبارک ہوئے اسی وجہ سے عاشقوں نے بہت خوبصورت اور حسین خوشی حاصل کی ہے۔

عمر خوشتر وقت خوشتر دوست خوشتر در نظر
مرد میداں مست و مستاں دوست خود در بر گرفت

ترجمہ: پوری عمر بہت خوب، وقت بہت ہی حسین اور دوست تو پھر نہایت ہی موزوں اور مناسب ہے جو مرد میداں، بہادر مست مستاں ہیں، وہی خود عمدہ اور اچھے دوستوں کو حاصل کرتے ہیں۔

روئے خوباں چوں بنا شد از عشاقش در حجاب
مست راجا گشت ہمچوں خصلت رہبر گرفت

ترجمہ: محبوب کا چہرہ اپنے عاشقوں سے حجاب میں نہیں ہوتا۔ اس لئے راجا سراپا مست اور بے خود ہو گیا ہے اور اس طرح تو اس میں رہبری کی خصلت پیدا ہو چکی ہے۔

غزل 7

گر تجلی دوست خواہی بر دوام
خواب غفلت بر تن خود کن حرام

ترجمہ: اگر تو ہمیشہ محبوب کی تجلی چاہتا ہے تو اپنے جسم پر غفلت کی نیند کو حرام کر دے۔

خواب غفلت بر دل خود پردہ است
ورنہ دائم ہست تجلی و سلام

ترجمہ: غفلت کی نیند دل پر خود پردہ ہے ورنہ ہمیشہ تجلی اور سلامتی ہے۔

نیک بنگر کئے بیاید اے عزیز
در دو عالم بے تجلی انتظام

ترجمہ: اے پیارے! سچ بتا دونوں جہانوں میں تجلی کے بغیر کوئی رونق ہی نہیں ہے وہ تجلی کب آئے۔

گر نبا شد ایں تجلی دائما
جملہ اشیاء زدو گیرند ایں ظلام

ترجمہ: اگر یہ تجلی ہمیشہ نہ ہو تو تمام چیزیں جلد ہی تاریکیوں میں بدل جائیں۔

بے وجود محض مطلق اے عزیز
خلق عالم را کجا باشد قیام

ترجمہ: جان لے کہ وجود کے بغیر تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی تو ذات مطلق ہے پھر اس صورت میں خلق عالم کا کہاں قیام اور قرار ہے۔

ہر چہ بینی آں وجود محض اوست
نام اشیاء نام او آمد مدام

ترجمہ: تو جو دیکھ رہا ہے وہ صرف اللہ ہی کے وجود سے ہے۔ اشیاء کے جو نام ہیں یہ سب بھی اسی کے نام ہی سے معروف ہوتے ہیں۔

ہستی مطلق بباید ہم اوست
اور ہمی شنود او ہمے گوید کلام

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو ہی ہستی واجب ہے۔ سب کچھ وہی ہے۔
وہی سنتا ہے اور وہی کلام کرتا ہے۔

چشم راجا در تجلی دائما است
بے تجلی نیست کس را ایں مقام

ترجمہ: ''راجا'' کی نگاہ ہمیشہ ذات حق کی تجلی پر ہے۔ تجلی کے بغیر یہ مقام کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

غزل 8

وجود محض مطلق را ہمہ جا ہر زماں دیدم
بہر سوئے بہر کوئے صورت عیاں دیدم

ترجمہ: میں نے ہر جگہ اور ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا نظارہ دیکھا۔ ہر طرف ہر گلی میں اسی کی ذات کی جلوہ نمائی دیکھی۔

ہماں وحدت ہماں کثرت ز کثرت ہم ہماں وحدت
و لیکن اختلافش درمیاں حکم آں دیدم

ترجمہ: وہی وحدت، وہی کثرت اور پھر کثرت سے وہی وحدت بھی۔ لیکن ان کے اختلاف میں بھی میں نے اس کا حکم ہی دیکھا۔

بنورش چوں مکمل شد نظر ظاہر از آں باطن
بصورت جملہ عالم را جمال آں نشاں دیدم

ترجمہ: جب اس کے نور سے نظر ظاہر مکمل ہوئی تو اس سے باطن کا بھی اظہار ہوا۔ اس طرح میں نے اسی کے جمال کو پورے عالم میں دیکھا۔

ندیدم من مگر آں را کہ محض است در جہاں مطلق
فنا دیدم ہمہ کس را چوں او را درمیاں دیدم

ترجمہ: میں نے جہاں میں اس ذات مطلق اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایک کو میں نے فنا دیکھا ہے اور ان کے بعد بھی وہاں صرف اللہ کو دیکھا ہے۔

یکے بینا یکے بیند دو بدن ناروا گوید
یکے را دو بدانستن کارا جولاں دیدم

ترجمہ: ایک دیکھنے والا ایک ہی دیکھتا ہے دو دیکھنے کو ناجائز کہے گا۔ اور ایک کا ان دونوں کو ایک جاننا ہی وتیرہ بنا ہوا ہے۔ میں نے یہی روانی اور تیزی دیکھی۔

یقینی او را عیاں بیند اگر فانی شود ازخود
فنا گشتی ازیں خود را یکے آں عاشقاں دیدم

ترجمہ: اگر وہ خود سے فنا ہو جائے تو یقیناً اللہ کو ظاہر دیکھے۔ اگر تو خود سے فنا ہو جائے تو میں نے ان عاشقوں (کا گروہ) دیکھا ہے۔

تجلی را نہایت چوں نبا شد در ہمہ عالم
تجلہ اورمیان ہر کساں و ناکساں دیدم

ترجمہ: چونکہ تجلی کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے اس لیے کل عالم میں، میں نے ہر کس و ناکس میں اسی کی تجلی کو دیکھا ہے۔

زہے معنی کہ اندر فہم نیاید ہیچ گہہ بر من
زہے معنی بہر حرف و بہر نطق بیاں دیدم

ترجمہ: کیا خوب ہے کہ اس کے معنی تو کسی کی سمجھ میں ہرگز نہں آئیں گے لیکن میں نے ہر حرف اور ہر گویائی کے معنی واضح دیکھے ہیں یا وہ مجھ پر واضح ہوئے ہیں۔

ملازم شد بر ایں معنی حدوشش از عبارتہا
بہ ایں ہئیت ظہور آں حقیقت در جہاں دیدم

ترجمہ: یہ ضروری ہوتا ہے کہ عبادتوں کے خاص معنی نئے اور تازہ ہوں۔ اس طور سے میں نے جہاں میں اس حقیقت کا ظہور دیکھا۔

اگر رفتم بہ او رفتم اگر نشستم بہ او نشستم
ندیدیم ہیچ صورت را مگر او را در آں دیدم

ترجمہ: اگر میں چلا تو اسی کے ساتھ چلا اور اگر بیٹھا تو اسی کے ساتھ۔ میں نے کوئی صورت نہ دیکھی مگر صرف اسی کو دیکھا ہے۔

ھو الاول ھو الآخر ھو الظاہر ھوالباطن
ہماں زیر و ہماں زبر و ہمہ مظہر ہماں دیدم

ترجمہ: وہ اول ہے وہ آخر ہے، وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے وہی زبر (اونچا اور بالا) وہی زیر (نیچے) اور میں نے سب اسی (اللہ) کے مظہر دیکھے ہیں۔

ہزاراں شکر با ایں گشت لازم بر من مسکینی
کہ من آں دوست خود ہم آشکارا و نہاں دیدم

ترجمہ: اسی لئے ہزاروں شکر انے مجھ مسکین پر لازم ہوئے کہ میں نے اپنے اس دوست کو ظاہری خواہ پوشیدہ طور پر دیکھا ہے۔

خودی کفر است اگرچہ پارسائی صد ہزاراں است
خدارا آشکارا درمیاں بے خوداں دیدم

ترجمہ: خودی کفر ہے خواہ سو ہزار پرہیز گاری ہو۔ میں نے اس ذات باری کا اظہار "بے خود" لوگوں کی (جماعت میں) دیکھا ہے۔

اگر بوئے خودی ماند ہزاراں پردہ ہا باشد
فنا دیدم بقا باللہ میاں عارفاں دیدم

ترجمہ: اگر ایک بار بھی خودی ہے تو ہزاروں حجاب اور پردے ہوتے ہیں۔ میں نے فنا کے بعد بقا باللہ ہونا صرف عارفوں میں دیکھا ہے۔

بہر گوش ہماں شنود ہر سخنے ہماں گوید
زہے طرفہ کہ او پاک از گوش و زباں دیدم

ترجمہ: کان سے وہی سنتا ہے اور ہر سخن بھی وہی کہتا ہے۔ یہ حیرت ہے کہ میں نے اسے کان اور زبان سے پاک دیکھا ہے۔

زہے سرکہ او پنہاں و لیکن بانشاں دائم
ہماں عجبے کہ ہر وقت بصور بندگاں دیدم

ترجمہ: عجب سر ہے کہ وہ پوشیدہ بھید ہے لیکن اس کے نشان دائمی ہیں، وہ خوب ہے کہ میں نے اسے ہی لوگوں کی صورتوں میں دیکھا ہے۔

زہے دیدہ ہماں دیدم کہ بجز او ہم نمی بیند
بحمداللہ کہ ایں دیدہ بصاحب دیدگاں دیدم

ترجمہ: آخریں وہ نظر ہے کہ جو اسی کو دیکھتی ہے اور اس کے سوا کسی اور کو نہ دیکھے۔ اللہ

کا شکر ہے کہ اس نظر نے اپنے صاحب (اللہ تعالیٰ) کو دیکھنے والوں کے ساتھ دیکھا ہے۔

بغیر عشق نبود فہم کردن سر آں حضرت
کمال عشق باید درمیاں خاصگاں دیدم

ترجمہ: آنحضرت کا راز بغیر عشق کے سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ اس اعتبار سے میں نے اللہ کے خاص بندوں میں جو ہونا چاہیے وہ کمال عشق دیکھا۔

بیک پرواز می بینم کہ شہبازم بگریم حق
بنور چشم باطن عینی خود را عینی آں دیدم

ترجمہ: صرف ایک ہی پرواز میں دیکھتا ہوں کہ شہباز ہوں، سچ کہتا ہوں نور چشم باطن سے اس کو دیکھنے سے میں نے اپنے آپ ہی کو دیکھا ہے۔

غزل 9

امروز شاہ شاہاں مہمان شد است مارا
جبرئیل با ملائک درباں شد است مارا

ترجمہ: آج بادشاہوں کے بادشاہ (حضورؐ) ہمارے مہمان بن کر آئے ہیں۔ حضرت جبرائیل ملائکہ کے ہمراہ ان کے دربان کی حیثیت میں ہمارے یہاں تشریف لاتے ہیں۔

خورشید ہر دو عالم تاباں شد است مارا
از فرش تا ثریا غلطاں شد است مارا

ترجمہ: دو عالم کے سورج نے ہمیں روشن کر دیا ہے۔ زمین سے عرش تک پورے وجود تک ہمیں سرشار کر دیا ہے۔

''روح الامین'' بہ سوزد یک مو اگر بجنبد
ہر صبح و شام ز آنجا طیراں شد است مارا

ترجمہ: روح الامین اگر ایک بال کے برابر آگے بڑھے تو جل جائیں لیکن ہماری تو ہر صبح شام وہیں پر پرواز رہتی ہے۔

آں را کہ قدسیاں را دشوار سخت آید
از فضل حق تعالیٰ آساں شد است مارا

ترجمہ: جو کام فرشتوں کے لئے مشکل اور دشوار ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم پر آسان کر دیا ہے۔

چیزے انبیاء را امکان نبود گاہی
آں چیز خود بہ آساں امکان شد است مارا

ترجمہ: جو چیز انبیاء کے راستے میں مشکل تھی وہ آہستہ آہستہ ہمارے لئے آسان اور ممکن ہو گئی۔

افلاک با کواکب مکاں ملاء اعلیٰ
ہر یک ز چاکریٔ ماشاداں شد است مارا

ترجمہ: یہ سب افلاک مع ستارے اور فرشتوں کا مقام "ملاء اعلیٰ" یہ سب ہماری خدمت گذاری میں بخوشی لگے ہوئے ہیں۔

احمد بعرش اعلیٰ، حاضر موسیٰ بہ کوہ ناظر
از لطف در کنارش رحمان شد است ما را

ترجمہ: حضرت محمدؐ عرش ملاء پر تشریف لے گئے اور موسیٰ نے کوہ طور پر نظارہ کیا۔ یہ سب اللہ کا کرم ہے۔ وہ رحمان خود ہمارے درمیان موجود ہے۔

براق لا ابالی بہ زیر رکاب من است
صحرائے لا یزالی میدان شد است ما را

ترجمہ: تیز رفتار براق میرے رانوں کے نیچے ہے۔ اور میرے سامنے صحرائے لا یزال وسعتوں والا میدان بن گیا ہے۔

در بارگاہ وحدت کثرت چہ کار آید
ہژدہ ہزار عالم یکساں شد است ما را

ترجمہ: اس بارگاہ میں وحدت و کثرت کا کیا کام ہے وہاں پر تو اٹھارہ ہزار عالم ایک ہو جاتے ہیں۔

ذات کہ ہیچ گونہ صورت نہ بود ہرگز
آں ذات خود بصورت عیاں شد است مارا

ترجمہ: جس ذات کی ظاہری شکل و صورت نہ ہو وہ ہمارے لئے عیاں ہو گئی ہے اس صورت نے خود اپنا اظہار کر دیا ہے۔

دیدار حق تعالیٰ، درمان درد ما شد
دیدہ بصیر بینا برہان شد است ما را

ترجمہ: حق تعالیٰ کا دیدار میرے درد کا علاج ہے۔ اور اس پر صرف دیکھنے والی آنکھ ہی دلیل و حجت ہے۔

اوصاف ذات خود را ایزد بد او ما را
باذوق ایں معنی عرفاں شد است ما را

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اوصاف کو بکثرت ہمیں دے رکھا ہے اس لئے ہمارے ذوق کی وجہ سے عرفان کے معنی کو سمجھنا ہمارے لئے آسان ہو چکا ہے۔

فال خجستہ میمون اختر بلند طالع
کان دہن غنچہ بستہ خنداں شد است ما را

ترجمہ: یہ ہماری نیک فال مبارک اور سعد ستارے اور طالع بلند ہیں کہ وہ محبوب مسکراتی ہوئی کلیوں میں ہمارے لئے موجود ہیں۔

بت خانہ جہاں را بسیار سیر کردم
آئینہ خودپرستی ایمان شد است ما را

ترجمہ: میں نے دنیا کے بت خانوں کی بہت سیر کی ہے۔ افسوس کہ لوگوں نے خود پرستی ہی کو ایمان سمجھ لیا ہے۔

دریائے بے نہایت پایاں کجا است او را
بنگر بغیر کشتی پایاں شد است ما را

ترجمہ: اس کی رحمتوں کا سمندر بہت گہرا ہے۔ اس کو دیکھنا ہو تو ایسی کشتی سے دیکھو جس کی انتہا نہ ہو۔

با خلق احتیاجی، راجا نہ ماند اینجا
زیراں کہ در اطاعت یزداں شد است ما را

ترجمہ: اے راجا! یہاں پر لوگوں کا محتاج نہ رہ کیوں کہ تو، تو اللہ کی اطاعت میں آ چکا ہے۔

غزل 10

سرمست باید در جہاں، عاقل نہ آید فا ئنما
مجنوں باید اے جواں، عاقل نہ آید فا ئنما

ترجمہ: جہاں میں مدہوش وسرشار ہو عاقل کہیں نہ آئے گا۔ اے جواں دیوانہ ہو جا کہ عاقل وہاں نہ آئے گا یعنی یہ عاقل کی جگہ نہیں ہے۔

کفار شد سرکار ما، زنار شد دستار ما
چیزے مگو درکار ما، عاقل نہ آید فا ئنما

ترجمہ: اے ہمارے سرکار کفر ہو گیا ہے، ہماری دستار گویا زنار بن گئی ہے لیکن جو چیز ہمیں درکار ہے اس کا ہم اظہار نہیں کر سکتے۔ عاقل وہاں نہ آئے گا۔

محبوب را مذکور کن، اغیار را مقہور کن
معشوق را منظور کن، عاقل نہ آید فا ئنما

ترجمہ: محبوب کا تذکرہ کرو، اغیار کو قہر سے نکال دو۔ معشوق کے منظور نظر بننے کا اہتمام کرو۔ عاقل وہاں نہ آئے گا۔

ازخویشتن بیگانہ شد اندر جہاں افسانہ شد
از عقل خود دیوانہ شد، عقل نہ آید فا ئنما

ترجمہ: اپنے آپ سے بیگانہ ہو کر جہاں کے لئے افسانہ بن جا۔ اپنے عقل سے دیوانہ بن جا۔ عاقل وہاں نہ آئے گا۔

عالم بود دارالعلم، غافل در فکر و غم
عاشق بود بارے بہم، عاقل نہ آید فا ئنما

ترجمہ: عالم تو درس گاہ کی حیثیت حاصل کر جاتا ہے اور جو غافل ہوتا ہے اس کے لئے فکر وغم ہی ہے۔ عاشق تو بہر صورت کامیاب ہو کر رہتا ہے۔ عاقل وہاں نہ آئے گا۔

سرمست او شیدا بود، آزردہ و رسوا بود
از خویش ناپیدا بود، عاقل نہ آید فا ئنما

ترجمہ: سرمست اس کا عاشق اور فریفتہ ہو جاتا ہے اور اس عاشقی کا نتیجہ ان کے لئے غم و ملال اور رسوائی ہوتا ہے اور یوں وہ اپنے آپ سے بھی بیگانہ اور فنا ہو جاتا ہے۔ عاقل وہاں نہ آئے گا۔

ایں فن ما مردانگی، احوال ما فرزانگی
دیوان ما دیوانگی، عاقل نہ آید فاینما

ترجمہ: ہماری یہ صفت اور ہنر ہماری مردانگی ہے جو ہمارے احوال ہیں وہ ہماری دانائی اور عقلمندی ہے اور ہماری شاعری کا دیوان ہماری دیوانگی ہے۔ عاقل وہاں نہ آئے گا۔

اندر صراحی جام ما، جام مے ایمان ما
جاناں بود مہمان ما، عاقل نہ آید فاینما

ترجمہ: صراحی کے اندر ہماری جان ہے، جام شراب ہمارا ایمان ہے۔ ہمارا محبوب ہی ہمارا مہمان ہے۔ عاقل وہاں نہیں آئے گا۔

راجا کشا مے خانہا، خمہا بود در خانہا
خنداں شد دیوانہا، عاقل نہ آید فاینما

ترجمہ: اے راجا! مے خانے کھول دو، مٹکوں اور صراحیوں سے گھروں کو بھر دو کہ گھر بھی مہک جائیں۔ عاقل وہاں نہیں آئے گا۔

غزل 11

صد ہزاراں شکر پیش آریم باما یار شد
روئے خنداں با جمال نازنین دیدار شد

ترجمہ: لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہیں کہ ہمارا دوست ہمارے ساتھ ہے۔ ہم خوش ہو گئے ہیں کہ ہم نے صاحب ناز کا جمال دیکھا ہے۔

در دو عالم کہ بباید وصل جاناں را عزیز
وصل جاناں یافتم چوں بخت من بہ درکار شد

ترجمہ: دونوں جہاں میں محبوب کا وصل کب کسی کو عزیز ہوتا ہے۔ ہمیں جب ہمارا بخت چاہے گا وصل جاناں ضرور نصیب ہو جائے گا۔

دلبرم بر تخت خود در خواب مستی خفتہ بود
نام من بشنید پس از خواب خود بیدار شد

ترجمہ: میرا محبوب اپنے تخت پر مستی کے خواب میں سویا ہوا ہے۔ جب وہ میٹھی نیند سے بیدار ہو گا تو خود ہی میرا نام سن لے گا۔

بہر دیدن روئے جاناں مردہ بودم سالہا
زندہ گشتم ناگہاں دیدار او ہر بار شد

ترجمہ: میں محبوب کے دیدار کے لئے سالہا سال سے مرتا رہا ہوں اور جب بھی اچانک اس کا دیدار ہوتا تو میں زندہ ہو جاتا رہا۔

کوئے او ہر بار رفتم تا بہ بینم روئے او
لطف او برمن ننگر دیدار او ہر بار شد

ترجمہ: میں اس کے دیدار کے لئے ہر بار اس کے کوچے میں گیا۔ مجھ پر اس کے لطف و کرم دیکھو کہ ہر بار اس کا دیدار ہوا۔

خاطرم افگار بود از درد ہمراں سالہا
بعد دیدن خاطرم فی الحال بے افگار شد

ترجمہ: میرا دل جدائی کے درد سے سالہا سال زخمی تھا جو اس کے دیدار کے بعد فی الحال درست ہو گیا اور اسے کوئی عارضہ نہ رہا۔

در جدائی ماندہ بودم کرد یکجا کارساز
بعد یکجا ناز بازی با صنم بسیار شد

ترجمہ: جدائی میں، میں بے حال پڑا ہوا تھا کہ قادر مطلق نے ہمیں یک جا کر دیا اور باہمی یک جائی کے بعد تو پھر میں بڑے ناز و ادا کے ساتھ اپنے دلبر کے ساتھ بہت مشغول رہا۔

چوں بخوردم آں شراب لم یزل از دست او
بعد خوردن جام گہہ مست گہہ ہشیار شد

ترجمہ: جب میں نے اس دوست کے ہاتھوں لازوال مے پی تو اس جام کے پینے کے بعد کبھی مدہوش و مست ہوا ہوں اور کبھی ہوشیار۔

چوں تجلی کرد جاناں بر دل من ناگہاں
ایں دل بعد از تجلی مخزن اسرار شد

ترجمہ: جب میرے دل پر محبوب نے اچانک تجلی کی تو اس سے میرا یہ دل اسرار و رموز کا مخزن بن چکا ہے۔

چوں ز فضلش جان من در سر اعظم در رسید
یک بیک آں سر اعظم پیش من اظہار شد

ترجمہ: اس کے فضل و کرم سے جب میری جان سر اعظم کے در تک آ گئی تو یک بیک یہ بہت بڑا اسرار انگلیوں کی مثل میرے سامنے ظاہر ہو گیا۔

مطربان را زود گوتا طبل شاہی در دہند
بخت راجا گرد سیہون یار وی دو چار شد

ترجمہ: گانے والو! تم جلد کہتے رہو کہ طبل شاہی کے حوالے سے عطا جاری ہے اور راجا کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اس کی اطراف سیہون میں اپنے محبوب سے آنکھیں دو چار ہوئی ہیں۔

غزل 12

پیش از وجود ہر کس کاتب نبشتہ حرفی
جف القلم بما ھو اکنوں چگونہ گردد

ترجمہ: ہر ایک کے وجود میں آنے سے پہلے کاتب تقدیر نے اس کے بارے میں لکھا ہوا ہے اور یہ قلم سے لکھا ہوا اب کیسے مٹ سکتا ہے۔

آنرا کہ حق تعالیٰ میموں نہ کرد ہرگز
بعد از ہزار کوشش میموں چگونہ گردد

ترجمہ: جس کو اللہ تعالیٰ نے ہرگز نیک بخت نہیں بنایا وہ ہزاروں کوششوں کے باوجود نیک بخت کیسے بن سکتا ہے۔

تدبیر بخت ہر کس بیرون نہ دست ہر آنکس
اکنوں ز جستجوئے افزاں چگونہ گردد

ترجمہ: ہر کسی کے بخت کی تدبیر اس کی ہاتھ سے باہر ہے۔ اب وہ باوجود کوشش کے کس طرح بڑھ سکتا ہے۔

ز آتش درون دوزخ تقدیر بر نہ گردد
بعد از ہزار تدبیر بیروں چگونہ گردد

ترجمہ: دوزخ کی آگ سے بھی تقدیر نہیں بدلتی ہزار تدبیر کے باوجود۔ کیونکہ اس سے باہر آیا جا سکتا ہے۔

بوجہل در جہالت در کفر ماند حیران
آں بخت نحس کافر میمون چگونہ گردد

ترجمہ: ابوجہل اپنی جہالت کی وجہ سے کفر میں حیران رہا۔ اس نحس کافر کا بخت کیسے نیک ہو سکتا ہے۔

راجا بخواہ رحمت زیرا کہ گفت احمد
مرحوم حق تعالیٰ ملعون چگونہ گردد

ترجمہ اے راجا! رحمت کا طلب گار ہو جا کیونکہ احمد مصطفیٰؐ نے یہی فرمایا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں رکھے وہ لعنتی کیونکر ہو سکتا ہے۔

غزل 13

من آں درم کہ در بحر جلال اللہ بود مستم
بکوہ طور با موسیٰ کلیم اللہ بود مستم

ترجمہ: میں وہ موتی ہوں جو اللہ کے جلال کے سمندر میں مست تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میں کوہ طور پر مست تھا۔

بر آب زندہ ہم بودم بہ خضر زندہ بود مستم
بہ سکندر در آں لشکر گاہ بود مستم

ترجمہ: میں پانی پر زندہ رہا اور جناب خضرؑ کے ساتھ بھی میں زندہ اور مست تھا۔ میں سکندر کے لشکر میں لشکر گاہ میں بھی موجود اور مست تھا۔

بہ اسماعیل پیغمبر بہ ابراہیم بن آذر
در آں وقت قربانی بہ قرباں گاہ بود مستم

ترجمہ: حضرت اسماعیل پیغمبرؑ سے لیکر حضرت ابراہم علیہ السلام کے دور میں بھی موجود تھا۔ اور جس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دی گئی میں قربان گاہ میں مست تھا۔

گہے بر تخت گریانم گہے بردار خندانم
عجائبہا کہ من نہ دیدم نہ دیداست و نہ دید مستم

ترجمہ: کبھی میں تخت پر رویا اور کبھی میں تخت دار پر مسکرایا۔ میں نے جو عجائبات دیکھے ہیں وہ نہ وہ دیکھ سکتا ہے نہ دیکھ سکے گا۔

گہے قرآن می خوانم گہے زنار می بندم
گہے در مذہب ترساں بے محنت کشید مستم

ترجمہ: کبھی تو میں قرآن مجید پڑھ رہا ہوں اور کبھی میں زنار باندھ رہا ہوں اور کبھی میں مذہب سے ڈرتا ہوا بغیر محنت اور کسی تکلیف کے مست ہوتا رہا۔

دو صد جامہ کہن کردم لباس فقیر پوشیدم
ہر آن برج کہ من بودم ہزاراں یک رشید مستم

ترجمہ: میں نے دوسو سال لباس بوسیدہ اور پرانا کرنے کے بعد فقیری لباس پہنا ہے۔ میں اس برج پر ہوں جہاں ہزاروں میں سے کوئی ایک پہنچا ہو گا، گویا میں ہزاروں میں سے ایک ہدایت یافتہ ہوں اور میں اسی حالت میں مست ہوا۔

ایا ملا مکن ظاہر ہر سر اسرار مرداں را
نمی دانی نہ دانستی کہ سر اللہ بود مستم

ترجمہ: اے ملا! تو ہر جگہ پر مردان حق کے اسرار کو ظاہر نہ کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میں نہ جاننے کے باوجود اسرار الٰہی میں مست ہوا تھا۔

ایا عثمان مروندی چرا مستی در ایں عالم
بجز مستی و مدہوشی و گر چیزے نہ دانستم

ترجمہ: اے عثمان مروندی! اس جہان میں کس لیے مستی ہے! میں تو مستی و مدہوشی کے سوا اور کسی چیز کو نہیں جانتا۔

غزل 14

جز دوست ذکر ہیچ نکردم نہ دیدم
رفیقم برآں دوست ہماں دوست گزیدم

ترجمہ: میں نے دوست کے ذکر کے سوا کسی اور کا ذکر نہیں کیا اور نہ میں نے اس کے سوا کسی اور کو دیکھا۔ میں اسی دوست کا رفیق ہوں اور اسی کو میں نے دوست بنا رکھا ہے۔

با دوست کسانیکہ نہ باشد عمر رفتہ
بر بام فلک قدس چنیں شود شنیدم

ترجمہ: اگر اس طرح کا دوست میسر نہ آتا تو عمر یوں ہی برباد ہو جاتی۔ میں نے آسماں کی بلندی پر فرشتوں کو اسی طرح کہتے سنا ہے۔

مرغان سحر خیز ہم آں بانگ کشیدند
گر بہر دلآرام چنیں خوش بہ پریدم

ترجمہ: صبح سویرے بیدار ہونے والے پرندوں نے جب صبح ہونے کا اعلان کیا، اسی طرح اسی وقت میں نے بھی اپنے دل کے سکون و قرار کے مالک محبوب کی طرف پرواز کی۔

از خویش بصیرید کہ آں موت حیاتست
واللہ کہ از موت مقصود رسیدم

ترجمہ: میں نے اس حقیقت کو خود جان لیا ہے کہ وہ موت تو زندگی ہے بے شک میں تو اس موت کے ذریعے سے اپنے مقصود (مراد) تک پہنچ گیا۔

ایں شربت خونی بجز آں خون جگر نیست
مانیم کہ با خون جگر خویش چشیدم

ترجمہ: یہ شربت اگر خونی رنگ کا ہے تو وہ خون جگر کے بغیر (خونی رنگ کا) نہیں ہے۔ ہم نے کہ اسی اپنے ہی خون جگر کو چکھا ہے۔

داریم سر و مال و قیل و قال در آنجا
راجا کہ پس آنجائی چہ خوش لعل خریدم

ترجمہ: اس مقام پر ہم سر رکھتے ہیں مال و متاع اور گفتگو یا بات چیت بھی ہے۔ اے راجا! پھر اس جگہ پر ہم نے کیا خوب اور حسین لعل و جواہر خریدے ہیں۔

غزل 15

شہباز لامکانم بیرون ز کون و مکانم
مسجود انس و جانم مطلب تو آشیانم

ترجمہ: میں شہباز لامکانی ہوں اور میں کون و مکان سے بھی آزاد اور باہر ہوں۔ میں گویا انسانوں اور جنوں کا مسجود ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے تیری بارگاہ میں مقام حاصل کرلیا ہے تو ہی میرا آشیاں اور گھر ہے۔

در دو سرائے لافم بہ رنگ نور صافم
عنقائے کوہ قافم مطلب تو آشیانم

ترجمہ: میں دونوں جہاں میں لاف زنی کرتا رہا۔ پھر نور سے میرا رنگ صاف ہو گیا۔ اب تو میں کوہ قاف کا عنقا بن چکا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے اے میرے! محبوب آپ ہی کو اپنی جائے پناہ بنالیا ہے۔

بے چوں و بے چگونم بے شبہ بے نمونم
برفراز آں کہ چونم مطلب تو آشیانم

ترجمہ: میں بے مثل اور لا جواب ہوں، عقل و فہم کی پرواز سے پرے ہوں۔ میں کسی جیسا بھی نہیں ہوں اور میرے نمونے جیسا کوئی نہیں ہے۔ اور اب میں ایسی بلندی پر ہوں کہ گویا اے میرے محبوب! میں نے آپ ہی کو اپنا ملجا بنالیا ہے میں نے وہاں پہنچ کر اپنی جان کو محفوظ و مامون کرلیا ہے۔

در عقل تو نگنجم در فہم تو نہ سنجم
سیمرغہ کنت کنزاً مطلب تو آشیانم

ترجمہ: اے کہ تو میری عقل میں نہ سمایا اور میری فہم و فراست تجھے جانچ اور پرکھ کرنے سے عاری ہے کہ تو تو اس سیمرغ کی طرح ایک مخفی خزانہ ہے کہ جو نادر الوجود ہے اور ناپید ہے لیکن میں نے تو اے میرے محبوب! تجھے اپنا گھر اور ملجا بنالیا ہے۔

بے نام و بے نشانم بے کام و بے دہانم
بے روئے بے زبانم مطلب تو آشیانم

ترجمہ: میں بے نام اور بے نشاں ہوں۔ نہ میرا حلق ہے نہ منہ ہے۔ میرا چہرہ بھی نہیں ہے اور زبان بھی نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو جانتا ہے۔ کہ میں نے تو اے پروردگار! تیری ہی ذات کو اپنی جائے پناہ بنالیا ہے۔

راجا کہ مست مایم بے روح و دست و پایم
از بہشت شش برآیم مطلب تو آشیانم

ترجمہ: اے راجا! میں اپنی اسی بے پناہ دولت پر مست ہوں کہ میں نے کسی خواہش اور آرزو اور ہاتھ پاؤں نہ ہوتے ہوئے بھی سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔ مجھ پر یہ سب عنایات چھٹے بہشت سے نازل ہوئی ہیں۔ اور یہ کہ میں اسی ذات باری کو اپنا ملجا و ماویٰ بنالیا ہے۔

غزل 16

چوں طمع بریدیم و از خویش گذشتیم
با دوست بباشیم و بے دوست نہ خواہیم

ترجمہ: ہم نے جب طمع و لالچ کو ختم کر دیا تو ہم خود اپنے آپ سے بھی گذر گئے۔ ہم دوست پر اپنی جان نچھاور کرتے ہیں اور دوست کے بغیر تو ہم کچھ اور نہیں چاہتے۔ ہم دوست ہی کے طلبگار ہیں۔

ور عشق چنا نیم کہ معشوق فراموشیم
در ذکر چنا نیم کہ مذکور نہ داریم

ترجمہ: ہمارا عشق ایسا ہے کہ اس میں ہم اپنے معشوق کو بھول گئے ہیں۔ اور اسی طرح ہمارا ذکر بھی ایسا ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارا مذکور کون ہے۔ گویا ہم کوئی مذکور رکھتے ہی نہیں ہیں۔

تفویض ہمہ کار چوں برباد بکردیم
دیدار بجویم و غم فردوس نہ داریم

ترجمہ: اپنے وہ تمام کام اور امور چوں کہ ہم خود ہی برباد کر چکے ہیں، کیونکہ مجھے اس کے دیدار کی طلب و جستجو کے سوا اور کچھ نہیں چاہیے اور ہمیں اس کے بعد فردوس کی بھی ہرگز فکر نہیں ہے۔ یعنی ہمیں جنت الفردوس کا غم اور فکر لاحق نہیں۔

آزاد بہ گشتیم چو از خویش پرستیم
تا یار چنیں باد کہ ایں حال بیایم

ترجمہ: جب سے میں خود پرستی کے سحر سے آزاد ہوا ہوں تو میں نے یہ سیر کر لی ہے کہ اس طور میں اسی حال میں یار کے حضور میں آ گیا ہوں۔

از درد و فراقش بہ حال رسیدم
تا ایں کہ شب و روز ہمی عین وصالیم

ترجمہ: اس کے درد و فراق میں میرا یہ حال ہو چکا ہے کہ میں جدائی میں تڑپتا اور رنج و غم

میں رہتا ہوں جس کے باعث رات دن عین اس کے وصال ہی میں ملاقی ہوتا رہا ہوں۔

اسرار خرابات بہ مستان خرابات
خفاش چہ داند کہ بہ خورشید سواریم

ترجمہ: صوفی یا مرشد کامل کی خانقاہ کے اسرار مستانوں کے اسرار ہیں۔ چمگاڈر کیا جانے کہ میں تو سورج کی سواری کیے ہوئے ہوں۔

براق چہ راندیم ز ناسوت بہ لاہوت
از بعد گذشتیم کہ در قرب تمامیم

ترجمہ: ہم براق کو ناسوت سے لاہوت تک کیوں اور کس لیے چلائیں کیونکہ ہم تو ہر طرف کی دوری اور مسافت سے گذر کر قرب تمام میں آ چکے ہیں۔

لاہوتی و جبروتی و ملکوتی و ناسوت
در جملہ بینم چوں ایں پردہ کشائیم

ترجمہ: لاہوتی (عالم ہویت اور عالم ذات باری) اور جبروتی (بزرگی اور عظمت) ملکوتی (فرشتوں جیسی) اور ناسوت (عام اجسام اور دنیا) سے جب پردہ ہٹا تو میں نے سب کچھ دیکھ لیا۔

راجا بہ تماشائے جہاں گشت عطیت
امام چہ تواں کرد کہ آں چشم نہ داریم

ترجمہ: اے راجا! تجھے دنیا جہاں کا نظارہ عطا ہوا ہے لیکن میری آنکھ کی بصارت کو کیا کر دیا ہے کہ میں تو وہ آنکھ ہی نہیں رکھتا۔

غزل 17

رقصم بہ رقصیم کہ خوبان جہانیم
نازم بہ نازیم کہ درعینی عیانیم

ترجمہ: ناچتے ہیں ناچتے ہیں کہ جہاں کہ خوبرو ہیں۔ ناز کرتے ہیں ناز کرتے ہیں کہ ظاہر عین ہیں۔

چوں تشنہ باشیم کہ دریائے محیطیم
چوں گنج بجوئیم کہ ماگوہر کانیم

ترجمہ: جب کہ میں سمندر میں محیط ہو کر بھی پیاسا ہوں یہ تو اس طرح سے ہے کہ ہم خود ہیرے جواہرات کی کان ہیں اور ہم کوئی خزانہ تلاش کرنے کی جستجو میں ہیں۔

نہ آبیم و نہ بادیم و نہ خاکیم و نہ آتش
مائیم بہر صورت و ما کون و مکانیم

ترجمہ: نہ آبی اور نہ بادی، نہ خاکی اور نہ آگ سے ہوں۔ ہم ہر صورت میں اور ہم کون و مکان والے بھی ہیں۔

نہ اسمیم نہ جسمیم نہ بسمیم و نہ رسمیم
نہ میمیم نہ جیمیم نہ ایمیم و آنیم

ترجمہ: نہ میں اسم ہوں، نہ جسم ہوں، نہ بسم ہوں نہ میں رسم ہوں اور اسی طرح نہ میم ہوں نہ جیم ہوں اور نہ یہ ہوں نہ وہ ہوں۔

در عقل نگنجیم کہ آں نور خدائیم
در فہم نہ آئیم کہ بے نام و نشانیم

ترجمہ: میں وہ خدائی نور ہوں کہ جو عقل و فہم میں نہیں آ سکتا۔ میں فہم وادراک میں نہیں آ سکتا کہ میں تو گویا ایک طرح سے بے نام ونشان ہوں۔

چوں براق سواریم بنازیم نہ لاہوت
زکس باک نہ داریم و اغیار برانیم

ترجمہ: جب براق پر سوار ہوتے ہیں تو لاہوت کی طرف جاتے ہیں۔ ہم کسی سے بھی نہیں ڈرتے اور دشمن سے بے پرواہ ہیں۔

مطلوب نہ طلبیم کہ ایں طالب حرام است
اللہ نگوئیم کہ در شرک بمانیم

ترجمہ: میں اپنے مطلوب کو طلب نہیں کرتا کہ یہ طلب کرنا حرام ہے اور میں اللہ سے بھی نہیں کہتا کہ مبادا میں شرک کرنے والوں میں ہو جاؤں۔

شہباز پریدیم و از خویش گذشتیم
با دوست بمانیم و بے دوست ندانیم

ترجمہ: شہباز بن کر پرواز کی اور خود سے بھی گذر گئے۔ دوست سے ملے ہیں۔ لہٰذا ہم بغیر دوست کے تو کچھ جانتے ہی نہیں ہیں۔

غزل 18

دانید چہ ذاتیم و از اوصاف جدائیم
ہر وصف کہ خوانیم بہ تحقیق ہمائیم

ترجمہ: وہ جانتے ہیں کہ ہماری ہستی کیا ہے اور ہمارے اوصاف اس سے جدا ہیں۔ ہر وصف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ در حقیقت ہم تو ہما ہیں۔

بے باک رسیدیم بہ میدان محقق
بردار بگوییم و نہ مردان را ریائیم

ترجمہ: ہم اس یقین کیے گئے میدان میں بڑی دلیری سے پہنچ گئے اور ہم نے سولی پر بھی حکم حق بلند کیا اور کسی طرح کی ریاکاری سے کام نہ لیا۔

پرواز بہ لاہوت بکردیم رسیدیم
دیدیم تماشا کہ بہ ناسوت چہ مائیم

ترجمہ: ہم نے لاہوت کی طرف پرواز کی اور پہنچ گئے اور ہم نے تماشا دیکھا کہ ہم ناسوت میں کیا ہیں۔ یعنی جو کچھ عالم ذات الٰہی میں ہے اس جہاں میں جو کچھ بھی ہے وہ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔

چہ جبروت چہ ملکوت چہ افلاک چہ دُہور
ہمہ زیر قدم ماست کہ سیمرغ سمائیم

ترجمہ: جبروت کیا ہے؟ ملکوت کون ہیں؟ افلاک کیا ہے اور دُہور (زمانے) کیا ہیں؟ یہ سب ہمارے قدموں کے نیچے ہیں کہ ہم خیالی پرندے سیمرغ کی طرح ہیں۔

راجا برضا عشق خریدیم و مستم
رقصیم و بہ نازیم کہ بر راہ بقائیم

ترجمہ: اے راجا! ہم نے تو اپنی خوشی سے عشق خریدا ہے اور مست ہوئے ہیں ناچتے ہیں اور ناز کرتے ہیں کہ ہم بقا کے راستے پر ہیں۔

غزل 19

روئیکہ من بدیدم اندر عیاں نہ گنجد
لذت جمال آنرو اندر جہاں نہ گنجد

ترجمہ: میں نے وہ صورت دیکھی جو نظر میں نہیں سماتی۔ اس صورت کے جمال کی لذت پورے جہاں میں نہ سما سکی۔

آں روئے محض مطلق بے چوں بے چگونست
از وہم وفہم بیروں صورت در آں نہ گنجد

ترجمہ: وہ صورت پاک، آزاد، لاحد اور بے بیان ہے۔ وہ بے مثال اور عقل وفہم کی رسائی سے ماورا ہے اس لئے وہ ادراک وشعور میں نہیں آسکتی۔

گر کس مرا پرسد چیزے بدہ نشانی
آں روئے بے نشانست اندر نشاں نہ گنجد

ترجمہ: اگر کوئی مجھ سے کسی چیز کی نشانیاں پوچھے تو بتا دوں کہ وہ صورت ایسی ہے کہ اس کا کوئی نشان نہیں ہے۔

اندر کنار جاناں اسرارہا بگفتم
جبرئیل بہ ملائک اندر میاں نہ گنجد

ترجمہ: محبوب کے پہلو میں ہم نے کئی اسرار و رموز کی باتیں کہیں کہ ان میں جبرئیل اپنے ملائکہ سمیت بھی نہ آسکا۔

پرواز مرغ قدسی جز لا مکاں نباشد
مرغ لا مکانی اندر مکاں نہ گنجد

ترجمہ: طائر قدسی یعنی ملائکہ کی پرواز لا مکاں کے سوا کہیں اور نہیں ہوتی اور یہ جو طائر لامکانی ہے وہ تو کسی مکان کے اندر نہیں سمایا جا سکتا۔

حضرت کہ لا ابالی پروائے کس ندارد
آں کہ کس نباشد اندر مکاں نہ گنجد

ترجمہ: لا ابالی یعنی بے پروا سرکار کو کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ یہ وہی ہیں کہ جو کسی مکان کے اندر سما نہیں سکتے۔ یعنی ان کے لئے حدود و قیود کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

بسیار زور باید درکار پہلوانی
مرد ضعیف و لاغر در پہلوان نہ گنجد

ترجمہ: پہلوانی میں بہت زیادہ طاقت کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے جو شخص ضعیف اور کمزور ہوتا ہے وہ پہلوان نہیں ہوسکتا۔

پیش از قضا و کرسی رازے ز حق گرفتم
ایں قیل وقال کس را ہرگز دراں نہ گنجد

ترجمہ: مشیت ایزدی اور رضائے خداوندی سے پیشتر میں نے حق تعالیٰ کے اس راز کو پایا ہے کہ قیل وقال چاہے کسی کی بھی ہو، اس کی یہاں ہرگز گنجائش نہیں ہے۔

تیر بدست دلبر آید جگر بدوزد
آں تیر ناگہا اندر کماں نہ گنجد

ترجمہ: یہ گمان بھی نہیں تھا کہ ایک تیر محبوب کے ہاتھوں سے آئے گا اور جگر میں پیوست ہو جائے گا۔ وہ تیر تو اچانک آیا کہ جو کمان میں بھی نہیں سما سکتا۔

بارے وزد قضا را آتش ز غیب خیزد
آفت رسد ہماں دم اندر گماں نہ گنجد

ترجمہ: ایک ایسی ہوا اٹھی کہ قضا سے اس میں آگ بھڑک اٹھی۔ گویا ایک ایسی آفت آئی کہ وہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ سمائی۔

ایں خاک بے ادب را چہ نسبت بہ او چہ باشد
اما چوں نوازد کس را زبان نہ گنجد

ترجمہ: اس خاکِ بے ادب (انسان) کو اس ذاتِ باری تعالیٰ سے کیا نسبت لیکن وہ اس کے باوجود جب انسان کو نواز دے تو زبان اس کا احاط کرنے سے عاجز ہے۔ وہ کسی زبان میں نہیں سما سکتا۔

عصیاں نقشِ آدم از فضل گر پذیرد
تقدیس روح پاکاں نسبت دراں نہ گنجد

ترجمہ: آدم تو گنہگار نقش ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو نواز دیا۔ پاک روحوں کی پاکائی اسی نسبت میں سما نہیں سکتی۔

ایں لقمہ چوں چرا را اندر قضائے باری
کس را بہ ہیچ حالے اندر دہاں نہ گنجد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قضا کے بارے میں چوں چرا کوئی کرے یہ کسی کو کسی بھی صورت میں کسی حال میں زیب نہیں دیتی بلکہ یہ کسی منہ کو جچتی ہی نہیں۔

بادست خود پیالہ دانی چہ ذوق دارد
با ذوق آں پیالہ باغ جناں نہ گنجد

ترجمہ: خود اپنی ہاتھ میں پیالہ ہے، تو خوب جانتا ہے کہ کیا ذوق رکھتا ہے۔ وہ پیالہ اپنے لذت اور ذوق میں ایسا ہے کہ باغ بہشت بھی وہاں نہیں سما سکتا۔

ہمت بلند باید عشاق مست مے را
مردے خمیس ہمت در عاشقاں نہ گنجد

ترجمہ: جو مے کے عاشق مست ہیں ان کو بلند ہمتی ہی اچھی لگتی ہے۔ بے ہمت مرد عاشقوں کی مجلس میں نہیں سما سکتا۔

بلبل چوں گل بیند گویا بہ گل نشیند
بے چارہ زاغ مسکینی با بلبلاں نہ گنجد

ترجمہ: بلبل چونکہ پھولوں ہی کو دیکھتی رہتی ہے اور پھولوں ہی کے جلو میں رہتی ہے لیکن بے چارہ کوا مسکینی کا مارا ہوا بلبلوں میں ہرگز سما نہیں سکتا۔

در داستان شہرش بیگانہ را چہ مدخل
آنکس کہ نیست محرم در داستاں نہ گنجد

ترجمہ: اس کے شہر داستاں میں جو بیگانہ ہے اس کے داخل ہونے کی کوئی جگہ نہیں ہے

اور وہ جو کہ حال سے واقف نہیں ہے وہ اس داستان میں کیونکر سما سکتا ہے۔

دائم وصال بادا جز ایں حرام بادا
بادے وصال دائم اندر نشاں نہ گنجد

ترجمہ: خدا کرے ہمیشہ وصال ہو۔ اس کے سوا سب حرام ہو جائے۔ دائمی وصال کی ہوا نشان میں نہیں سما سکتی۔

اندر جمال جاناں راجا دوام غرقست
از مرتب و مالش اندر جہاں نہ گنجد

ترجمہ: محبوب کے حسن میں راجا تو ہمیشہ غرق ہے۔ یہ وہ جہان وصل ہے کہ جس میں کوئی اور مرتبہ اور مال و دولت کے سامنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

غزل 20

تا نیاید نیک جاناں ترک دنیا کی بود
بارجود ما سوائے اللہ بوئے مولا کی بود

ترجمہ: جب تک اپنے محبوب کا دیدار نہ کیا جائے دنیا کو کیسے ترک کیا جائے۔ ماسوا اللہ کی موجودگی میں مولا کی خوشبو کوئی کب پائے گا۔

اے جواں تا باز نہ آئی از بیاں لا الہ
صد ہزاراں جاں بیازی الا اللہ کی بود

ترجمہ: اے جوان! جب تک تو اس لفظ سے باز نہ آئے گا کہ اللہ نہیں ہے تو الا اللہ کو نہیں پا سکے گا۔ سو ہزار کوششیں کرتے ہیں مگر الا اللہ کو کب پاتے ہیں۔

ترک دنیا شد عبادت حب دنیا سر خطا است
آں جمال نازنین بے ترک دنیا کی بود

ترجمہ: دنیا کا ترک کرنا عبادت ہے اور دنیا کی محبت خطاؤں کی بنیاد ہے۔ وہ حسن نازنین دنیا کو ترک کیے بغیر کب میسر ہو سکے گا؟

مرد ماں در چاہ زنداں در جہاں افتادہ اند
بے رسن ہم مرد ماں از چاہ بالا کی بود

ترجمہ: لوگ جہاں میں قید کے کنویں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم لوگ بھلا بغیر کے کنویں کے اوپر کب تک پڑے رہیں گے۔

نزد مرداں چاہت دنیا زہر قاتل آمدہ است
زہر خوری اے جواں ایں کار دانا کی بود

ترجمہ: مردوں کے نزدیک دنیا کی چاہت زہر قاتل کی مانند ہے۔ اے جوان! یہ زہر کھانا کب تک دانائی کا کام سمجھتے رہو گے۔

عاشقاں را در دو عالم جز خدا محبوب نیست
پیش مجنوں ہیچ کس جز نقشے لیلیٰ کی بود

ترجمہ: عاشقوں کو دونوں جہاں میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی محبوب نہیں ہے۔ مجنوں کے سامنے لیلیٰ کی صورت کے سوا اور کوئی تصویر کب تک رہے گی۔

دیگراں را زیب باشد اے جواں درمہا
جان مارا در جہاں بے عشق زیبا کی بود

ترجمہ: اے جوان! دوسروں کو دولت زیب و زینت دیتی ہے لیکن میں اس جہاں میں بغیر عشق کے کب تک رہوں گا۔

تا بہ تیغ دلربا مقتول نبود در جہاں
درمیان بہشت خاصاں جائے او را کی بود

ترجمہ: جب تک جہاں میں عاشق محبوب کی تلوار سے مقتول نہ ہو اس کے لئے جنت میں خاصان خدا کے ساتھ جگہ کب ہوگی۔

یک ولایت با دو سلطاں بادشاہی راست نیست
یک زن را با دو شوہر عقد بے جا کی بود

ترجمہ: کسی ملک پر دو بادشاہ ہوں تو وہ بادشاہی درست نہیں اور وہ عورت کہ جس کے دو شوہر ہوں، وہ بے جا عقد میں کب تک رہے گی۔

اے جواں را غیر ماندن ظلم کردن بر خود است
ظلم کردن بر تن خود کار بینا کی بود

ترجمہ: اے جوان! غیر رہنا اور بیگانگی اختیار کیے رکھنا تو خود پر ظلم کرنا ہے اور اپنے تن بدن پر اس طرح کا ظلم کرتے رہنا کب تک عقلمندی اور دانائی کی بات سمجھا جائے گا۔

ہر چہ داری جز خدا بگوار یک بیک اے رفیق
چا کر مخلوق ماندن کار دانا کی بود

ترجمہ: ہر وہ چیز کہ جو تو خدا کے سوا رکھتا ہے۔ اے دوست! اسے فوری طور پر چھوڑ دے یعنی اس سے فوری طور پر گذر جا۔ مخلوق کا غلام اور نوکر ملازم ہو کر تو کب تک پڑا رہے گا۔

این چہ بینی نقش راجا چند روز بیش نیست
چوں بجوئی نقش رنگ آں مہیا کی بود

ترجمہ: اے راجا! تو کیا نقش دیکھ رہا ہے جس کے لئے یہ چند روز تو کافی نہیں ہیں چونکہ یہ رنگ جسے تو ڈھونڈھتا ہے یہ بھلا کب تک مہیا رہے گا۔

غزل 21

قاضی است بر ہمہ چیز ایں دار بقا نیست
بردار دل خویش کہ ایں جائے وفا نیست

ترجمہ: یہاں کی ہر شے فانی ہے کیونکہ کہ بقا کا گھر نہیں ہے۔ اس لیے اے بھائی! اپنے دل کو اٹھا لے کہ یہ وفا کی جگہ نہیں ہے۔

ایں دل بکسے دہ کہ نہ مردہ است نہ میرد
آں مرد بود مردہ کہ در عشق خدا نیست

ترجمہ: یہ دل اسی کو دے جو نہ مردہ ہے نہ ہوگا۔ اس کو مرا ہوا سمجھو جو عشق خدا میں نہیں ہے۔

آں مدت حیاتست کہ در کوئے حبیب است
موتیکہ در آں کوئے نبودست بجا نیست

ترجمہ: وہ موت زندگی ہے جو کہ کوچۂ دوست میں ہو۔ وہ موت جو کہ یار کی گلی میں نہ ہو وہ تو روا ہی نہیں ہے۔

صد روح بداند چہ دارند در آں جسم
چوں عشق خداوند در آں روح روا نیست

ترجمہ: اس جسم میں جو موجود ہیں وہ تو سینکڑوں روحیں ہیں۔ پھر بھی اگر جس روح میں عشق خداوندی نہیں ہے وہ روح ہی نہیں ہے۔

ما راست نکردیم اگر راست بہ نازیم
ما راست ببازیم کہ ایں جائے دغا نیست

ترجمہ: ہم نے سچ نہ کرتے اگر ہم ناز پر سچ نہ کرتے۔ ہم نے تو بہر صورت سچی بازی کی ہے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں پر دغا کی جگہ نہیں ہے۔

از خویش جدائیم کہ با حسن بنازیم
افسوس جدا ماند کہ از خویش جدا نیست

ترجمہ: ہم اپنے آپ سے جدا ہیں حسن پر ناز کرتے ہیں۔ افسوس کہ جدا تو ہوئے لیکن اپنے آپ سے پھر بھی جدا نہ ہوئے۔

ما آہ نہ کردیم اگر برآمد تیغ
بگریز از ایں تیغ گر ایں عشق ترا نیست

ترجمہ: ہم نے آہ بھی نہ کی خواہ اس نے تلوار چلائی۔ تو اس تلوار سے گریز کر، اگر وہ تلوار تیرے عشق میں نہیں ہے۔

پر درد نشینیم چہ احوال بگوییم
آں درد چہ پرسی کہ ہر آں درد دوا نیست

ترجمہ: ہم درد سے معمور بیٹھے ہوئے ہیں، کیا احوال بیان کریں۔ اس درد کے بارے میں آپ کیا پوچھتے ہیں۔ وہ درد ہر لحہ سوار ہوتا ہے کہ اس کی دوا ہی نہیں ہے۔

مائیم خرابیم در ایں دار گرفتار
دردیست در ایں سینہ کہ جز دوست دوا نیست

ترجمہ: اس دنیا میں ہم بیماری میں گرفتار ہیں اور یہ بیماری قلب میں ہے اور دوست کے سوا کوئی دوا ہی نہیں ہے۔

عشاق نشینیم کہ دیدار بیابیم
بنمائے رخ خویش کہ ایں غیر شما نیست

ترجمہ: عاشق لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ دیدار پائیں۔ اس لیے تو اپنے ہی رخ کا نظارہ کرا دے کہ یہ تم سے غیر نہیں ہیں۔

سجادہ نشینیم و تسبیح چہ گوئیم
دستار چہ بندیم کہ در قلب صفا نیست

ترجمہ: میں مسند صوفیاء پر بیٹھا ہوا ہوں اور کیا تسبیح پڑھتا ہوں۔ میں کیا اور کون سی دستار باندھ رہا ہوں کہ قلب صاف ہی نہیں ہے۔

سجادہ برآں مرد حرام است بہ تحقیق
مردہ است درایں دار کہ در عینی نمانیست

ترجمہ: دراصل اس مرد پر سجادہ حرام ہے وہ اس گھر میں مردہ ہے کیونکہ حقیقت نمائی میں نہیں ہے۔

مان عین ہمائیم کہ از ایں عشق رسیدیم
او مرد بود مردہ کہ عینی ہما نیست

ترجمہ: ہم تو عین ہما ہیں جو اس عشق میں پہنچے ہیں اور وہ مرد تو مردہ ہو جاتا ہے جو خود عین ہما نہیں ہے۔

ہر جائیکہ رفتیم بجز دوست نہ دیدم
ایں قول کہ گفتیم ثوابست خطا نیست

ترجمہ: ہم ہر جگہ پر گئے لیکن اس کے باوجود ہم نے اپنے دوست کے سوا کسی اور کو نہ دیکھا یہ بات ہم نے بطور ثواب کہی ہے کوئی خطا نہیں ہے۔

راجا کہ برایں چشم عیاں دید نما نیست
اما چہ تواں کرد کہ آں چشم ترا نیست

ترجمہ: اے راجا! جو اس آنکھ نے ظاہر دیکھا وہ پوشیدہ نہیں ہے مگر کیا کہا جائے کہ تمہارے پاس وہ آنکھ ہی نہیں ہے۔

غزل 22

انبیاء اولیاء را حق براں
سر معنی را بہ تو کردم عیاں

ترجمہ: انبیاء اور اولیاء کو حق جانو۔ میں نے یہ راز کی بات تم کو واضح کر کے بتا دی ہے۔

انبیاء و اولیاء را حق ببیں
آ یہ سخن تحقیق میدان بالیقیں

ترجمہ: انبیاء اور اولیاء کو برحق دیکھ۔ اس ضمن میں بالیقین قول حق موجود ہے۔

من دانی گفت آخر مصطفیٰ
چند باشی در حجاب ایں وفا

ترجمہ: میں جانتا ہوں کہ آخر مصطفیٰؐ نے کیا فرمایا تھا۔ اس وفا سے تھوڑے ہی حجاب میں رہیں گے۔

او بگفت است اے علی پاک دیں
بشنو ایں اسرار شو مرد یقیں

ترجمہ: اپنے خطاب میں حضور پاکؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو پاک دین فرمایا تھا۔ سنو اور اس خاص راز کو تسلیم کرو۔

لی مع اللہ گفت احمدؐ درمیاں
لیکن ایں معنی چہ داند آں چناں

ترجمہ: لی مع اللہ کے مقام کے بارے میں جناب احمدؐ نے فرما رکھا ہے لیکن یہ لوگ اس کے معنی کیا جانیں کہ وہ کیا ہے یا کچھ ایسا ہے۔

راجا از رموزے سر حق آگاہ نئی
لا جرم کوری و مردی ورہ نئی

ترجمہ: اے راجا! تو ان رموز کو سراسر حق سمجھ کر خبرداری کے ساتھ سنا دے بغیر جرم کے نابینا کو ہلاک کرنا بے وقوفی ہے۔

غزل 23

فردوس رخ نماید بے تو چہ کار آید
حوران بمن بیاید بے تو چہ کار آید

ترجمہ: بہشت اپنا چہرہ دکھاتا ہے وہ تیرے بغیر کس کام کا ہے۔ اگر حوریں بھی میرے پاس آئیں تو تیرے بغیر میرے کس کام کی۔

ہر رنج بمن ربودی اطلس بساط کردی
شبہا بمن سپردی بے تو چہ کار آید

ترجمہ: میرا ہر دکھ درد تو نے دور کر دیا، میرا بچھونا اطلس کا کر دیا اور مجھے ایسی کئی راتیں عطا کر دیں لیکن یہ سب تیرے بغیر کس کام کی ہیں۔

بالائے عرش رفتم بر تخت نور خفتم
واللہ راست گفتم بے تو چہ کار آید

ترجمہ: میں بالائے عرش چلا گیا اور نور کے تخت پر آرام کیا۔ خدا کی قسم! میں نے سچ کہا ہے۔ تیرے بغیر یہ میرے کس کام کے ہیں۔

دولت ہزار دولت، نعمت ہزار نعمت
عزت کمال عزت، بے تو چہ کار آید

ترجمہ: دولت ہزار دولت ہے، نعمت ہزار نعمت ہے، کمال کا عز و شرف ہے لیکن اے محبوب! تیرے بغیر یہ کس کام کے ہیں۔

کونین را بیارند بروے ہمہ بے کارند
بر دست من سپارند بے تو چہ کار آید

ترجمہ: اگر دونوں جہان بھی لا دیں تو سب میرے لیے بے کار ہیں۔ اگر سب کچھ میرے ہاتھ میں نذرانہ کر دیں لیکن تیرے بغیر یہ کس کام کے ہیں۔

راجا بگفت ہردم ہژدہ ہزار عالم
یکبار گر بیابم بے تو چہ کار آید

ترجمہ: راجا نے ہر دم یہی کہا کہ اٹھارہ ہزار عالم بھی اگر مجھے فی الفور دیئے جائیں تو تیرے بغیر یہ کس کام کے ہیں۔

غزل 24

گردم زنی ہم می کنم کس را نباشد چوں چرا
کوہے کنم گردم زنم کس را نباشد چوں چرا

ترجمہ: کئی سرتن سے الگ کیے کسی کو مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ پہاڑوں کو گرد کر دیتا ہوں۔ کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کر سکتا۔

ہر ملک را مالک منم ہر چیز را ہالک منم
ایں را کشتم آں را زنم کس را نباشد چوں چرا

ترجمہ: ہر ملک کا مالک میں ہی ہوں۔ ہر شے کو میں ہی ہلاک کرنے والا ہوں، اس کو ذبح کروں اس کو ماردوں۔ کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کرسکتا۔

نر شیر را روباہ کنم گہہ آں گدا را شاہ کنم
شہہ را گدا گر کنم کس را نبا شد چوں چرا

ترجمہ: نر شیر کو گیدڑ کردوں، کبھی گداگر کو بادشاہ کردوں۔ اگر بادشاہ کو گداگر کردوں تو کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کرسکتا۔

ایں خاک را مہماں کنم آں یار را شیطاں کنم
ہم ایں کنم ہم آں کنم کس را نبا شد چوں چرا

ترجمہ: اس خاک نشین کو مہمان کرنے کا میں اعزاز بخشتا ہوں اور کبھی اس یار کو شیطان کر دیتا ہوں۔ میں ہی یہ اور وہ کرتا ہوں، کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کرسکتا۔

از کافراں احمد نگر از نوح شد کافر پسر
از لات بت آمد عمر کس را نبا شد چوں چرا

ترجمہ: کافروں میں سے احمد کو دیکھیں اور نوح کا بیٹا کافر ہوگیا۔ لات بت کے ماننے والوں سے عمر آتے ہیں۔ کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کرسکتا۔

مومن کنم بیگانہ را مسجد کنم بت خانہ را
عاقل کنم دیوانہ را کس را نبا شدچوں چرا

ترجمہ: میں نے مومن کو بیگانہ کر دیا اور مسجد کو بت خانہ بنا دیا، عاقل کو دیوانہ کر دیا۔ کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کر سکتا۔

حیوان کنم طیراں کنم معمور را ویران کنم
گر آتش آں گلستان کنم کس را نباشد چوں چرا

ترجمہ: جانور کو پرندہ کر دیا اور آباد کو ویران کر دیا۔ اگر آگ کو گلستان بنا دیا تو کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کر سکتا۔

ایوبؑ را دادم بلا در کرم کردم مبتلا
اے مرد بیں اندر قضا کس را نباشد چوں چرا

ترجمہ: میں نے ایوبؑ کو بیماری دی، کیڑوں میں مبتلا کیا۔ اے انسان! دیکھ کہ قضا کے کاموں میں کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کر سکتا۔

آں یوسف بے گناہ اندا ختیم در قعر چاہ
از چاہ کردم بادشاہ کس را نباشد چوں چرا

ترجمہ: اس یوسف کو ہم نے بے گناہ کنویں میں ڈالا تھا۔ اپنی خوشی سے اس کو ہم نے ہی بادشاہ بنایا تھا، کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کر سکتا۔

ببر بلعم ورصیما ببیں صد داغ لعنت بر جبیں
در شہر ما ہم ایں چنیں کس را نباشد چوں چرا

ترجمہ: بلعم بن باعور کو صیما میں دیکھیں اس کی پیشانی پر لعنت کے سینکڑوں داغ ہیں ہمارے شہر میں اس طرح کا شخص بھی موجود تھا۔ کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کر سکتا۔

راجا ہماں در امر من دیدی ہماں از قہر من
تحقیق دان در شہر من کس را نباشد چوں چرا

ترجمہ: اے راجا! میرے ہر امر میں تو نے دیکھا وہی میرے قہر میں۔ سچ جان وہی میرے شہر میں ہے۔ کوئی بھی حجت وتکرار نہیں کر سکتا۔

غزل 25

بے کام و بے زبانم مست الست ہستم
بے نام و بے نشانم مست الست ہستم

ترجمہ: میں بے حلق اور بے زبان ہوں، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔ میں بے نام و بے نشان ہوں، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

دریکہ پاک زادہ یارم میرا بدادہ
ساقی بیار بادہ مست الست ہستم

ترجمہ: اے میرے دوست! مجھے سچا درد تو نے ہی دیا ہے۔ ساقی آ کر مجھے جام دے، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

ہم شاہ و ہم گدایم ہم وصل ہم جدائیم
در دو جہاں دایم مست الست ہستم

ترجمہ: ہم شاہ بھی ہیں اور گدا بھی۔ ہم وصال اور فراق میں بھی ہیں، ہم مدام دونوں جہان میں موجود ہیں، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

من مرغ لامکانم جز لامکاں نہ دانم
بر تخت قدسیانم مست الست ہستم

ترجمہ: میں اب مرغ لامکان ہوں جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ میں لامکان کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔ ملائکی تخت پر قدم ہے، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

مفتاح غیب غیبم بر ترز نقص و عیبم
در نور پاک زیبم مست الست ہستم

ترجمہ: میں اسرار اور غیب کی چابی ہوں۔ میں ہر قسم کے نقص اور عیب سے بہت بلند اور برتر ہوں اور میں نور پاک میں زیب و زینت دیا ہوا ہوں کیونکہ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

من شاہ پاکبازم و عشق اہل رازم

با حق همی بنازم مست الست ہستم

ترجمہ: میں پاکباز شاہ ہوں، عشق میں اہل راز ہوں، حق کے ساتھ ناز کرنے والا ہوں۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

ہژدہ ہزار عالم یکسانیت در وصالم
ایں شد کمال حالم مست الست ہستم

ترجمہ: اٹھارہ ہزار عالم میرے وصال میں یکساں ہیں۔ یہ میرے حال کی کمالیت ہے۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

رفتم بعرش اکبر خوردم شراب اطہر
واصل شدم کہ اظہر مست الست ہستم

ترجمہ: میں عرش اکبر پر گیا: میں نے پاکیزہ شراب پی، میں واصل ہو گیا کہ بہت واضح اور روشن ہو گیا۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

سرمست مے الستم از خیر و شر گذشتم
نہفتہ گفتم مست الست ہستم

ترجمہ: میں مے الست سے بے ہوش ہوں اور خیر و شر سے گذر چکا ہوں۔ پوشیدہ اور چھپے ہوئے سر کے ساتھ میں نے یہ کہا ہے کہ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

ایں زمے بخیزم زاہد کند گریزم
نوشم و نا ستیزم مست الست ہستم

ترجمہ: میں اسی مے سے طلوع ہوتا ہوں زاہد تو اس شراب سے بھاگتا ہے۔ میں شراب پیتا ہوں اور جھگڑتا نہیں ہوں۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

سلطان با وزیرم دانا و باد بیرم
در عشق او اسیرم مست الست ہستم

ترجمہ: میں وزراء کے ساتھ بادشاہ ہوں، میں دانا ہوں اور پیش کار بھی باقاعدہ رکھتا ہوں۔ اسی کے عشق میں گرفتار ہوں، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

گہہ شاہ وگہہ گدایم گاہے بخود خدایم
گنبد رسد ندایم مست الست ہستم

ترجمہ: کبھی بادشاہ کبھی فقیر ہوں، کبھی خود ہی خدا ہوتا ہوں اور گنبد میں یہ آواز گونجتی ہے کہ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

ہر دو جہاں پرستم زنار کفر بستم
مالک مقام ہستم مست الست ہستم

ترجمہ: میں نے دونوں جہاں کی پرستش کی ہے۔ کفر کا لباس پہن لیا۔ مستی کے مقام کا مالک ہوں، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

راجا کہ نور حقم در ذات محض غرقم
اندر میاں نہ فرقم مست الست ہستم

ترجمہ: راجا! حق کا نور ہوں، خاص ذات میں محیط ہوں، اندر میں کوئی فرق نہیں رکھتا۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

با دوست عہد بستم در دہر شاہ رفتم
بنگر چہ سخن گفتم مست الست ہستم

ترجمہ: جب سے دوست سے انجام کیا ہے۔ میرا ہر ایک درد جاتا رہا ہے۔ دیکھیں تو سہی کہ میں نے کیا بات کی ہے۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

در پیچ زلف بندم ہر دم ہمی بہ خندم
بے او گہے نہ زندہ ام مست الست ہستم

ترجمہ: میں زلف کے پیچ میں بندھا ہوا ہوں اور اس پر ہمیشہ ہنستا مسکراتا ہوں۔ اسی کے بغیر میں ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

جام از عشق نوشم دنیا و دین فروشم
جز ایں دگر نہ گوشم مست الست ہستم

ترجمہ: میں نے عشق کی بدولت جام پیا ہے گویا دنیا و دین کو فروخت کر دیا ہے اس کے

سوا دوسری کوئی بات نہیں سنتا۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

دریائے شراب آرم درد دل فرو سپارم
بے مے بقا نہ دارم مست الست ہستم

ترجمہ: میں شراب کا دریا بہالاؤں اور درد دل اس کے سپرد کر دوں گویا میں شراب کے بغیر جی نہیں سکتا۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

در کوئے مے فروشاں عشاق جام نوشاں
افتادہ سینہ جوشاں مست الست ہستم

ترجمہ: مے فروشوں کی گلی میں اور عشاقوں والا جام نوش کروں، کیونکہ سینے کے اندر جل رہا ہوں، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

مائیم عین وحدت آزاد ہم ز کثرت
باشد نہ ہیچ ملت مست الست ہستم

ترجمہ: ہم ہیں خاص وحدت اسی طرح ہم کثرت سے وحدت بھی ہیں۔ میں کوئی مذہب وملت نہیں رکھتا۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

در روئے خوب رویاں در چشم مست غلطاں
دیدم جمال سلطاں مست الست ہستم

ترجمہ: حسینوں کے چہروں میں ان کی آنکھوں کی مستی میں ڈوب جاؤں کیونکہ میں نے حسن کا جلوہ دیکھ لیا ہے۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

زاہد ز مے گریزد عابد ز مے ستیزد
سرمست ز مے پرستید مست الست ہستم

ترجمہ: زاہد شراب سے بھاگتا ہے، عابد شراب دیکھ کر جھگڑتا ہے جبکہ سرمست شراب کی پرستش کرتا ہے۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

رندان فراغ دستاں در دور مست مستاں
آئینہ مے پرستاں مست الست ہستم

ترجمہ: آسودگی اور اطمینان کے حامل عاشقان صادق، ازلی شراب کے دور کی وجہ سے مستی اور مدہوشی سے بےخود، جو مے پرستوں کے مظہر ہیں، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

جز نام او نہ نام است جز عشق وحرام است
خبر ایں شرف کدام است مست الست ہستم

ترجمہ: اس نام کے علاوہ کوئی اور نام نہیں ہے۔ اس کے عشق کے سوا سب حرام ہے۔ اس شرف سے بڑھ کر کونسی خبر ہے، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

از خویشتن بریدم بر دوست خود رسیدم
جز عین خود را دیدم مست الست ہستم

ترجمہ: میں نے خود کو بھلا دیا ہے جس کے باعث خود ہی دوست کے پاس پہنچ گیا ہوں اور میں نے بہت کچھ راز پالیا ہے۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

گشتم ز خویش فانی رفتم بدو عیانی
دیدم بے نہانی مست الست ہستم

ترجمہ: میں نے اپنے فنا ہونے کی سیر بھی کر لی اور میں اس ظاہر سے بھی گذر گیا اور میں نے سب اسرار پوشیدہ کو بھی ظاہر دیکھ لیا۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

چوں غیر را شکستم کون و مکان گذشتم
در لامکاں نشستم مست الست ہستم

ترجمہ: چونکہ میں نے ہر غیر کو توڑ دیا ہے میں کون و مکان سے بھی گے بڑھ گیا ہوں۔ اور اب تو میں لامکاں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

بے دوست در عذابم بے روئے او خرابم
شنوید اے خوابم مست الست ہستم

ترجمہ: دوست کے بغیر میں عذاب میں ہوں، اس کے دیدار کے بغیر برے حال میں ہوں۔ اے خواب غفلت میں پڑے ہوئے میرا جواب سن لو۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

آتش ز دل فروزم کونین را بہ سوزم
ایں سوز شب و روزم مست الست ہستم

ترجمہ: میں اپنے دل کو آتش (عشق) سے جلاتا ہوں۔ میں اس سے دونوں جہانوں کو بھی جلاتا ہوں اور یہی سوز رات و دن جاری رہتا ہے۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

در نور دل رسیدم عین العیاں بدیدم
سریکہ من شنیدم مست الست ہستم

ترجمہ: میں نے دل کا نور حاصل کیا اور میں نے ظاہر ظہور دیکھا اور میں نے اسرار پوشیدہ کو سنا۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

شہباز شہسوارم پرواز قدس دارم
آنجا شکار آرم مست الست ہستم

ترجمہ: شہباز شہسوار ہوں، قدسی پرواز رکھتا ہوں، وہیں سے شکار لاتا ہوں۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

صحرائے غیب رفتم با شہنشاہ نشستم
رازیکہ بود گفتم مست الست ہستم

ترجمہ: میں غیب کے صحرا میں گیا، میں شہنشاہ کے ساتھ بیٹھا اور جو خاص راز تھا میں نے کہہ دیا تھا۔ میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

دلبر بہ گفت راجا دائم بما تو ایں جا
با ماتو باش یکجا مست الست ہستم

ترجمہ: محبوب نے مجھ سے کہا کہ اے راجا! تو ہمیشہ یہاں رہ۔ تو ہمارے ساتھ ایک جگہ ٹھہر جا، میں اپنی مستی میں مست ہوں۔

غزل 26

رسیدم من بدریائے کہ موجش آدمی خوارست
نہ کشتی اندروں دریا نہ ملاحے عجب کارست

ترجمہ: میں ایک ایسے دریا میں اترا ہوں کہ جس کی موجیں آدمی کو نگل جاتی ہیں، اس دریا میں نہ کوئی کشتی ہے اور نہ ہی کوئی ملاح ہے، یہ تو حیران کن بات ہے۔

شریعت کشتی وارد طریقت بادبان او
حقیقت لنگر وارد کہ راہ فقر دشوارست

ترجمہ: (اس دریائے وحدت میں) شریعت کشتی ہے اور طریقت اس کی بادبان ہے۔ حقیقت اس کا لنگر ہے۔ بیشک فقر کا راستہ دشوار اور مشکل ہے۔

چوں آبش جملہ خوں دیدم، بترسیدم از آں دریا
بدل گفتم چرا ترسی، گذر باید کہ ناچار است

ترجمہ: جب میں نے اس کے کل پانی کو خون دیکھا تو اس دریا سے ڈر گیا اور اپنے آپ سے کہا کہ تو ڈرتا کیوں ہے؟ اس کے پار اترنا چاہیے کہ یہی وری ہے۔

ندا از حق چنیں آمد مگر از جان می ترسی؟
ہزاراں جان مشتاقاں دراں دریا نگوسار است

ترجمہ: جب حق سے یہ صدا آئی کہ تو جان سے نہیں ڈرتا ہے کہ اس دریا نے تو ہزاروں عاشقوں کو غرق کر دیا ہے یا ہزاروں عاشق اوندھے منہ پڑے ہوئے ہیں۔

بگفتم من ہمی آیم کمر بستم چو خواصاں
چہ ترسم از نہنگانے کہ گل پیوستہ با خار است

ترجمہ: مجھ سے کہا گیا کہ میں غوطہ خوروں کی طرح کمر باندھ کر آؤں میں مگر مچھوں سے کس لئے ڈروں کیونکہ پھول تو کانٹوں کے ساتھ پیوستہ ہوتا ہے۔

بهشتم مستی خود را شدم روئے خدا آندم

سر دادن گرفتن سر سر بازار واپار است

ترجمہ: جب میں نے اپنی مستی کو چھوڑ دیا تو اسی دم خدا کے سامنے ہو گیا۔ سر دینا اور سر لینا یہی سر بازار بیوپار ہے۔

ایا عثمان مروندی سخن باپردہ داراں گو

بیامی در جہاں بارے جہاں پر اثر اغیار است

ترجمہ: اے عثمان مروندی پردہ داروں کو حقیقت سے آگاہ کرو کہ جہاں میں کوئی ایک دوست ہو گا ورنہ سارا جہاں تو دشمنوں سے بھرا پڑا ہے۔

غزل 27

اے مرد درمیدان بیا گر سررود رفتن بدہ
با عشق درمیاں بیا گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: اے مرد میدان میں آ جا اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔ میدان عشق میں آ کر مر۔ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

آمد مرا باد صبا گفتا بیا اے مرحبا
در تحت تیغ دلربا گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: مجھ تک باد صبا آئی ہے اور اس نے مرحبا کہا۔ اگر محبوب کی تلوار کی نیچے سر جاتا ہے تو جانے دے۔

در عشق چوں پروانہ شو از جاں خود بیگانہ شو
شادی کناں مردانہ شو گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: عشق میں پروانے کی مانند ہو جا اور اپنی جان سے بیگانہ ہو جا۔ مردانہ وار اس خوشی کو قبول کر لے۔ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

از عاشقاں ہم ایں سخن ثابت شدہ درلوح من
در راہ جاناں دم مزن گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: عاشقوں سے میرا یہ قول میرے سینے کی تختی پر ثابت ہوا۔ محبوب کے راستے میں دم مارنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

نہ حرف آں بر خاستم ایں جان وتن دریافتم
با حسن دل ہم نخواستم گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: میں نے وہ حرف نہیں اٹھایا اور اس جان و تن کو میں نے دریافت کر لیا اور محبوب کو دل سے طلب کیا۔ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

امروز آں روز است گر ایں بارود باتن ز سر
ہر گز نہ تابم زود تر گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: اگر آج کا دن ہی وہ دن ہے اور اس تن سے سر جاتا ہے تو مجھے دیر کرنے کی ہر گز تاب نہیں ہے۔ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

معشوق خود را در جہاں ہر گز بیابم ہر مکاں
گفتم ترا از بہرآں گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: میں اپنے محبوب کو اس جہاں میں ہر مقام اور مکان پر پاتا ہوں۔ میں نے یہی تو آپ سے ہر وقت کہا ہے کہ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

در کنج یاراں می نشیں گر عاشقی گم شد دریں
عشاق را مرہم ہمیں گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: میں گوشہ محبوب میں بیٹھ جاؤں اور اگر اس جگہ پر میری عاشقی بھی گم ہو جائے کیونکہ یہی تو عاشقوں کے لئے مرہم ہوتی ہے۔ اس لئے اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

ایں سر را روح الامین ہر گز نمی گنجد دریں
ایں جملہ گفتم جہت ایں گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: اس اسرار کو روح الامین بھی اپنے اندر میں سما نہیں سکتا، میں نے یہ جملہ اسی وجہ سے کہا ہے۔ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

راجا بیا ایں یک سخن ایں حال و جاں خود را بکن
اسرار را روشن مکن گر سررود رفتن بدہ

ترجمہ: راجا! ادھر آ، یہ ایک بات سن لے اب جو تیرا حال ہے اور جو تیری جان ہے اس پر قائم ہو جا اور اسرار الٰہی کے بھید کسی پر ظاہر نہ کر۔ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

غزل 28

کمند عشق در گردن مرا مسرور خوش آید

خم و خمار و خم ہم از آں مخمور خوش آید

ترجمہ: اپنی گردن میں عشق کا پھندا حاصل کر کے بہت خوش ہوا ہوں۔ شراب کا مٹکہ اورخمار ومستی جو اس سے میسر آتی ہے اس میں مخمور رہنا مجھے بہت پسند ہے۔

مطلع می شود خورشید جلال من چوں بر آید

جمالم می کند مرہم بہ رو بانور خوش آید

ترجمہ: سورج تب طلوع ہوتا ہے جب میرا جلال ظاہر ہوتا ہے۔ جس طرح چاند روشنی لیتا ہے اس طرح پرنور ہوا ہوں۔

تجلی جلالم کرد موسیٰ را بہ بے ہوشی

ببیں کار جلالم را کہ چوں ہر طور خوش آید

ترجمہ: میرے جلال کی تجلی نے حضرت موسیٰ کو بے ہوش کر دیا۔ دیکھ میرے جلال کا کام کس طرح کوہ طور پر پسندیدہ ہوا۔

بیا اے مرد رازے بیں ازاں جائے تو چرا لرزی

شہنشاہم بہ بزم من ہمہ مذکور خوش آید

ترجمہ: آ اے مرد مستوں کا راز دیکھ، یہاں کیوں کانپتا ہے۔ میں اپنی بزم میں شہنشاہ ہوں، جہاں میرا ذکر پسندیدہ ہے۔

قلندرم من و شہبازم مرا آشیانہ گوناگوں

بہر جامی روم آنگاہ آب و نور خوش آید

ترجمہ: میں قلندر ہوں، شہباز ہوں، میرے آستانے گوناگوں ہیں، میں جہاں بھی جاتا ہوں، اسی دم پانی اور روشنی پسندیدہ ہو جاتے ہیں۔

غزل 29

زعشق دوست ہر ساعت درون نار می رقصم
گہے بر خاک می غلطم گہے بر خاک می رقصم

ترجمہ: میں محبوب کی محبت کے باعث ہر دم آگ میں ناچتا ہوں۔ کبھی خاک پر لوٹتا ہوں، کبھی کانٹوں پر رقص کرتا ہوں۔

شدم بدنام در عشقش بیا اے پارسا ہم بیں
نمی ترسم ز رسوائی سر بازار می رقصم

ترجمہ: میں اس کے عشق میں بدنام ہو گیا ہوں۔ اے زاہد، تو بھی آ کر دیکھ۔ مجھے بد نامی کا ذرا خوف نہیں، میں سر بازار رقص کرتا ہوں۔

بیا اے مطرب و ساقی! سماع و ذوق را در دہ
کہ من از شادی وصلش قلندر وار می رقصم

ترجمہ: اے مطرب اور جام پلانے والے ساقی! کوئی درد بھرا گیت گا اور دل میں شوق پیدا کر، میں اب وصل کی خوشی میں قلندر وار رقص کرتا ہوں۔

مرا مخلوق می گوید گدا چنداں چہ می رقصی
بہ دل داریم اسرارے ازاں اسرار می رقصم

ترجمہ: مجھے مخلوق کہتی ہے کہ اے فقیر! تو کس لئے اتنا ناچتا ہے؟ میں نے کہا، دل میں اسرار رکھتا ہوں، اسی اسرار کے باعث رقص کرتا ہوں۔

خلائق گر کند بر من ملامت زیں رہی ہر دم
مگر نازم بر ایں ذوقیکہ پیش یار می رقصم

ترجمہ: مخلوق اس لئے ہمیشہ میری ملامت کرتی ہے لیکن میں اپنے اس ذوق پر ناز کرتا ہوں کہ اپنے محبوب کے سامنے رقص کرتا ہوں۔

اگر صوفی شوی یارم تا ایں خرقہ پوشیم
چہ خوش زنار بر بستم بہ ایں دیدار می رقصم

ترجمہ: اے صوفی! اگر تو میرا دوست بن جائے تو میں یہ خرقہ پہن لوں لیکن میں نے تو زنار باندھا ہوا ہے اور کتنا بھلا لگتا ہے اور میں اس کا دیدار کرنے کی خاطر ناچتا ہوں۔

چوں یارم جلوہ بہ نماید مرا مدہوش می سازد
نمی دارم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم

ترجمہ: جب یار اپنے جلوے سے مجھے مدہوش کر دیتا ہے تو معلوم نہیں کہ آخر کیوں دیدار کے وقت رقص کرتا ہوں۔

حباب دوستاں در دل کجا ایں قلقلہ مینا
کہ تو کم نغمہ می سنجی و من بسیار می رقصم

ترجمہ: دوست کے حلقۂ دل میں کیا صراحی کیا آواز۔ تو کم نغمہ گائے گا تو تو کم نغمہ سرائی کرے گا اور میں تو بے پناہ رقص کرتا ہوں۔

کہ تو آں قاتل کہ از بہر تماشہ خون من ریزی
من آں بسمل کہ زیر خنجر خونخوار می رقصم

ترجمہ: تو تو وہ قاتل ہے جو صرف تماشے کے لئے مجھے قتل کرتا ہے۔ میں وہ گھائل ہوں کہ خونخوار خنجر کے نیچے بھی رقص کرتا ہوں۔

خوشا رندی کہ پا مالش کنم صد پارسائی را
زہے تقویٰ کہ من با جبہ و دستار می رقصم

ترجمہ: مجھے رندی بھا گئی ہے کہ میں ان کے پاؤں کو بے پناہ پارسائی کے ساتھ (اپنی آنکھوں پر) ملتا ہوں۔ میں لائق مبارکباد اور لائق تحسین ہوں کہ جبہ و دستار سمیت رقص کرتا ہوں۔

تپش چوں حالت می آرد بروئی شعلہ می غلطم
خلش چوں لذتی بخشد تہ نوک خار می رقصم

ترجمہ: مجھ پر تپش نے جو حالت وارد کی ہے میں اس سے اور بھی شعلہ کی طرح تڑپتا اور

مچلتا ہوں اور خلش اور چبھن جب مجھے لذت بخش دیتی ہے تو میں کانٹے کی نوک کے نیچے بھی رقص کرتا ہوں۔

بیا جاناں تماشہ کن کہ در انبوہ جان بازاں
بصد سامان رسوائی من سر بازار می رقصم

ترجمہ: اے دوست آ کر جانبازوں کے ہجوم میں تماشہ دیکھ۔ میں بدنامی اور رسوائی کے سو سامانوں کے ساتھ سر بازار رقص کرتا ہوں۔

منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصورم
نہ لرزم از ملامت آں کہ من بردار می رقصم

ترجمہ: میں عثمان مروندی خواجہ منصور کا دوست ہوں اور میں کسی ملامت سے نہیں ڈرتا نہ گھبراتا۔ میں تو سولی پر بھی رقص کرتا ہوں۔

غزل 30

گوہر توئی از کان ما دیگر چہ می خواہی بگو
تو نور ہستی انما دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: ہماری کان میں سے تو ہی موتی ہے۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے۔ تو اس ہستی کا نور ہے۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

در حسن تو زیبانم در عشق تو پیدا منم
از بہر شیدا تو منم دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: میں تیرے ہی حسن و جمال سے خوبصورت ہوں اور تیرے ہی عشق سے ظاہر ہوں اور تیرے ہی لئے مشتاق ہوں۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

تو نیست بودے در جہاں بے نام بودے بے نشاں
با وصف خوف کردم عیاں دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: اگر حق جہاں میں نہیں ہوتا سب بے نام ونشان ہوتا۔ میں نے اپنی وصف سے سب ظاہر اور واضح کر دیا۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

آنجا کہ راہ می روم از تو جدا ہرگز نیم
ہر جا کہ باشی با توام دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: میں جہاں بھی جاتا ہوں تجھ سے ہرگز جدا نہیں ہوں۔ میں جس جگہ بھی ہوتا ہوں تیرے ہی ساتھ جڑا ہوتا ہوں۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

جز عشق نبود کار ما جز بادہ نبود یار ما
ساقی بود خمار ما دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: عشق کے علاوہ ہمارا کوئی کام نہیں تھا۔ شراب کے سوا ہمارا کوئی یار نہ تھا، ساقی ہمارا خمار تھا۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

بازار من آگندہ برد جز عشق من دیگر نہ خرد
گر مے خردی ہم عشق خرد دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: اے خریدار! میرا بازار سوغاتوں سے بھرا ہوا ہے تو اس میں سے عشق کے سوا اور کچھ خرید نہ کر۔ اگر تو نے مے خریدی ہے تو پھر اسی طرح عشق بھی خرید کر۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

جز عشق در بازار ما مفروش اے دلدار ما
جز عشق نہ آید کار ما دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: اے ہمارے دلدار! ہمارے بازار میں تو عشق کے سوا کچھ اور فروخت ہی نہ کر کیونکہ ہمارے پاس عشق کے سوا اور کچھ روا ہی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

ایں اسرار معلوم کن بے او را نظر مفہوم کن
ایں غیر را معدوم کن دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: یہ اسرار معلوم کر، اس کے سوا کوئی اور چیز دیکھنے سے اپنی نگاہ کو محفوظ رکھ۔ ہر غیر کو اپنے آپ سے دور کر دے۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

انی ان اللہ گوش کن اے جام صہبا نوش کن
تو جز خدا سر پوش کن دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: ''بے شک میں اللہ ہوں''۔ اس حقیقت کو سن رکھو اور شراب سرخ کا جام نوش کرو اور جو خدا کے علاوہ ہے اس سے پردہ کرو۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

جز عشق اندر راہ من بالا شد اے ماہ من
جز عشق تو اے شاہ من دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: میرے دل میں راہ عشق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اے میرے چاند! میرے محبوب، میری منزل مقصود سے زیادہ دور نہ ہو۔ اے میرے بادشاہ! مجھے تیرے عشق کے سوا اور کچھ نہیں چاہیے۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

ہر نقش بندی کردہ ام پرنور صورت بستہ ام
بنگر کہ چوں آراستہ ام دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: میں نے ہر طرح کی نقاشی کی ہے۔ پرنور صورت کو میں نے بنایا ہے۔ دیکھ تو سہی میں نے کیا کیا سجا رکھا ہے۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

در ثم وجہ اللہ بیاں کردم بہ تو دارم نشاں
تا روئے من کردم عیاں دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: جو ''ثم وجہ اللہ'' کا بیان ہے۔ تیرا دیا ہوا وہ نشان میں رکھتا ہوں اور اس راز کو تو نے میرے چہرے میں ظاہر کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

نور اعلیٰ نور تو در نور ایں منظور تو
نور من است ایں نور تو دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: اے میرے محبوب! تو نور اعلیٰ نور ہے۔ اس نور میں تیری ذات کو یہی منظور ہے۔ اور جو میرا نور ہے اصل میں وہ تیرے ہی نور میں سے ہے۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

من نور را صورت کنم سکہ انا بروئے زنم
بروئے بنگر کہ آنجا منم دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: میں نور کو صورت بخشتا ہوں اور اس کے چہرے پر قانون کی مہر لگاتا ہوں۔ اس چہرے کو دیکھیں تو سہی وہ اس جگہ پر میں ہوں۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

جز روئے من دیگر مبیں در مجلس دیگر نشین
جز میوہ دیگر مچنیں دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: میرے چہرے کے علاوہ کسی اور کو نہ دیکھو اور نہ کسی دوسری مجلس میں بیٹھو۔ میوے کے علاوہ کچھ اور نہ چنو۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا ہے بتا دے۔

راجا تو خود را سہو کن در عشق من محو کن
ترک منا ہی لہو کن دیگر چہ می خواہی بگو

ترجمہ: اے راجا! تو خود کو فراموش کر دے۔ اپنے آپ کو عشق میں مٹا دے۔
ممانعات اور فضول کھیل تماشوں کو ترک کر دے۔ اس کے علاوہ تو اور کیا چاہتا
ہے بتا دے۔

غزل 31

چوں جاں زتن گردد جدا و از فعل تو پرسد خدا
پس تو چہ گوئی اے گدا آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: جب تیری سانس جسم سے جدا ہوگی تو اللہ تعالیٰ تم سے پوچھے گا۔تو پھر اے فقیر! تو کیا جواب دے گا۔اس کا احوال خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

آید اگر یوم الحشر بیا ببر ترا پیش قضا
بہ زہد ترا آتش خدا آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: جب یوم الحشر آئے گا، اے شر! تو قضا کے سامنے پیش ہوگا۔ تیری پرہیز گاری خدا کی آگ کے سامنے ہوگی۔اس کا احوال خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

شیریں دنیا اے شاہا از دست تو گردد جدا
تلخی رسد از مرگہا آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: اے بادشاہ! یہ میٹھی دنیا تیرے ہاتھوں سے جدا ہوگی۔موت کی تلخی تجھ پر آ پہنچے گی۔اس کا احوال خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

میزاں تو چوں کم شود تعذیر حق برتو بود
دوزخ ترا مادر شود آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: جب میزان عدل میں تیری نیکیاں کم ہو جائیں تو پھر تجھ پر حق کی تعذیر واجب ہو جائے گی۔ دوزخ تمہارے لئے لازم ہو جائے گا۔ اس کا احوال خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

زخم سخن شیطان عمل محف بکف در دل خلل
گیرند ترا چوں زیں دغل آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: سخن کے گھاؤ اور زخم لگانا شیطان کا عمل ہے۔ڈولی یا پالکی پر ہاتھ ہوتو دل میں خلل نہیں ہونا چاہیے۔اس طرح کے مکروفریب سے خود کو بچالو۔اس کا احوال خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

زیر زمیں قطعاً شوی من ربک بشنوی
در جواب آں حیراں شوی آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: جب تو بلاشبہ زیر زمیں چلا جائے (یعنی قبر میں پڑ جائے) اور (منکر نکیر کے سوالات سنے گا) کہ تیرا رب کون ہے؟ تو اس کے جواب میں تو حیران ہو جائے گا۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

ایں استخوانت پیختہ در گور گردد ریختہ
ناپاک پاک آمیختہ آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: پھر قبر میں تمہاری یہ ہڈیاں میدہ اور ملیدہ ہو جائیں گی اور قبر کے اندر بکھر کر رہ جائیں گی گویا ناپاک اور پاک سب مل جائیں گی۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

دار دنیا مبتلا با غیر ماند اے دلا
تو زیں سبب و بینی بلا آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: (اے انسان!) مقام دنیا میں تو دنیا میں مبتلا رہا اور تو نے اپنا دل غیر کے ساتھ لگائے رکھا۔ اس وجہ سے تو بلا اور ابتلا کو دیکھ لے گا۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

از ہول آں در ہر نفس گوئی دلا فریاد رس
فریاد رس نہ ہیچ کس آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: ہر ایک اس کے ہول اور اضطراب میں ہے۔ اے دل! تو فریاد سننے والے سے کہتا رہ۔ فریاد سننے والے کو یونہی ناکارہ نہ سمجھ۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

انواع نعمت می خواری در ہر نفس تن پروری
چوں جاں زتن گردد بری آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ (اے انسان)! تو طرح طرح کی نعمتیں کھاتا ہے۔ ہر لحہ تو تن پروری پر ہی لگا رہتا ہے اور پھر اسی طرح جان کے تن سے جدا ہونے کا وقت آ جاتا ہے۔ اس

کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

مدفون شوی چوں در زمیں بیروں شوی از جائے ایں
برسر عمود آتش ایں آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: (اے انسان)! مرنے کے بعد جب تو زمین میں دفن ہو گا یعنی اس دنیا کی زندگی کی نحوست سے باہر ہو جائے گا اور پھر اوپر سر پر آگ کا گذر ہو تو اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

چیزے نہ خوردی دہر پرسش شود از وے حشر
باشد یقیں جملہ زہر آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: اگر تو نے زمانے میں کوئی چیز نہ کھائی، اس کے بارے میں حشر میں پوچھا جائے گا تو جان لو کہ وہ زہر ہو گی۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

چوں مہر اللہ در دہن اعضائے ہم گوید سخن
خصم کند بر جان تن آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: جب اللہ کے مہر کی بارش ہو گی تو ہمارے تمام اعضاء گویا بات کرتے ہیں تب تیری جان پر دشمنی ہوتی ہے۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

صور اسرافیل گر نہ پیدا شد اندر دہر
عالم شد زیر و زبر آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: اگر حضرت اسرافیل علیہ السلام اور ان کا صور دنیا میں پیدا نہ کیا ہوتا تو یہ دنیا تہ و بالا ہو جاتی۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

گر تو بدانی اے جواں چوں ایں وعدیست در قرآں
ناگہہ شود بر تو رواں آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: اے جوان! اگر تو یہ جانتا ہے اور جس طرح کہ یہ قرآن میں وعدہ ہے، اچانک تو روح اور جان کے ساتھ زندہ ہو جائے گا اور چل دے گا۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

زنجیر آتش در گلو گرز سر سر بسو
آں وقت گردی زرد رو آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: آگ کی زنجیریں تیرے گلے میں ہوں گی، تیرا چلنا دشوار ہو جائے گا۔ اس وقت تو شرمندہ اور ہراساں ہوگا۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

چوں ہول گردد مرسلہ خیزو زخلق آں غلغلہ
در دہن افتد زلزلہ آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: جب ہول آئے گا خلق کے اندر شور وغوغا مچ جائے گا۔ زبانوں کے اندر ایک زلزلہ سا پڑ جائے گا۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

نام بدی جوئے بشنوئی نزدیک حق موذی شوی
در چاہ زنداں بس روئے آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: جب تو برائی کا نام سنے تو پھر حق کے نزدیک موذی ہو جائے اس کے بعد تو تیرے لئے قید کا کنواں ہی مقدر ہے۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

نفسی نفسی بر زباں گویند ہمہ پیغمبراں
پس تو دریں اندر کساں آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: اپنی ذات کی خودغرضی زبان پر ہوگی۔ سب پیغمبروں کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ اس وقت تو کس حساب میں ہوگا۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

چوں تو کنی در پل گذر نظر کنی اندر سقر
ناگہہ بیفتی اے پسر آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: جب تو پل صراط پر سے گذرے گا تو جہنم کے اندر نگاہ پڑے گی تو پھر تو اچانک اس میں گر جائے گا۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

گر دست جانب پشت تو گردد بروں از عدل او
بد ہند ترا نامہ تو آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: جب تیرے ہاتھ پشت کی جانب ہوں گے اور تو انصاف کے لئے آسمان کی

طرف دیکھے گا۔ تیرا اعمال نامہ تجھے بتایا جائے گا۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

راجا یقیں اندر زمیں گو غافلست از کار دین
سوزند و را ناگہہ ازیں آنگہہ بگو احوال خود

ترجمہ: اے راجا! تو نے دنیا میں خوب دل لگایا لیکن تو دین کے کاموں میں غافل رہا اور جہنم کی آگ کو تو خود سے بہت دور سمجھتا رہا لیکن اس آگ میں آگے پیچھے جلتا رہے گا۔ اس کا احوال تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

غزل نمبر 32

آں یار کجا یار کہ با یار نباشد
در بند سر زلف گرفتار نباشد

ترجمہ: وہ یار یار ہی کیا جو یار کے ساتھ نہ ہو اور جو یار کے زلف کے قید میں گرفتار نہ رہا ہو۔

تحقیق چنیں گشت کہ برباد گذشتہ
آں عمر کہ مصروف بدلدار نباشد

ترجمہ: تحقیق کہ میرا جس قدر وقت گذرا وہ سب برباد گیا وہ عمر جو دلدار کے بغیر گذری اکارت گئی کیونکہ وہ دلدار کے ساتھ نہ گذری۔

عشاق کند سجدہ بہ رخسار دلآرام
آں سجدہ کجا شد کہ بہ رخسار نباشد

ترجمہ: عاشق دلبر کے رخسار کے آگے سجدہ کرتے ہیں وہ کیسا سجدہ جو دلبر کے رخسار کے آگے نہ ہوا۔

آں دل کہ بہ دین عشق نمردہ است کہ است
آں کسیت کہ مردہ است بدلدار نباشد

ترجمہ: وہ دل کیسا جو دین عشق میں مر نہ جائے، وہ عقلمند مردہ ہے جس کے پاس دلدار نہ ہو یعنی اپنے دلدار کے ساتھ نہ ہو۔

اے زاہد بے ساز تو در زہد چرائی
ایں زہد چہ زہداست اگر یار نباشد

ترجمہ: اے پرہیز گار! بغیر ساز و سامان کے تیرا زہد کیسا۔ یہ زہد کیا زہد ہے کہ یار ہی ساتھ نہ ہو۔

تا یار چنیں یار کہ معلوم شود زور
آں شخص کہ در عشق جہاں دار نباشد

ترجمہ: وہ یار کیسا یار جو سینے کا درد محسوس نہیں کرتا اور وہ شخص جو دنیا رکھنے والا ہو، وہ نہ ہو۔

آواز ز لاہوت چنیں خواست جبروت
عشق بودست کہ ہوشیار نباشد

ترجمہ: لاہوت سے آواز کو جبروت کے ذریعے سے کوئی کس طرح سے سنے عاشق تو وہی ہوگا کہ جو (اپنے عشق میں) ہوشیار نہ ہو۔

بے شرم بود ماہ و خورشید دریں دہر
چوں پیش دل آرام شرمسار نباشد

ترجمہ: اس زمانے میں تو چاند اور سورج کو بھی بے شرم کہا جائے گا جب دلبر کے سامنے شرمسار نہ ہوا جائے۔

گفتند کسانیکہ مے نایاب چشیدند
آں مرد خمار ست کہ میخوار نباشد

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ کون ہیں کہ جنہوں نے مے نایاب نہیں چکھی۔ وہی مرد خمار ہوتا ہے کہ جو (ظاہری طور پر) مے خواہ نہ ہو۔

خفاش ز خورشید چہ اوصاف بگوید
خفاش شوی خوار چوں ہشیار نباشد

ترجمہ: چمکنے والا عنصر سورج کی کیا صفات بیان کرے گا۔ اگر چمگادڑ اس طرح سے ہوشیار نہ بنتی تو ذلیل و خوار نہ ہوتی۔

بگلزار مرد یار کہ بے یار بود کار
گلزار بلا یار بجز خار نباشد

ترجمہ: گل و گلزار جو صرف مرد مجاہد ہی کی وجہ سے ہے کہ بغیر یار کے تو وہ گلزار کانٹوں سے بھی برا ہو جاتا ہے۔ یار کے بغیر گلزار کانٹوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

شطار کہ بادشاہ چوں شطرنج بہ بازد
شد را نکند مات گر شطار نباشد

ترجمہ: شطرنج کھیلنے والا بادشاہ جب شطرنج سے باز آیا۔ اگر شطرنج کا کھلاڑی نہیں ہے تو شہہ کو مات نہ دے سکے گا۔

عشاق کہ معشوق بجستت در ایں دار
ایں عشق چہ عشق است اگر یار نباشد

ترجمہ: وہ عاشق کیسا جو اس جہاں میں معشوق کی جستجو نہ رکھے۔
یہ عشق کیسا عشق ہے کہ جس میں یار نہ ہو۔

آں کس کہ در ایں را خرابات گزرند
او در غم تسبیح و دستار نباشد

ترجمہ: وہ شخص جو کہ اس مے خانوں اور شراب خانوں سے گذر جاتا ہے اسے تو پھر تسبیح اور دستار کو بچانے کا کوئی غم نہیں ہوگا۔

اے یار سرمست کہ ماورائی ہوا است
آں مست کجا است کہ خمار نباشد

ترجمہ: وہ دوست سرمست ہے۔ جس کی کوئی خواہش نہیں ہے۔
وہ مست کہاں ہے جس کو خمار نہیں ہے۔

بازار بود آنکہ درد خمر فروشند
بازار بلا خمر کہ بازار نباشد

ترجمہ: یہی تو وہ بازار ہے جہاں خمار کا درد فروخت ہوتا ہے۔
بغیر خمار کے بازار ہو ہی نہیں سکتا۔

راجا کہ بود طالبت صادق در عشق
ویڑہ طلب اینست کہ بہ اغیار نباشد

ترجمہ: اے راجا! اگر اس کے عشق میں تو سچا طالب ہے تو پھر تو عشق ہی عطا کرنے کی طلب کر اور ہاں خاص اور سچی طلب ہی ہے جو غیر سے وابستہ نہ ہو۔

غزل 33

پرسیدہ شد یک شخص را گفت اے چرا پوشیدہ
گفتا کہ بر کردار را بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: کسی شخص سے پوچھا گیا کہ سنا تو کس لیے پوشیدہ ہے۔ اس نے بتایا کہ بدکردار اور عاجز ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ پوشیدہ رہوں۔ بے چار نے کہا کیا کروں۔

گفتا کہ گفتم شیخ دل کن پرسش ز مکان او
شیخانہ شد آں متحمل بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: کہا گیا کہ میں نے شیخ سے کہا کہ دل چاہتا ہے کہ پوچھوں کہ اس کا مکان کیا ہے۔ کہا کہ شیخ اس کا متحمل نہ ہو سکے گا۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گفتا وائے بوالعجب طعنہ مکن تو زیں سبب
گر شیخ باشد بے ادب بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: کہا گیا، افسوس کہ اے شعبدہ باز، مجھے اس وجہ سے طعنہ نہ دے کہ اگر شیخ بے ادب رہے اس کو اسی حال میں رہنے دیا جائے۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گفتا کہ گفتم و شیخ را کاری بکن لائق جزا
ایں شیخ شد در چوں وچرا بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: کہا گیا کہ اے شیخ! ایسے کام کریں جو لائق جزا ہوسکیں۔ اس پر شیخ صاحب حجت و تکرار پر اُتر آئے کہ کیوں اور کس واسطے، بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گفتا کہ گفتم من شیخ را غافل مشو از کار دین
گفتا دانا شنید ایں بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: میں نے شیخ جی سے یہ بات کہی کہ کار دین سے غافل نہ ہو۔ کہا گیا کہ یہ تو سنی

سنائی بات ہے، بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

مردے تو باشد کور و کر پس اور مرا پوشیدہ گہہ
اے شاہ من تو بے خبر بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: اگر تو وہ شخص ہے جو اندھا اور بہرہ ہے تو اپنی اسی غفلت کو مجھ سے پوشیدہ ہی رکھ۔ اے میرے بادشاہ! بے چارہ نے کہا، کیا کروں؟

شائستہ گر مے خانہ شد گفتی یقین بدنام شد
پس وائے من از بخت من بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: اگر لائق شخص مے خانے جائے گا تو کہا یقیناً بدنام ہوگا۔ بس میں اپنے نصیب پر افسوس ہی کر سکتا ہوں۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گر اہل گفتن اے جوان بیرون شد از بہر نان
صوفی نہ الستی شیطان بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: اے نوجوان! اگر تو لائق کہلوانا چاہتا ہے تو رزق و روٹی کی فکر سے آزاد رہ، صوفی بن جا نہ الست سے شیطان۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گویند ہر یک بزرگان گر کاروی نشود رواں
بیروں مکن گفتن از آں بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: ہر ایک بزرگ نے یہی کہا ہے کہ اگر وہی کام جاری نہ رہا تو پھر اس سے باہر کچھ اور کہنا نہیں ہے۔ تو اس بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گفتا کہ گفتم جان من تو تازہ کن ایمان من
نہ شنید پند ہزار من بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: کہا گیا کہ میری جان! کہ تو کوئی ایسی بات کر جس سے میرا ایمان تازہ ہو جائے۔ اس نے میری ایک بات نہ سنی۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گفتا کہ گفتم کن بروں از ما سویٰ اللہ اندروں
آتش نہ شد ویرا فزوں بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: کہا گیا کہ اپنے آپ میں سے جو ماسویٰ اللہ ہے، اس کو باہر نکال دے کہیں یہ آ گ زیادہ بڑھ کر ویرانی نہ پھیلا دے۔ بے چارہ نے کہا، کیا کروں؟

ذکر بد کردار شد در وصف بد کردار شد
با یار خود اغیار شد بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: بدکردار کا ذکر کرنے سے بندہ بدکردار ہی ہو جاتا ہے۔ گویا اپنے یار کے ساتھ خود ہی غیر ہو جاتا ہے۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

پوشد جامہ باصفا پس شرم کن از مصطفیٰ
نشنید پس ازایں بے وفا، بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: اگر تو نے پاکیزگی کا لباس زیب تن کیا ہے تو پھر جناب رسول اکرمؐ سے شرم کر اور بے وفائی کا طعنہ نہ سن، بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

فانی شدہ از بے درم ہر سو رود بہر شکم
قانع نہ شد ایں بے شرم بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: اے دوست تو دولت کے بغیر ہی موت سے ہمکنار ہو گیا اور تو پیٹ کی خاطر ہر طرف جاتا رہا۔ اے بے شرم! تو نے قناعت اختیار نہ کی۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گفتا کہ گفتم شیخ رو یار اشکن مشغول شد
ہرگز نہ نشنید تیز رو بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: کہا گیا کہ اے شیخ! تو ہمیشہ دکھوں کے ساتھ مشغول رہ اور ہرگز تیزی کے ساتھ نہ سن، بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

بخشید حق ایں عظمت بکنی و خواری تو چرا
گیرند چوں زمین مر ترا بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: اس عظمت کے حق بخش کر دے نیستی اور رسوائی سے تیرا کیا، یہ زہر پی جا۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گفتا کہ ہستم من زرہ بر نفس خود بس کن صلح
چیزے نہ شد دو ہیچکس بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: کہا کہ میں چیونٹی کے برابر ہوں، میں نے اپنے نفس سے صلح کی۔ دونوں چیزیں کم نہیں ہیں۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

گر اہل گفتن اے درم شہ اے دلا ذی بے شرم
زاں بشیرم بس لا جرم بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: اگر اہل سخن کہیں کہ یہ گوہر ہے اے دل بے شرم! یہ بے شرم بس بے جرم ہے۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

عظمت مرا بخشید حق پوشید مرا با مستحق
پوشد مرا اگر نا مستحق بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: اے حق مجھے بزرگی عطا کر اور مجھے اہل لوگوں کے ساتھ رکھ۔ اگر مجھے نا اہلوں کے ساتھ رکھے۔ تو بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

راجا کہ گفتی پوش بر آتش چرا ویرانہ شد
زیرا کہ ذوکارش بے چارہ گفتن چوں کند

ترجمہ: اے راجا! تو نے کہا کہ اس لباس کو جلا کر کیوں اور کس واسطے ویران کر دیا کہ جو کسی کے کام نہ آ سکا۔ بے چارے نے کہا، کیا کروں؟

غزل 34

ز دوزخ نترسم بخواہم بہشت
کہ تقدیر برمن چوں سابق نبشت

ترجمہ: میں دوزخ سے نہیں ڈرتا، بہشت کا طلبگار ہوں کہ میری تقدیر میں یہ تو پہلے ہی سے لکھا ہوا ہے۔

قلم چوں گذشتہ بترسم چرا
کہ تقدیر رفتہ نہ گردد چرا

ترجمہ: قلم جبکہ پہلے ہی سب کچھ لکھ چکا ہے۔ اس لیے میرے ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ میری تقدیر بدل نہیں سکتی۔

مشیت خدا ہر مشیت پرید
یکے را بریدہ دگر را گزید

ترجمہ: خدا کی مرضی سے ہر خواہش پوری ہو۔ ایک تو کٹ کر رہ جاتا ہے اور دوسرا پسندیدہ ہو جاتا ہے۔

یکے را نور زد کجا برکشد
دگر را گدا زد کجا در رشد

ترجمہ: کوئی ایک تو نور سے فیض یاب ہو جاتا ہے اسے کس واسطے وہاں سے دور رکھا جائے۔ اور دوسرا گدا رہ جاتا ہے اور رشد و ہدایت سے بھی دور رہ جاتا ہے۔

کند داغ لعنت قلم بر جبیں
چہ قدرت کسے را کہ گوہر چنیں

ترجمہ: یہ قسمت کے قلم کا کرشمہ ہے کہ کسی کی پیشانی پر لعنت لکھ دے۔ کسی کی مجال نہیں کہ جو کہے کہ یہ اس طرح سے کیوں ہے؟

ز ابلیس عبرت باید گرفتار
ندیدی کہ فرعون چہ دعویٰ کشید

ترجمہ:۔ابلیس سے عبرت حاصل کرنا چاہیے جس کو گرفت میں لایا گیا اور تو نے کیا وہ نہ دیکھا کہ فرعون نے کیا دعویٰ کیا تھا۔

خودی در خدائی نشاید گرفت
خودی خود اور را کجا در کشید

ترجمہ: اس فرعون نے جس نے خدا ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا، لیکن اس کے اپنے غرور نے بھی اسے کچھ نہ دیا۔

غزل 35

خودی گر نبودی کہ ہامان لعین
بہ دوزخ نہ رفتن گہے آں یقین

ترجمہ: اگر ہامان تکبر اور خودی نہ کرتا تو لعین نہ ہوتا اور وہ اگر یقین کر لیتا تو دوزخ میں نہ جاتا۔ یہ یقین ہے۔

بجز خود پرستی نہ دیدم بدی
تو از خود را کن کہ کفرست خودی

ترجمہ: میں نے خود پرستی سے بڑھ کر کوئی بدی نہیں دیکھی ہے۔ تو اپنے آپ کو بھی بتا دے کہ یہ خودی کفر ہے۔

نظر کن بر بعلم چہ محنت رسید
ز رحمت گذشتہ بہ لعنت رسید

ترجمہ: بلعم باعور اور اس کے رنج اور دکھ کو دیکھ کر وہ کس طرح اس میں مبتلا رہا۔ وہ رحمت سے محروم ہو کر لعنت کو پانے والا ہو گیا۔

ز قطمیر کسوت سگے بر کشید
بیار و بلعم درآں در کشید

ترجمہ: جس طرح کوئی حقیر پوشاک کتے سے کھینچی جائے۔ بس بلعم باعور بھی اسی طرح سے ہو گیا تھا۔

نیاید کہ کردی مخالف خدا
بدوزخ فرستہ کہ بیا بے جزا

ترجمہ: تو نے خدا کی مخالفت نہ کی ہوتی تو اس طرح سے تو دوزخ میں نہ جاتا یا تجھے دوزخ کی سزا نہ ملتی۔

اگر راہ راست خواہی برو راہ راست
بجز راست رفت در ایں راہ راست

ترجمہ: اگر تو حق کا خواہشمند ہے تو ادھر تو راہ راست ہی جاتی ہے۔ اگر کسی کے پاس حق اور سچائی نہیں تو راہ راست بھی نہیں۔

اگر لکیرے موئے ماند خلاف
حذر کن زمروے تلفست لاف

ترجمہ: اگر راہ راست سے بال برابر بھی خلاف ہوا تو درست نہیں لہٰذا اس صورتحال سے پرہیز کرو اور بچو کہ اس میں تو تباہی اور بربادی ہے۔

بہ جزا مہر باری ول خود بشو
کہ راجا تو ہر حال راہ راست رو

ترجمہ: اے راجا! اپنے دل کو باری تعالیٰ کی مہربانی کی امید پر لگائے رکھو تا کہ تم ہر حال میں راہ راست پر قائم رہو۔

غزل 36

بے محمدؐ در حق بار نیست
بے روا از کبریا دیدار نیست

ترجمہ: بارگاہ حق میں محمدؐ کے سوا حقیقی بزرگ کوئی دوسرا نہیں ہے۔ کبریا کے دیدار کے بغیر کوئی اور دیدار روا نہیں ہے۔

در دو عالم بے تمثل صورتے
اے پدر دیدار آں دیدار نیست

ترجمہ: اے بابا! دونوں جہان میں اس بے مثال صورت کے دیدار کے سوا کوئی دیدار نہیں ہے۔

ہر دو عالم جز تمثل نیست نیست
مطلع جز صاحب اسرار نیست

ترجمہ: دونوں جہاں میں اس کی مثال نہیں ہے وہ بے مثل ہے لیکن اس کا اظہار تو صرف صاحب اسرار پر ہی ہوتا ہے یعنی وہ جو صاحب اسرار نہیں وہ اسے نہیں جان سکتا۔

اے محقق ذات حق باصفات
بے تجلی ہیچ کہ اظہار نیست

ترجمہ: تحقیق کرنے والا اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ وہ ذات حق باصفات ہے۔ اس کی تجلی کے سوا کوئی بھی ظہور نہیں ہو سکتا۔

ہر چہ بینی جز خدا ہر گز مبیں
وہم غیری زانکہ جز پندار نیست

ترجمہ: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھا ظاہر دیکھا۔ غیر کا وہم بیکار ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی دوسرا خیال کرنا بیکار ہے۔

جز جمال دوست دیدن شد حرام
نزد بینا کار غیر ایں کار نیست

ترجمہ: دوست کے حسن کے سوا دوسری چیز کا دیکھنا حرام ہے۔ دیکھنے والے کے سامنے غیر کو دیکھنا ہرگز روا نہیں ہے۔

غرق باشد در جمال دوست دوست
عاشق سرمست را گفتار نیست

ترجمہ: اے دوست! تو دوست کے حسن میں غرض ہو جاتا ہے عاشق سرمست کی اس ذیل میں کیا شان ہوتی ہے، اس کے کیا کہنے!

ایں شراب عاشقاں را ہر کہ خورد
مست آمد دائما ہوشیار نیست

ترجمہ: عاشقوں والی یہ شراب ہر ایک نے نوش کی ہے۔ اسی لئے ہر وقت مست رہتے ہیں۔ اور ہوشیار نہیں رہتے۔

در لقائے یار باشد بار یار
ورنہ ہر کس اے جواں اور یار نیست

ترجمہ: دوست تو دوست کے لقا کی نعمت سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو اے جوان! وہ یار نہیں ہے۔

زندہ نتواں گفت او را در جہاں
ہر کہ دربار جاناں بار نیست

ترجمہ: اس کو اس جہاں میں زندہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کہ جس کو بارگاہ محبوب میں رسائی حاصل نہیں ہے۔

علم مطلع در دو عالم نکتہ است
عارفاں را کار باضروار نیست

ترجمہ: دونوں جہاں کا علم ایک نکتہ میں واضح ہے۔ کہ عارفوں کا کام سختی اور تکلیف

نہیں ہے۔

روئے تو راجا گفت خود را بدہ کن
عرفاں را ہیچ دل بیدار نیست

ترجمہ: اے راجا! تو اپنی صورت کو، اپنے آپ سے کہہ دے کہ یہ دینے کے لیے ہی ہے۔ عارفوں کا دل بیدار ہوتا ہے۔ اسے کمزور اور ادنیٰ نہ سمجھو۔

غزل 37

سلطان ہمت مرد باید تا شود ہمراہ ما
کوتاہ ہمت سر بکوید کے رسد درگاہ ما

ترجمہ: بادشاہ با ہمت مرد چاہیے تاکہ وہ ہمارے ساتھ زندگی کا رفیق سفر ہو سکے۔ لیکن وہ جو کہ بے ہمت اور زخمی سر والا ہے وہ ہماری درگاہ تک کیسے پہنچے گا۔

آب دریا عیں دریا، عین دریا عین آب
قطرہ مسکین گرچہ اینست عین دریا عین آب

ترجمہ: دریا کا پانی عین دریا ہے اور ظاہر دریا ظاہر پانی ہے۔ ایک بے چارہ ذرہ تو مسکین ہی ہے وہ عین دریا اور عین پانی ہی ہوتا ہے۔

یا مراد من بر آید یا بگردم من ہلاک
یا بینم روئے جاناں یا بگردم زیر خاک

ترجمہ: یا میری مراد پوری ہو جائے یا مجھے ہلاک ہی کر دیا جائے یا میں محبوب کی صورت دیکھوں یا پھر میں مٹی میں دفن کر دیا جاؤں۔

چند گویم تو گمرہ خویش را در رہ کن
خوش بدرد کوئے جاناں جان خود را شاہ کن

ترجمہ: میں تمہیں کب تک کہتا رہوں گا کہ تو اپنے آپ کو گمراہ کر رہا ہے وہ کہ جو کوچہ جاناں میں پڑا ہوا ہے وہ تو اپنے آپ کو بادشاہ کر لیتا ہے۔

ملک تمثل فقر را چوں من بجوئیم بردوام
پائے خود را کند گردان دوست را کوتاہ کن

ترجمہ: ملک فقر کی طرح میں بھی تو وہی سدا چاہتا ہوں اس لئے اپنے پیروں کو گردش میں رکھ اور دوست کی جانب سفر کو مختصر کر۔

نظر از غیر ما بگزار گر ما را ہوا داری
جمال خویش نیابم اگر ما را رضاداری

ترجمہ: اگر میری خواہش رکھتا ہے تو جو میرا غیر ہے اس سے اپنی نظر کو ہٹا لے۔ اس طرح اگر ہماری رضا چاہتا ہے تو اپنے آپ کے حسن و جمال سے بھی بے نیاز ہو جا اور اسے ہرگز طلب نہ کر۔

بچشم من فریبم عظیم من اینم من
من قبلہ توی باشم تو ماہ سیماداری

ترجمہ: میں اپنی ہی آنکھوں کو بہت بڑا دھوکا دے رہا ہوں کہ میں تو میں ہی ہوں۔ میرا قبلہ تو تو ہی ہے کہ تو ہی تو میرا خوبصورت چاند ہے۔

اگر جوئے حق را دائما ہر زمان در خود
چوں راجا جان فدائی کن اگر مارا فرو داری

ترجمہ: ہر زمانے میں اپنے لئے ہمیشہ کے لئے اگر حق کی تلاش چاہتا ہے اگر تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو ''راجا'' کی طرح اپنی جان قربان کر دے۔

غزل 38

نوری کہ لطیف است کہ در فہم نہاں است
آں نور ز بر وصف دریں ہر عیاں است

ترجمہ: یہ نور کی مہربانی ہے کہ وہ فہم و ادراک میں پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے اور اسی نور ہی کی وجہ سے اس میں ہر شے ظاہر اور عیاں ہے۔

سر کہ باپردہ نہاں بود بہ لاہوت
آں سر بہر وجہ دریں نسخہ بیان است

ترجمہ: وہ سر کہ جو پردے میں نہاں تھی وہ تو لاہوت میں تھی (یعنی عالم ذات لاہوت میں تھی) اس لئے تو یہ سب اس حقیقت میں بیان کیا گیا ہے۔

آدم کہ صورت او گشت نمودار
اللہ بتحقیق کہ ہمہ خیز دراں است

ترجمہ: انسان جو کہ اسی (خالق) کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ بخدا اس میں اسی کی ذات ہی مستعد اور سرگرم ہے۔

آں کہ در ایں سر رسیدند نہ گفتند
اسرار جہاندار در ایں مورت جاں است

ترجمہ: انسان کا غرور اس سر تک پہنچا ہے نہ اس کے بارے میں کچھ کہا ہے کہ اس صورت میں تو اسی بادشاہ ہی کے اسرار، جان کی صورت میں موجود ہیں۔

معلوم چنیں شد کہ دریں دہر بہ تحقیق
آبی کہ خضر خورد بہر جوئی رواں است

ترجمہ: اسی طور سے بہ تحقیق یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دنیا میں پانی تو جناب خضر علیہ السلام نے پی لیا۔ اسی لیے تو وہ سمندر میں رواں ہیں۔

شور است بہر گوش دگر کان است سرست
با ایں کہ بلا گوش بلا کام زباں است

ترجمہ: ہر کان میں یہ شور اور غلغلہ ہے اور یہ کہ یہ سر جو ہے یہ تو رموز کا معدن ہے۔ اس لئے بغیر زبان بغیر کانوں، بغیر حلق و تالو کے ہے۔

پیدا است دریں دہر بہر مشکل نہاں است
با ایں کہ خالی ہمہ وقت جہاں است

ترجمہ: اس دنیا میں پیدا ہونا مشکلات میں پڑنا ہے کیونکہ یہ جہاں ہر وقت خالی ہی رہتا ہے۔

نزدیک کسانیکے تحقیق رسیدند
در دہر گہے پیر گہے مرد جواں است

ترجمہ: تحقیق لوگوں کے نزدیک یہ بات پہنچی ہے کہ اس جہاں میں کبھی کوئی بوڑھا ہے اور کبھی کوئی جوان ہے۔

نقاش جہاندار منقش جوئبار است
ایں نقش چہ نقش است کہ در دور نشاں است

ترجمہ: اس جہاں کی صورت بنانے والے نے کئی نہروں کو ایک جگہ ملایا ہے۔ یہ کیسی صورت ہے جو ہر طرح کے نام و نشاں سے دور ہے۔

ایں گفت چنیں است دریں پیچ من نیست
لیکن گہہ تماشا گہہ حق جلوہ دوراں است

ترجمہ: یہ گفتار کیسی ہے اس میں مجھے کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی لیکن کبھی تو تماشا (دیدار اور نظارہ) ہے اور کبھی اس میں حق کا نظارہ ہے۔

در دہر ہمہ ذات خداوند تعالیٰ است
جز ذات خداوند ہمہ وہم و گماں است

ترجمہ: اس دنیا میں صرف ذات خداوند تعالیٰ ہی ہے اور اس ذات باری کے سوا جو بھی ہے وہ صرف وہم و گمان ہی ہے۔

اے پیر خبردار در ایں دار خبردار
یکہ نور دریں دار ہمیں عین ہماں است

ترجمہ: اے بزرگ خبردار ہو جا کیونکہ یہ پھانسی ہے۔ ہوشیار ہو جا، اس میں وہی ایک نور ہی ہے، یہی عین ہی تو وہی ہے۔

آن را دریں دہر کر ما نور خدائیم
اماں چہ تواں کرد کہ دل کفر ازاں است

ترجمہ: اس دنیا میں ہم اس خدا کا نور ہیں لیکن کون سی طاقت اور قوت ہے کہ اس سے دل تو کفر ہی ہے۔

ہروے کہ شناسائی جہانی چنیں گفت
آں یار بہر صورت در جملہ جہاں است

ترجمہ: ہر دہ کہ جس کی جہاں سے شناسائی ہوئی اس نے یہی کہا کہ ساری دنیا میں ہر صورت میں وہی یار ہی ہے۔

راجا کہ در ایں دہر ہمیں بود ہماں گفت
چیزے کہ بہشتی نیست کہ از عینی جہاں است

ترجمہ: راجا! اس دنیا میں یہی کچھ تھا جو کہ کہا گیا ہے۔ کوئی بہشت نام کی چیز نہیں ہے کہ جو جہاں میں ظاہر نہیں ہے۔

غزل 39

خدا را فروشی ہوا را خیزی
نہ از آدمی بلکہ ہستی خودی

ترجمہ: خدا کو بھول جانا اور خواہشات کو بڑھانا۔ اس میں آدمیت نہیں ہے بلکہ یہ تو گویا خودی اور تکبر ہے۔

چہ سودا بود ایں کہ سرمایہ عمر
کہ ایں گمرہ خود را بدوزخ بری

ترجمہ: اے انسان! تیرے سرمایہ عمر میں کیا سودا ہوگا کہ یہی کہ جو تیرے قبضہ میں ہے وہی تجھے دوزخ سے آزاد کر سکے گا۔

چوں ظالم کسے را کہ دیدہ شود
ز تیغ جدائی بریدہ شود

ترجمہ: جب کسی کو ظالم دکھائی دے تو ضروری ہے کہ اس کو تلوار سے کاٹ دیا جائے۔

شراب عشق نوش کن اگر مارا تو مے خواہی
بنور من جنوں شوا گر با ماصفا داری

ترجمہ: اگر تو ہماری خواہش رکھتا ہے تو پھر شراب (حق) کا جام پی لے اور میرے نور کے جنون میں سرشار ہو جا۔ اگر تو دولت صدق وصفا کا طلبگار ہے۔

مشو خود بین حبیب من گر مارا بخود بروی
بسوئے من توجہ کنم اگر با ما رضاداری

ترجمہ: دوست کی پگڑی خود دیکھ اگر میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے۔ اگر تو میری رضا داری چاہتا ہے تو میری ملامت پر توجہ نہ کر۔

منم بے چارہ من دیدم کنا ہاں را بیام زد
حبیبا کن دوائے من اگر با ما شفا داری

ترجمہ: میں نے کبھی آنے والے کو دیکھا تھا۔ اے دوست! اگر میری شفا چاہتا ہے تو میرا علاج کر۔

شود دوائے عزیز من بیا نزدیک مابنشین
چرا بیگانہ می گردی نشاں آشنا داری

ترجمہ: میرے لئے یہی دوا ہو جائے گی اے میرے محبوب میرے قریب آ جا اور میرے نزدیک آ کر بیٹھ۔ تو بیگانہ کس لئے بنتا ہے تیرا وصف تو دوستی اور شناسائی ہے۔

نشانی آشناسائی را تو ماسوای اللہ کن
چو طلب خوش بماباشد شاہد دائما داری

ترجمہ: تو شناسائی کی علامت اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری نہ جان۔ اگر تو یہ طلب رکھتا ہے تو میرے ساتھ گواہی میں ہمیشہ ساتھ رہ۔

نظر از غیر ما بگذار اگر مارا ہوا داری
جمال خویش بنا یم اگر مارا رضا داری

ترجمہ: اگر میری ہوا چاہتا ہے تو خود کو غیر کی نظروں سے بچا۔ اگر میری رضا چاہتا ہے تو حسن صرف اسی کے لئے رکھ۔

بچشم من فریبم عظیم منن اینم من
من قبلہ توی با شم تو مایہ داری

ترجمہ: میری آنکھوں نے دھوکہ کھایا، میں وہ عظیم ہوں، میں نے تجھ کو قبلہ بنایا تو نے دنیا کاری چاہی۔

اگر جوئی حق را دائما پر زماں در خود
چوں راجا جان فدائی کن اگر مارا فرد داری

ترجمہ: اگر اس جہاں سے، اپنے لئے ہمیشہ کے لئے حق کی تلاش چاہتا ہے اور اگر تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو اے راجا! اپنی جان کو فدا کر دے۔

غزل 40

من در گروہ قلندر نامم بگو قلندر
دائم نہ ہیچ مسجد مندر وجود اندر

ترجمہ: اے لوگو! میں قلندراں کے گروہ میں سے ہوں، مجھے قلندر ہی کے نام سے پکارو، میں کسی مسجد اور مندر کو برا نہیں سمجھتا کہ یہ تو میرے اندر ہی ہیں۔

منم از نور حقم افتم وجود آدم
دیدم جمال آذر توحید گفت تن در

ترجمہ: میں حق کا نور ہوں اور وجود آدم میں آیا ہوں اور میں نے آذر کا جمال دیکھا ہے۔ اور ڈنکے کی چوٹ پر توحید کا اعلان کیا ہے۔

من در شکم مادر کدم وجود چادر
دیدم جمال آذر توحید گفت تندر

ترجمہ: میں نے جب مادر شکم میں چادر وجود کو پھیلایا تو میں نے آذر کا جمال دیکھا اور اس وقت بھی توحید ہی کا اعلان کیا۔

وایں خیال خام است گفتند ترا چہ نام است
گفتم مثال عام است عالم خطائے اندر

ترجمہ: اور یہ خام خیال ہے کہ تجھ سے کہا گیا کہ کیا نام ہے! میں نے کہا کہ اس کی مثال عام ہے دنیا میں اس طرح کی غلطی ہوتی رہتی ہے۔

در ایں جہاں فانی فرمودہ لن ترانی
سر در نبی نورانی صلواۃ بر پیغمبر

ترجمہ: اس جہان میں فانی کہا کہ یہ تو صرف ایک خودستائی ہے۔ ہر سر اسی نبی نورانی کو حاصل ہے۔ ان پر صلواۃ اور درود وسلام ہو۔

قلندر چہ گفت گوہر داند خیال جوہر
بیوہ کند چو شوہر ہر مفتی مقال منتر

ترجمہ: قلندر نے جو کہا اس کو وہ موتی جانتا ہے اور اس کے خیال کو جوہر سمجھتا ہے شوہر بیوی کو جس طرح بیوہ کرتا ہے۔ مفتی تو اس پر منتر پڑھتا ہے۔

غزل 41

گر بہ فاقہ جاں بر آید از نفس
چوں مگس دست مزن برنان ماکس

ترجمہ: اگر فاقے کی وجہ سے جان نفس میں سے باہر جاتی ہے۔ تو مکھی کی طرح ہماری روٹی پر ہاتھ نہ مار۔

دین و دنیا ہر دو کہ آید بدست
ایں فضولی ہا مکن اے خود پرست

ترجمہ: دونوں دین و دنیا میرے ہاتھ آئیں یہ سراسر بے کار اور فضول ہیں ان کے لیے اے متکبر اپنی جان کو ہلکان نہ کر۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں
ایں خیال نو محال است و جنوں

ترجمہ: ہم خدا کے طلبگار ہیں اور دنیا کو حقیر جانتے ہیں اور یہ خیال آپ کے لیے مشکل اور دیوانگی کا ہے۔

پیر گشتی صد ہوس داری بہ دل
چوں خر ابلہ فرومانی بہ گل

ترجمہ پیر ہو کر گھومتا پھرتا ہو اور دل میں سو طرح کی ہوس رکھتا ہو، وہ تو اس احمق گدھے کی طرح ہے جو مٹی کے بوجھ تلے عاجز آ گیا ہو۔

بہر دین از دل پختہ کند دنیا علی
آں علی شد والی ملک نبی

ترجمہ: دنیا میں دین کو ہر دل میں حضرت علی علیہ السلام پختہ کرتے ہیں۔ وہ علیؑ کہ جو ملک نبیؐ کے والی ہوئے ہیں۔

زال دنیا را چناں زدپشت پا
تا نہ آید در نکاح اولیاء

ترجمہ: دنیا کی حیثیت عورت کی ہے، اسی لیے اسے ٹھوکر مارنا چاہیے۔ جب تک یہ اولیاء کے نکاح میں نہیں آ جاتی۔

بہر دنیا آں یزید ناخلف
دین خود بہر دنیا کردہ تلف

ترجمہ: اس دنیا کی خاطر اس یزید ناخلف نے دین کو دنیا کے لئے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

غزل 42

مرحبا اے بلبل باغ دکن
مرحبا اے بلبل شیریں سخن

ترجمہ: اے باغ دکن کی بلبل مرحبا۔اے بلبل شیریں سخن مرحبا۔

مرحبا اے ہدہد فرخندہ فال
مرحبا اے ہدہد شیریں مقال

ترجمہ: تجھ پر لاکھ تحسین وتبریک اے ہدہد عمدہ کلام کرنے والے۔

مرحبا اے قاصد طیارہ ما
می دہی ہر دم خبر از یار ما

ترجمہ: مرحبا اے میرے قاصد تیز اڑنے والے پیامی۔آپ نے تو مجھے میرے یار کی ہمیشہ خبر دی۔

درہ دم ہفت آسماں راطے کنی
مرکب حرص و ہوا را پے کنی

ترجمہ: اے میرے پیامبر! تو ساتوں آسمانوں کی گھاٹی کو بآسانی طے کرتا ہے اور حرص وہوا کے گھوڑوں کو بہت پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

زہد و تقویٰ چیست اے مرد فقیر
لا طمع بودن ز سلطان و امیر

ترجمہ: اے فقیر! زہد وتقویٰ پر قائم رہ کسی سلطان اور حاکم سے کسی طرح کا کوئی لالچ اور طمع نہ رکھ۔

بر در سلطان مرد درویش مبیں
گنج قارون گر دہد سویش مبیں

ترجمہ: اے مرد درویش! تو بادشاہ کے دروازے پر نظر نہ رکھ۔اور اگر وہ تجھے قارون کا خزانہ بھی دیتا ہے تو اسے خاطر میں نہ لا۔

زال دنیا چوں در آمد در نگاہ
کرد بر خود خون آں سید مباح

ترجمہ: اگر یہ قدیم دنیا تجھے دکھائی دے جائے تو اس وقت تو اس کا خون کرنا اپنے آپ پر جائز اور حلال قرار دے دینا۔

غزل 43

شدم زین غم ہمی در ہم کہ ہی چہ مشکلہا
نہ رہ بیند نہ منزل ہم کہ ہی در ہی چہ مشکلہا

ترجمہ: میں اس غم سے بے حال ہو گیا ہوں کہ اس میں مشکل در مشکل ہے۔ اس سفر کا نہ کوئی راستہ اور نہ کوئی منزل ہے۔ بس مشکلات ہی مشکلات ہیں۔

اگر بختم مدد گری کندا ندم سرفرازم
ازیں زندان ز ماندم کہ ہی در ہی مشکلہا

ترجمہ: اگر میری قسمت یاوری کرے تو میں واقعی کامیاب و سرفراز ہوں۔ اگر کوئی اس قید خانے سے مجھے رہائی دلائے تو بہت بہتر ہے کیونکہ یہاں مشکلات ہی مشکلات ہیں۔

زدوری وطن می کشتم چو مرغی نیم بسم اللہ
چو در جان کندنم ہر دم کہ ہی در ہی چہ مشکلہا

ترجمہ: میں نیم جان کی طرح وطن سے دوری کی صعوبتیں برداشت کر رہا ہوں۔ ہر لمحہ جان کنی کی مشکل سے دوچار ہوتا ہوں۔ یہاں مشکلات ہی مشکلات ہیں۔

چو مرغی لا مکان باشم چرا اندر قفس بندم
رہا بخشیی خداوندم کہ ہی در ہی چہ مشکلہا

ترجمہ: میں لامکان کا ایک پرندہ ہوں قفس میں کیوں کر قید رہ سکتا ہوں۔ اے میرے اللہ! مجھے اس سے نجات دے یہاں مشکلات ہی مشکلات ہیں۔

بیا عثمان چہ در ماندی رہا کن ہر دو عالم را
کہ تا بادوست پیوندم کہ ہی در ہی چہ مشکلہا

ترجمہ: عثمان! آؤ، کیوں پریشان ہو۔ تم دو جہانوں کو ترک کر دو تا کہ دوست کا وصال نصیب ہو۔ یہاں مشکلات ہی مشکلات ہیں۔

غزل 44

چہ بندی دل دریں نابود آخر
کہ نتوانی درو آسود آخر

ترجمہ: اس فانی دنیا سے دل نہ لگاؤ کیونکہ اس سے نہ منزل حاصل ہوگی اور نہ ہی آرام وسکون ملے گا۔

بجز داد و ستدکاری ندارد
وہد لیکن ستاند زود آخر

ترجمہ: یہ دنیا تو ایک لین دین یعنی کاروباری معاملہ ہے اور یہ جو کچھ دیتی ہے آخر جلد ہی چھین لیتی ہے۔

نہ بند دل بدنیا مرد عاشق
برانکو بست شد مردود آخر

ترجمہ: ایک سچا عاشق اس فانی دنیا سے دل نہیں لگاتا جس نے ایسا کیا وہ آخر ناکام و نامراد ہوا ہے۔

کہ دنیا جائے خط کافرست
نہ جائے دوستاں معبود آخر

ترجمہ: یہ دنیا کافروں کا ٹھکانہ ہے۔ معبود حق کے پرستاروں کے لئے اس میں کوئی رغبت نہیں ہے۔

اگر دنیا تمامی گنج دارد
بود آں گنج زہر آلودہ آخر

ترجمہ: اگر یہ فانی دنیا سراسر خزانے میں بدل جائے تو بھی آخر کار یہ خزانہ زہر آلود ہو جائے گا۔

اگر مروئی خدائی دل چہ بندی
بناشی زین بلا خشنود آخر

ترجمہ: اگر تو مرد حق ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو پھر دنیا سے یہ لگاؤ کیسا ہے۔ اس مشکلات اور مصائب بھری جگہ سے کبھی خوشحالی و سرور حاصل نہ کر سکو گے۔

خدا کن جان و تن و ز راہ جاناں
اگر خواہی رہائی زود آخر

ترجمہ: محبوب کی خاطر تو اپنا دل و جان قربان کر دے تا کہ کامیابی کا جلد حصول ممکن ہو سکے۔

بناشی زین جہاں بے غم زمانے
نگہ کن جملہ را بر بود آخر

ترجمہ: اس پر آشوب دنیا میں فراغت کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں آئے گا۔ غور کرو کہ یہ دنیا انسان سے اس کا تمام سرمایہ چھین لیتی ہے۔

بیا عثمان بدر کن دل ز عالم
اگر خواہی ز حق بہبود آخر

ترجمہ: اے عثمان! آؤ اور دل سے دنیا کی محبت کو نکال دو اگر تم دنیا سے خیر و فلاح کی توقع رکھتے ہو۔

غزل 45

براہ عاشقی غم یار باید
صنوبر نور حق معشوق شاید

ترجمہ: عشق کی راہ پر غم واندوہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ نورحق کے صنوبر کے لئے معشوق کا ہونا لازمی ہے۔

بیاید توشہ دین راہ زاری
ز دردت گریۂ بسیار باید

ترجمہ: اس دشواریوں بھرے سفر کے لئے زادراہ کا ہونا لازمی ہے اور اس درد و رنج پر بہت زیادہ گریہ زاری ضروری ہے۔

توکل بر خدا باید بہرحال
بلا اندر قضا بر دار باید

ترجمہ: ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔ اور تختہ دار کی صعوبتیں برداشت کرنی چائیں۔

سحر خیزی و عجز و نالۂ زار
اگر تسلیم جاں درکار باید

ترجمہ: سحر خیزی اور عجز وانکساری و نالۂ فریاد بہت قیمتی اثاثہ ہیں اس کے لئے جان کی قربانی دینا بہت ضروری ہے۔

بنہ عثمان سر اندر راہ دلدار
گرت جاوید وصل یار باید

ترجمہ: اے عثمان! دوست کی چوکھٹ پر سر رکھ دے۔ اس طرح وصال جاوداں حاصل ہوگا۔

غزل 46

بر راه عاشقی غم یار باید

ارخش زرد وتلش بیمار باید

ترجمہ: راہ عشق میں غم یار میں غمگین ہونا لازمی ہے۔ چہرہ زرد اور بدن لاغر ہونا چاہیے۔

نیاید فکر دیگر ہیچ گاہی

بلاؤ محنتش دشوار باید

ترجمہ: راہ حقیقت پر چلنے والوں کو محبوب کے علاوہ کوئی سوچ اور پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ عشق کی وادی مشکلات اور دشواریوں سے بھری ہوئی ہے۔

بخواری و بجہت انس گیرد

ماہ یالۂ ہر دم زار باید

ترجمہ: عشق کی راہ میں عاشق کو ذلت و رسوائی و مشکلات سے لگاؤ ہو جاتا ہے۔ اس راہ کے مسافروں کو عاجز و بیچارہ ہونا چاہیے۔

ز لذت جہاں آزاد گردد

ہمیشہ دیدہ اش خونبار باید

ترجمہ: بس دنیا کی لذتوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے آنکھوں سے خونیں عشق جاری رکھنا لازمی ہے۔

تنش بیمار باشد در غم و درد

دلش از تیغ عشق انکار باید

ترجمہ: عشق کے اس دکھ و درد سے تیرا بدن بیمار ہونا چاہیے اور دل کو عشق کے کانٹوں سے زخمی ہونا چاہیے۔

بیا عثمان اگر وصلش بخواہی

ترا اول قدم بر دار باید

ترجمہ: اے عثمان! اگر تو وصال کا خواہاں ہے تو اس کے لئے تم کو تختۂ دار کی طرف قدم بڑھانا ہوگا۔

غزل 47

گر خدارا دوست داری خاموشی باید گزید
باہزاراں سوز و زاری خاموشی باید گزید

ترجمہ: اگر حق کے سچے عاشق ہوتو خاموشی اختیار کرو۔ اس راہ میں رنج وغم کو برداشت کرنے کے بعد خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

چہ زبان بندی دلت خندہ و بصد فرخند کی
ہم چو گلہائے بہاری خاموشی باید گزید

ترجمہ: زبان بندی سے دل بہت خوش اور مسرور رہتا ہے۔ بس بہار کے پھول کی مانند خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

خاموشی من وجودت را کند ز رہو بے خلاف
واز و عالم سر بر آری خاموشی باید گزید

ترجمہ: خاموشی تیرے کانسی کے بدن کو سونے میں تبدیل کر دیتی ہے اور دونوں جہانوں میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرتی ہے اس لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

باش دائم در حضور دوست خود را دم بدم
جملگی با حق سپارے خاموشی باید گزید

ترجمہ: اپنے آپ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش رکھو۔ اپنے تمام کام اسی کے سپرد کر دو اس لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

در زمین دل نشاں باغ محبت را بکن
نر آب دید کشتکاری خاموشی باید گزید

ترجمہ: محبت کے درخت کو دنیا کے بجائے دل کی سر زمین پر کاشت کرو اور آنکھوں کے آنسوؤں سے اس کی آبیاری کرو اس لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

گفت کو باد خزانست ہر بہاری قلب را

نیست دروی رستگاری خاموشی باید گزید

ترجمہ: اس سے کہہ دو کہ دل کی سرزمین پر بہار کی بجائے خزاں کا موسم ہے۔ نجات کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے ہیں۔ اس لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

دم بدم می باش جاناں پاسبان باغ دل
یک زماں غفلت نیاری خاموشی باید گزید

ترجمہ: اے دوست! میرے دل کے باغ کا پاسباں بن جا اور ایک لمحہ بھی اس کی نگہبانی میں غفلت کا مظاہرہ نہ کرنا۔ اس لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

گر ز باغ خاموشی خواہی خوری بر دائما
آب اشک از دیدہ جاری خاموشی باید گزید

ترجمہ: اگر خاموشی کے باغ سے ہمیشہ پھل حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کی اشکوں سے آبیاری کرو۔ اس لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

در طلبگاری وصلش بندۂ عثمان ہمی
می کند شب و روز زاری خاموشی باید گزید

ترجمہ: یار کے وصال کے لئے عثمان رات دن گریہ و زاری میں مصروف ہے مگر اس کے لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

غزل 48

بیا اے جان کمر مردانہ بر بند
بجان و دل یکے بادوست پیوند

ترجمہ: اے دل! اس حقیقت کے راستے پر مردانہ وار مصائب پر قابو و غلبہ کے بعد دوست کا دل و جان سے وفادار بن جا۔

فدا کن جان خود را در راہ جاناں
بیاد حق و ما دم باش خورسند

ترجمہ: دوست کی خوشنودی کے لئے اپنی جان کو فدا کر دو۔ حق کی راہ میں اس قربانی کے بعد دائمی خوشیوں سے ہمکنار ہو جاؤ گے۔

بیا در باز جاں در عشق بازی
ہمینت کار مرداں خداوند

ترجمہ: آؤ اس عشق کی بازی میں جان سے ہاتھ دھولو کہ یہ عمل اس راستے پر چلنے والوں کا شیوہ ہے۔

تو فرصت را ہمیں خوشدان غنیمت
بجان و دل شتابی سوئے دلبند

ترجمہ: اس دنیاوی فرصت کو غنیمت سمجھو اور دل و جان سے محبوب سے وصال کی راہ پر گامزن ہو جاؤ۔

بجز حق کسیت تاں کامت رساند
یقین میدان خلاصی ز دست از بند

ترجمہ: حق کے سوا کون ہے جو تمہیں منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ اس قید خانے سے یقین کی دولت سے ہی نجات حاصل کر سکو گے۔

چو کردی در رہ دلدار فانی
شوی باقی ہمیشہ باخداوند

ترجمہ: اگر تم حق کی راہ میں خود کو فنا کرو گے تو پھر ہی حیات جاوداں کے مستحق بنو گے۔

بیا عثمان بدر کن دل ز عالم
اگر خواہی کنی بادست پیوند

ترجمہ: اے عثمان! دنیاوی محبت کو اپنے دل سے نکال دے تا کہ تمہیں محبوب حقیقی کا وصال حاصل ہو سکے۔

غزل 49

گر دوست دار حقی دائم بشوق او باش
در محنت و فراغت قائم بشوق او باش

ترجمہ: اگر تو حق کا عاشق ہے تو ہمیشہ اس کا طلبگار رہ۔ غم اور خوشحالی ہر حال میں اس کا وفادار رہ۔

از درد دور بیقراری واز نالہائے زاری
خود را برون نیاری دائم بشوق او باش

ترجمہ: عشق کی مشکلات اور دوست کے فراق اور نالہ و فریاد سے پریشان نہ ہو بلکہ ہمیشہ اس کی قربت کا متلاشی رہ۔

از درد و از محنت گردد نزول رحمت
یابی عطائے قربت دائم بشوق او باش

ترجمہ: دکھ و درد کے بعد ہی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ بس ہمیشہ اسے یار رکھ۔

بہر ز عجز زاری تحفہ دیگر نداری
در بارگاہ باری دائم بشوق او باش

ترجمہ: محبوب کے لئے عجز و زاری سے بہتر کوئی ہدیہ نہیں ہے۔ بس محبوب کے وصال کے لئے اپنے ذوق و شوق کو ہمیشہ قائم و دائم رکھ۔

گر قدر عجز زاری دانی بزرگواری
بل مرد شہسواری دائم بشوق او باش

ترجمہ: اگر تو نے عجز و زاری کی اہمیت کو جان لیا تو واقعی عظیم مرد ہے بلکہ حق کی راہ کا شہسوار ہے۔ بس اپنے جوش و خروش کو قائم رکھ۔

محبوب حق بکردی شب و روز گر بدوری
و اندر زمانہ فردی دائم بشوق او باش

ترجمہ: اگر تو نے محبوب کے لئے اپنے شب و روز وقف کر دیئے ہیں تو کل تو یقیناً

کامیاب و کامران ہوگا۔ بس اپنے شوق و ولولہ کو زندہ رکھ۔

شبہا بزاری آور با عجز نالہ می بر
و زما سوائے بگذر دائم بشوق اور باش

ترجمہ: اگر تو نے اپنے شبستانوں کو آہ و زاری سے مزین کر لیا ہے تو یہ سب سے اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے ترک تعلق کر لے اور اپنے جوش و خروش کو اجاگر رکھ۔

گر نیست از محنت گردی بدیں از فکرت
جاوید گشت عمرت دائم بشوق او باش

ترجمہ: اگر تو نے راہ عشق کی دشواریوں کو برداشت کر لیا تو حیات جاوداں حاصل کرے گا۔ بس اپنے جوش و خروش کو قائم رکھ۔

گر وقت صبح خیزی در دید و اشک ریزی
در ملک جاں عزیزی دائم بشوق او باش

ترجمہ: اگر تو صبح سویرے اپنے گناہوں پر نادم ہو کر گریہ و زاری کرے گا تو محبوب کی درگاہ پر بہت پسندیدہ تصور ہوگا۔ بس اپنے شوق و ذوق کو بڑھاتا رہ۔

دیوان وار عثمان پیوسہ زار نالاں
با عجز سوز افغاں دائم بشوق اور باش

ترجمہ: اے عثمان! محبوب کے قرب کے لئے عجز و انکساری سے فریاد کر اور اپنے اس شوق کو قائم رکھ۔

غزل 50

دلبر نکر دیا دم ہیہات ہائے ہایم
چہ کنم چہ چارہ سازم ہیہات ہائے ہایم

ترجمہ: بہت افسوس کا مقام ہے کہ دوست نے مجھے یاد نہیں کیا۔ کیا تدابیر کروں؟ میں بہت اُداس ہوں۔

با درد و غم بمیر دم اے دوست مجرو گبرم
فریاد رس اسیرم ہیہات ہائے ہایم

ترجمہ: اے دوست شدت غم سے مر رہا ہوں، میں تنہا ہوں اے فریاد سننے والے! میں تیرا ہی عاشق ہوں۔

چوں تو کیسے ندارم اے شہنشاہ عالم
در باب حال زارم ہیہات ہائے ہایم

ترجمہ: اے جہان کے شہنشاہ! تیرا کوئی ثانی نہیں ہے۔ میری حالت پر افسوس صد افسوس ہے۔

ہاہا برفت یارم ہی ہی نکرد یادم
فریاد بر نسریادم ہیہات ہائے ہایم

ترجمہ: افسوس! میرا دوست چلا گیا مگر اس نے مجھے یاد نہیں کیا۔ آہ و فریاد کر رہا ہوں۔ میری حالت پر افسوس ہے۔

نز دیدہ رخ زردم دل چاک آہ سردم
ہئی درد آہ درم ہیہات ہائے ہایم

ترجمہ: چہرہ زرد ہے، دل چاک چاک ہے آہ سرد ہے۔ میری آہ و درد پر افسوس ہے۔

ہر دم بغم بنالم جانم بغم بہ سازم
در خان غم بکارم ہیہات ہائے ہایم

ترجمہ: ہر لحہ آہ وزاری میں مشغول ہوں۔ میں نے غم سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ میرا گھر غم

و درد سے بھرا ہوا ہے۔ مجھ پر افسوس ہے۔

در تاب تپ تباہم خون دل از دیدہ بارم
دل رفت جان در دانم ہیہات ہائے ہایم

ترجمہ: بے چینی سے تڑپ رہا ہوں۔ آنکھوں سے خون بھرے اشک جاری ہیں۔ دل محبوب کے پاس ہے اس جسم پر افسوس ہے۔

عثمان دیوان از ویست مست است رواسیت
کمتر نشان کوئیت ہیہات ہائے ہایم

ترجمہ: عثمان ''الست بربکم'' کے عہد کے بعد سے مست ہوں، میں اس کے بارے میں مزید کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھ پر افسوس ہے۔

غزل 51

ما بلا بر کسی قضا نکنم
تانکه او راز اولیا نکنم

ترجمہ: ہم ہر کسی کی پریشانیوں کو ختم نہیں کرتے جب تک کہ اسے اپنا دوست نہ بنا لیں۔

ای بلا گوہر از خزانہ ماست
ما بہر کسی گہر عطا نکنم

ترجمہ: اے رنج و تکالیف! یہ گوہر و موتی ہمارے خزانے کا ہے۔ ہم ہر کسی کو یہ گوہر عطا نہیں کرتے۔

طریقی عشق بازی بلا نیست
ز مانی بے بلا بودن روا نیست

ترجمہ: عشق بازی دکھ درد سے آزاد نہیں ہے بلکہ اس میں ایک لمحہ بھی اس سے آزادی روا نہیں۔

بلا کش تا لقائے دوست بینی
کہ مرد بے بلا صاحب لقا نیست

ترجمہ: دکھ درد کو برداشت کرتا رہ تا کہ دوست کا دیدار نصیب ہو۔ ایک آسودہ و مطمئن انسان دیدار سے محروم رہتا ہے۔

میاں صد بلا خوش باش با او
کہ ہر جا او بود ہر گز بلا نیست

ترجمہ: ہزار مصائب اور دکھ کے ساتھ بھی دوست کے ہمراہ خوش و خرم رہ۔ جس جگہ وہ ہے وہ پر امن اور محفوظ ہے۔

غزل 52

صد ہزاراں جلوہ من بارہا دیدہ ام
لیک با شمشیر لا از جملگی بگذشتہ ام

ترجمہ: میں تے ہزاروں جلوے دیکھے ہیں مگر لا کی شمشیر سے سب پر فتح حاصل کر لی ہے۔

ای کہ در ایں کار جگر خوردہ
گوہر رنگین بکف آوردہ

ترجمہ: اے سچے عاشق! تو نے عشق کی راہ میں خون کے آنسو بہائے ہیں اس کے بعد رنگ برنگی گوہر حاصل کیئے ہیں۔

گوہر لعل از دل کان می طلب
ہرچہ بیا بہ ازاں می طلب

ترجمہ: گوہر و لعل کی کان سے طلب کر۔ جو کچھ حاصل کیا ہے اس سے بہتر کی خواہش کر۔

ہر کہ بخس کرد قناعت خسی ست
بہ طلبی کہ بہ از بہ بسی ست

ترجمہ: جس نے تنکے کی خواہش کی وہ تنکا ہی بن کر رہ گیا مگر تو بہتر سے بہتر کی تلاش جاری رکھ۔

سر وحدت ذات حق ہرگز نواند کس کمال
ہر کہ افتاد اندر و سرگشتہ و گمراہ شد

ترجمہ: حق کے اسرار کو کوئی بھی مکمل طور پر دریافت نہیں کر سکا۔ اس راستے کا ہر مسافر سرگشتہ و گمراہ نظر آتا ہے۔

گوہر ایں کان ہمہ یک رنگ نیست
لولو عثمان ہمہ یک سنگ نیست

ترجمہ: اس کان کے تمام موتی یک رنگ نہیں ہیں۔ عثمان کے تمام موتی بھی ایک رنگ کے نہیں ہیں۔

غزل 53

بیاد حق دلا می باش ہردم
بدین مصطفیٰ می باش ہردم

ترجمہ: اے دل! یاد سے ہر لمحہ دل کو آراستہ رکھ اور ہر وقت اسی کام میں مشغول رہ۔

فنا اندر فنا می باش ہردم
بقا اندر بقا می باش ہردم

ترجمہ: خود کو حق کی خاطر فنا کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہ کیونکہ اسی طرح بقائے دائمی حاصل ہوگی۔

بضر مانی قضا سر بر نداری
رضا اندر رضا می باش ہردم

ترجمہ: اس کے حکم ہر سر تسلیم خم کر دے اور ہر لمحہ اس کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کر۔

توکل باخدا کن در ہمہ حال
ز غیرش یا غناں می باش ہردم

ترجمہ: ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر توکل رکھ اور اس کے بعد پھر غیر اللہ سے کنارہ کشی اختیار کر لے۔

یقیں اندر یقیں میدار محکم
اماں اندر اماں می باش ہردم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھ، اس کے بعد امان ہی امان ہوگی۔

خدا کن ہر چہ ہست در راہ جاناں
وفا اندر وفا می باش ہردم

ترجمہ: اپنا تمام تر سرمایہ اس کی راہ میں قربان کر دے، ہر لمحہ اس سے وفاداری کے پیمان کی تجدید کرتا رہ۔

بدرد عشق دائم باش رنجور
شفا اندر شفا می باش ہردم

ترجمہ: دردعشق میں ہمیشہ غمگین و رنجیدہ خاطر رہ اور اس کے درد و رنج میں ہر لمحہ شفا و تندرستی کو تلاش کر۔

بدر کن دوستی غیر از دل خود
صفا اندر صفا می باش ہردم

ترجمہ: غیراللہ کی دوستی سے پرہیز کر اور ہر لمحہ قلب کی صفائی کا خیال رکھ۔

بلا اندر قضا دان خوش عطائے
خریداری عطا می باش ہردم

ترجمہ: راہ عشق کے غم کو اللہ تعالیٰ کی عطا و عنایت جان اور ہر لمحہ بخشش و عطا کا خریدار بنا رہ۔

حضوری در حضور باش بیخود
بحسنش مبتلا می باش ہردم

ترجمہ: دوست کی بارگاہ میں ہر وقت حاضر رہ اور اسی کے حسن کا گرویدہ بنا رہ۔

بحر عشق ہردم جان فرو کن
نہ باہ نالہا می باش ہردم

ترجمہ: عشق کی خاطر ہر پل اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہ صرف آہ و زاری پر اکتفا کافی نہیں۔

ز شوق عشق جاناں بیخورد خواب
چہ ماہی غیر ماہی باش ہردم

ترجمہ: عشق الٰہی کی خاطر نیند اور کھانا پینا سب کچھ فراموش کر دے۔ روشن خواہ تاریکی ہر جگہ گذارا کرنا سیکھ۔

ملامت در ملامت خویش را کن

سلامت دائماں می باش ہردم

ترجمہ: ہر لمحہ اپنا احتساب کرتے ہوئے خود کو لعنت و ملامت کرتا رہ تا کہ دائمی سلامتی حاصل ہو۔

حظوظ نفس را بگذار عثمان خطوظ

بقا اندر بقا می باش ہردم

ترجمہ: اے عثمان! نفسانی لذتوں کو ترک کر دے، اسی کے بعد ہی دائمی بقا حاصل ہو سکے گی۔

غزل 54

رنج و بلا دان نعمتی ہر دوستان شد ایں کرم
دشمن نیاید ایں عطا خبر عاشقاں محترم

ترجمہ: اس دکھ درد کو نعمت بزرگ سمجھ۔ اس لئے کہ یہ کرم صرف دوستوں پر ہی ہوتا ہے وگرنہ دشمن اس نعمت سے محروم رہتے ہیں۔

اگر خواہی ز حق اے دل کشایش
بباید داد ترک اول آسائش

ترجمہ: اے دل! اگر تو اللہ تعالیٰ سے آرام و آسائش کا طلبگار ہے تو اپنے آرام و آسائش کو خیر باد کہہ دے۔

برنج و محنت و غم یار بودن
ز شارئی جہاں پندار بودن

ترجمہ: محبوب حقیقی کی خاطر دکھ درد کو برداشت کرنا دنیاوی مسرت وخوشحالی سے بدر جہا افضل ہے۔

چو دردش را بجز غم نیت مرہم
بجز غمزا بشادئی و عالم

ترجمہ: تیرے غم کا علاج بھی تیرا ہی غم ہے۔ یہی دونوں جہانوں کی مسرت و شادمانی ہے۔

بباید توشہ ایں راہ زاری
جگہ خواری و ہردم بے قراری

ترجمہ: راہ عشق کے سفر میں زادراہ صرف گریہ وزاری اور بے قراری و بے چینی ہے۔

چو کوئے شو بچوگان در رضایش
درآور کشوری قدر و قضایش

ترجمہ: اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے چوگان کی گیند کی سی حالت اختیار کرلے۔

اس کے بعد ہی تجھے اس کی رضامندی حاصل ہو سکے گی۔

بیا عثمان دل از کونین بر کن
اگر می بایدت اصلیے ز مسکن

ترجمہ: عثمان آ اور دل کو دونوں جہانوں کی محبت سے آزاد کرتا کہ تجھے اصلی گھر حاصل ہو سکے۔

غزل 55

جز در دوست ہر چہ بیای بکن رہا
در کار بار عالم یکبار شو جدا

ترجمہ: سوائے دوست کے ہر چیز سے ترک تعلق کر لے۔ اپنے آپ کو دنیاوی سرگرمیوں سے یکسر دور کر لے اور برائی کا جواب بھلائی سے دے۔

باید مکن بدی وفا کن بجائی آں
با صلح پیش آئے حاصل کسی رضا

ترجمہ: کسی سے بدی نہ کر اور وفا کرو۔ ہر ایک سے صلح و صفائی سے پیش آؤ تا کہ دوست کی رضا مندی حاصل ہو۔

از خلق بکسل و بخداوند کن رجوع
دل راز اشتقال جہانی بکن صفا

ترجمہ: لوگوں سے رابطہ توڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر اور اپنے آپ کو جہاں کی مصروفیات سے بالکل الگ تھلک کر لے۔

سر را چو کوئی در رہ چوگان اور بنہ
تا از قضائے رہ نکنے ہیچگہ رہا

ترجمہ: دوست کے دروازے پر چوگان کی گیند کا روپ اختیار کر لے تا کہ کبھی بھی اس در سے رابطے کو توڑ نہ سکے۔

از غیر حق گیر نز دل اندر خواب بند
و ز خویشتن فنا شوا ویز در بقا

ترجمہ: غیر حق سے دوری اختیار کر کے حق تعالیٰ سے دل لگا لے۔ خود کو فنا کر کے دوست کی رضا کے حصول کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لے۔

غیر از حصور حق تو نیا در نفس گہیے
دین رنگ غفلت ہوس از جان دل ریا

ترجمہ: حق کی غیر موجودگی میں ایک لمحہ بھی سانس لینے کو اپنے لئے حرام سمجھ۔ بس دنیا کی ہوس و لالچ کو اپنے دل و جان سے دور رکھ۔

اے دل بنال زار و برار طلب وصال
تا از رہ نیاز قبولیت شود دعا

ترجمہ: اے دل! اپنی مراد گریہ و زاری سے حاصل کر کیونکہ دعا عجز و انکساری سے قبول ہوتی ہے۔

عثمان مدام اشک همی یار زار زار
و ز بیخودی خود بخدا شوق اشنا

ترجمہ: اے عثمان! دوست کے فراق میں مسلسل گریہ وزاری کرتا رہ۔ تو خود کو فنا کر کے ہی اللہ تعالیٰ سے آشنائی حاصل کر سکتا ہے۔

غزل 56

دلم در عشق جاناں خار خارست
نہ صبر از دل نہ خانش را قرار ست

ترجمہ: میرا دل عشق الاہی میں چاک چاک ہو گیا ہے۔ نہ دل کو اور نہ ہی جان کو چین و قرار ہے۔

بیک سو آب دیگر سوئے آتش
میان ہر دو دم رفتن گذارست

ترجمہ: راہ عشق میں ایک جانب پانی اور ایک جانب آگ ہے اور ان دونوں کے درمیان سے گذرنا لازمی ہے۔

گہے بر گل چو بلبل مست رقصاں
گہے بر خار افتاد چو مارست

ترجمہ: ایک عاشق کبھی تو پھول پر بلبل کی طرح مست و خوش محو پرواز ہے اور کبھی سانپ کی طرح کانٹوں پر لوٹتا ہے۔

ازیں حسرت خورم خون جگر خود
ندانم تا چہ آخر ختم کارست

ترجمہ: میں مسلسل خون جگر پی رہا ہوں۔ یہ معلوم نہیں کہ اس کام کی انتہا کب ہو گی۔

دولت کہ باشد در ہر حال
ہمیشہ با محبت روزگار ست

ترجمہ: وہ دولت مبارک ہے جو ہمیشہ پاس رہے۔ زمانے نے ہمیشہ محبت کی دولت کی قدردانی کی ہے۔

براہ عاشقی بنود غم جاں
بنز عاشقاں ایں سہل کارست

ترجمہ: عاشق غم جان کو اہمیت نہیں دیتے کیونکہ ان کے نزدیک یہ بہت آسان کام ہے۔

کہ عثمان بر امید وصل جاناں
دلے بر خون زدیدہ اشک بارست

ترجمہ: عثمان دوست کے وصال سے نا امید نہیں ہے مگر دل پر خون اور آنکھ اشکبار ہے۔

غزل 57

همیشہ مرد عاشق بے قرار ست
ہمی گریاں چو ابرو نوبہار ست

ترجمہ: عاشق ہمیشہ بے قرار نظر آتا ہے اور نو بہار کی طرح ہمیشہ گریہ و زاری میں مصروف رہتا ہے۔

نہ آں مرد ست کو عاشق نباشد
بل آں سنگی درون کوہسار ست

ترجمہ: جو عاشق نہیں وہ انسان نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت پہاڑ کے پتھر کی سی ہے۔

براہ عاشقاں سامان نباشد
کہ سامان دریں عالم چکارست

ترجمہ: عاشقوں کے پاس دنیاوی ساز و سامان نہیں ہے۔ دراصل ان کو ان دنیاوی چیزوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

بیا در باز جان در عشق بازیے
کہ جان در باختن مستان کارست

ترجمہ: آؤ، اس عشق بازی میں جان سے ہاتھ دھوئیں کیونکہ عاشق و مست لوگوں کا کام ہی جانثاری ہے۔

بنہ سرور رہ چوگان معشوق
کہ ترا باری کمینہ کارزارست

ترجمہ: معشوق کی درگاہ پر اپنا سر رکھ دے۔ اس کارزار ہستی میں لوگ گھات لگائے بیٹھے ہیں۔

اگر عاشق نہ رو رو بدر شو
کہ سگ را بامساجدہا چہ کارست

ترجمہ: اگر تو عاشق نہیں ہے تو اس درگاہ سے فوراً نکل جا۔ کیونکہ ایک کتے کا مساجد سے کیا سروکار۔

بیا در مجلس مستان نظر کن
ہزاراں دست آویزاں دارست

ترجمہ: عاشقوں کی محفل میں آ اور دیکھ کہ ہزاروں لوگ جان سے ہاتھ دھوئے تختہ دار پر آویزاں ہیں۔

دراں مجلس کہ مستان باد نوشند
عالم نزد ایشاں کاہ سارست

ترجمہ: جس محفل میں مست و عاشق مے نوشی کرتے ہیں ان کے سامنے دو جہانوں کی ایک تنکے کے برابر بھی اہمیت نہیں ہے۔

اگر صد بار عاشق را برانی
رہ دبار آید و مستان یارست

ترجمہ: اگر عاشق کو سو بار بھی اپنے در سے دھتکار و گے تو وہ پھر لوٹ آئے گا، اس لیے کہ وہ اس در کا سچا عاشق ہے۔

نہ تنہا من بد و مستان اویم
بہر گوشہ ہزاراں در ہزارست

ترجمہ: صرف میں ہی اس ذات حقیقی کا عاشق نہیں بلکہ ہر گوشہ میں ہزاروں کی تعداد میں مجھ جیسے لوگ موجود ہیں۔

بہر نفسی ز جان باید فنا شد
نہ راہ عاشقی آسان کارست

ترجمہ: عاشق کو ہر سانس کے ساتھ موت سے روبرو ہونا پڑتا ہے اس لئے عاشقی کی راہ کو آسان نہ سمجھو۔

بیا در باز عثمان جان ناں
کہ جان در باختن مرداں کارست

ترجمہ: عثمان آ، اور محبوب کی خاطر اپنی جان کو قربان کر دے کیونکہ جان کی قربانی ہی مردانگی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

غزل 58

اے دل بیا حق را بہ بین حق حاضرست حق ناظرست
خود را طلسمی دان یقین حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: اے دل! آ اور حقیقت مطلق کا دیدار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور دیکھنے والا ہے۔ خود کو ایک طلسم اور حق کو یقین سمجھ۔ کیونکہ حق یعنی اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور دیکھ رہا ہے کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

جز او نباشد کس و گر او گشتہ ہر جا جلوہ گر
ہر سو عیانش می نگر حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: تیرا کوئی ثانی نہیں ہے تو ہر جگہ جلوہ گر ہے اور ہر جگہ بہ نفس نفیس موجود ہے اس لئے تو دیکھنے والی آنکھ سے ہر جگہ کا نظارہ کر کیونکہ حق ہر جگہ موجود ہے اور دیکھ رہا ہے اور کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

بودست دریا بیکراں از موج عالم شد عیاں
شد ظاہر اندر ہر مکاں حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: تو ایک بے کراں دریا کی مانند ہے۔ دنیاوی چیزوں سے تیری ذات کا اثبات ہوتا ہے۔ حق ہر جگہ موجود ہے اور دیکھ رہا ہے اور کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

خود طالب و مطلوب شد خود عاشق و معشوق شد
خود محو شد درجان نمو حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: تو خود ہی طالب ہے اور مطلوب بھی ہے۔ خود عاشق ہے اور معشوق بھی ہے۔ خود کو مسحو کر کے روح کی صورت بخش۔ حق ہر جگہ موجود ہے اور دیکھ رہا ہے اور کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

خود راغب و مرغوب شد ساجد و مسجود شد
خود واجد و موجود شد حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: خود راغب اور مرغوب بھی ہے۔ خود ہی ساجد اور مسجود بھی ہے۔ خود ہی واجد اور موجود بھی ہے۔ حق تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور دیکھ رہا ہے اور کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

خودرا بخود آراستہ بر حسن خود جان باختہ
شور از جہاں برخواستہ حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: اپنے لئے خود کو آراستہ و پیراستہ کیا، پھر اپنے تخلیق کردہ حسن پر فدا ہو گیا اور دنیا سے یہ شور و غوغا بلند ہوا کہ حق تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور دیکھ رہا ہے اور کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

در ہر چمن زاری دگر در تاب رخسار دگر
بخود دیداری دگر حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: تو ہر چمن زار میں موجود ہے۔ ہر رخسار کی زیبائی میں تیرا جلوہ نظر آتا ہے۔ اس کے باوجود تیرے دیدار کا طلبگار ہوں۔ حق ہر جگہ موجود ہے اور دیکھ رہا ہے اور کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

لیلی شد و خود را نمود مجنوں شد و خود را ز بود
خود عاشق و معشوق بود حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: لیلیٰ بن کر خود کو ظاہر کیا پھر مجنوں بن کر خود کو فراموش کیا۔ خود ہی عاشق اور خود ہی معشوق ہے۔ حق تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور دیکھ رہا ہے اور کوئی چیز اور کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

کہ شمع کہ پروانہ شد کہ جان کہ جاناں شد
کہ مست کہ دیوانہ شد حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: کبھی شمع اور کبھی پروانہ ہے۔ کبھی جان اور کبھی جاناں ہے اور کبھی مست اور دیوانہ کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔ حق تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور دیکھ رہا ہے۔ اور کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

عثمان چناں رفتہ از میاں کزدی نشد پیدا نشان
خود را بخود دید او عیاں حق حاضرست حق ناظرست

ترجمہ: عثمان نے خود کو اس طرح فنا کر دیا ہے کہ اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ اس نے اپنے میں خود کو ظاہر دیکھا اور پکار اٹھا کہ حق تعالیٰ ہر جگہ حاضر ہے اور دیکھ رہا ہے اور کوئی چیز اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

غزل 59

در نظر اہل دل حاضر ناظر خداست
در تتق آب و گل حاضر ناظر خداست

ترجمہ: اہل دل کی نظر میں اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ پانی و خشکی ہر جگہ انہیں اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

روشنی دیدہ او مت ظاہرہ و پوشیدہ او
عاقل وشور بدہ او رست حاضر ناظر خداست

ترجمہ: ظاہر و پوشیدہ چیزوں کو دیکھنے کے لئے آنکھوں کی روشنی اسی نے عطا کی ہے۔ عقل کی دولت سے نوازنا یا محروم رکھنا اسی کی مصلحت دانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

باہمہ پیچیدہ اوست و ز ہمہ بہ بریدہ اوست
مونس ہمہ غم دیدہ اوست حاضر ناظر خداست

ترجمہ: ہر ظاہر و پوشیدہ چیز اس کی نظروں سے دور نہیں ہے۔ وہ تمام دکھی لوگوں کا غمخوار ہے۔

در بدر و کو بکو پیش پس و روبرو
ظاہر و باطن ہمو حاضر ناظر خداست

ترجمہ: داخل و خارج، گلی و کوچہ، آگے پیچھے، ہر طرف ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

کعبۃ و بت خانہ اوست مسجد و میخانہ او
خانہ کی خانہ او حاضر ناظر خداست

ترجمہ: کعبہ و بت خانہ اور مسجد و میخانہ ہر جگہ اس کا وجود ہے کونسا گھر اس کا اصلی ٹھکانہ ہے یہ جاننا مشکل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

گفتۂ مرداں گزیں پہلوی مستاں نشین
ظاہر باطن بہ بین حاضر ناظر خداست

ترجمہ: بزرگان دین کی باتوں پر عمل کر اور عاشقوں کی صحبت اختیار کر۔ ظاہر و باطن ہر چیز پر نظر کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

عاشق دیوانہ شو بر در میخانہ رو
درہمہ بیگانۂ حاضر و ناظر خدا است

ترجمہ: تیرا دوست صرف عشق کا نہیں بلکہ دیوانہ وار عشق کا خواہاں ہے۔ بس میخانہ پر جا اور ہر چیز سے بے نیاز ہو جا۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

طالب مطلوب اوست راغب مرغوب اوست
عاشق محبوب اوست حاضر ناظر خداست

ترجمہ: وہ خود ہی طالب و مطلوب بھی ہے اور راغب و مرغوب بھی ہے۔ خود ہی محبوب ہے اور خود ہی عاشق بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

عابد معبود اوست ساجد مسجود اوست
واجد موجود اوست حاضر ناظر خداست

ترجمہ: وہ خود ہی عابد ہے اور خود ہی معبود ہے۔ ساجد بھی وہی اور مسجود بھی وہ خود ہی ہے۔ وہ واجد بھی خود ہے اور موجود بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

رفت ز عثمان نشان کم شدہ از جسم جاں
ظاہر و باطن عیاں حاضر ناظر خداست

ترجمہ: اے عثمان! تیرا جسم اور جان کمزور ہو گیا ہے۔ ہر ظاہر و پوشیدہ چیز میں تیرا وجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

غزل 60

د ما دم حضوری خدا خوشتر است
دل جان براہش خدا خوشتر است

ترجمہ: ہر پل اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش رہنا ہی افضل عمل ہے۔ دل و جان کو اس پر قربان کرنا ہی بہتر عمل ہے۔

حضورش بدست آر غائب شو ازخود
کہ مرد حق ازخود جدا خوشتر است

ترجمہ: خود کو فراموش کر کے ہی قرب الٰہی حاصل ہو سکتا ہے۔ مرد حق خود کو فنا کر کے ہی خوشی محسوس کرتا ہے۔

بجان و دل اندر رہ حق شتاب
کہ اوقات فرصت ترا خوشتر است

ترجمہ: حق کی راہ پر چلنے کے لئے دل و جان سے ارادہ کر لو۔ اس کے بعد فرصت کے ہر پل سے استفادہ کرنا احسن ہے۔

چو بد کاشتی چشم نیکی مدار
کہ افعال بد را رہا خوشتر است

ترجمہ: برے اعمال کے بعد نیکی و کامیابی کی امید رکھنا نادانی و کم عقلی کی علامت ہے اس لئے افعال بد کو ترک کرنا ہی مناسب ہے۔

چو دستت رسد حاجت عاجزاں
بر آور کہ حاجت روا خوشتر است

ترجمہ: جہاں تک اللہ تعالیٰ استطاعت فراہم کرے حاجت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرو کیونکہ حاجت روائی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

چو از ہستی خود بیرون آمدیے
پس آنکہ دم کبریا خوشتر است

ترجمہ: جب تم اپنی ہستی سے باہر نکل کر اللہ تعالیٰ کی عبادات کرو گے تو یہ عمل بہت پسندیدہ ومقبول ہوگا۔

بدہ جان بجاناں چو عثمان شتاب
پس آنکہ تنا تن تنا خوشتر است

ترجمہ: عثمان کی طرح اپنی جان کو جان آفریں کے سپرد کر دو کیونکہ اس کے بعد سب کچھ بہت بہتر ہے۔

غزل 61

اے شاہ شاہ لقا با گدا نما
اے ماہ ماہ وفا با گدا نما

ترجمہ: اے بادشاہوں کے بادشاہ! اس گدا کو تو اپنے دیدار سے نواز دے اے چاندوں کے سردار! حق کے پیکر اس فقیر کو اپنے وصال و دیدار سے بہرہ مند کر دے۔

از محبت فراق چگویم درد دل
از شربت وصال عطا با گدا نما

ترجمہ: دوست کے فراق میں دل کی کیفیت کو کیسے بیان کروں۔ بس اس کے عاشق کو اپنے دیدار سے نواز دے۔

در دم از حد گذشت ندانم چہا کنم
از مرہم وصال شفا با گدا نما

ترجمہ: میرا درد اور جدائی حد سے تجاوز کر چکا ہے مگر میں اس کے علاج سے نا آشنا ہوں۔ خدارا! اپنے وصال کے مرہم سے اس فقیر کو شفا بخش دے۔

در باب حال بیدل و بیصبر بیقرار
ایں درد را دوا ضما با گدا نما

ترجمہ: دوست کے فراق میں بے حال، بے صبر اور بے قرار ہوں۔ بس اس درد کا مداوا کر دے۔

ہستم گدایی کری تو خواہم لقایی تو
شاہان جمال خود ز سخا با گدا نما

ترجمہ: میں تیرے در کا گدا ہوں، تیرے دیدار کا طلبگار ہوں۔ اے حسن و جمال کے بادشاہ! اپنی سخاوت کے صدقے میں اس حقیر کی آرزو پوری کر دے۔

ہم ناصری و حاضری در کل کائنات
انوار ذات غز و علا با گدا نما

ترجمہ: تو تمام کائنات میں موجود ہے اور تو ہی ہر جگہ میرا حامی و ناصر ہے۔ اے عزت و بلند رتبے والے! اپنی ذات کے نور سے اس عاشق صادق کو منور کر دے۔

عثمان مدام از تو ترا خواہد از کرم
او را بخود کش ز عنایت لقا نما

ترجمہ: عثمان ہمیشہ سے تیرے کرم کا خواہاں ہے۔ اسے اپنے لطف و کرم سے بہرہ ور کر دے اور اپنے چشمہ دیدار سے فیض یاب کر دے۔

غزل 62

بہر دم حضوری خدا خوستر ست
بحکم الٰہی رضا خوستر است

ترجمہ: ہر پل اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہنا ہی بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر سر تسلیم خم کرنا ہی بہتر ہے۔

دما دم بزن تیغ لا نفس را
بیریں نفس شیطان غذا خوشتر است

ترجمہ: نفس امارہ کو ہمیشہ قابو میں رکھو کیونکہ اس کی اطاعت اور شیطانی عمل سے دوری میں ہی فلاح و بہبود مضمر ہے۔

بیاد خدا باش ہردم حضور
حضوری خدارا لقا خوشتر است

ترجمہ: دل کو ہر پل اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت ہی احسن ترین عمل ہے۔

غنیمت شمر فرصت وقت یار
کہ عجز و نیاز و دعا خوشتر است

ترجمہ: دوست کی صحبت کا جو لمحہ بھی میسر آ جائے اسے غنیمت جان۔ اس مختصر فرصت میں عجز و نیاز اور دعا ہی بہترین عمل ہے۔

اگر دسترس باشدت ای عزیز
حوائج فقیراں روا خوشتر است

ترجمہ: اے دوست! اگر حالات اجازت دیں تو ناداروں اور محتاجوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا ہی پسندیدہ ترین فعل ہے۔

یکی دم باخلاص آور بدست
کہ اخلاص از گنجہا خوشتر است

ترجمہ: اگر ایک لمحہ کے لئے بھی خلوص و اخلاص کی دولت ہاتھ آ جائے تو اس سے بھرپور استفادہ کرو کیونکہ یہ دولت تمام دنیاوی خزانوں سے بہتر ہے۔

بجان و دل اندر رہ حق شتاب
کہ در شوق حق نالہا خوشتر است

ترجمہ: حق کی راہ پر دل و جان سے گامزن ہو جاؤ اور اس راہ میں نالہ و زاری بہت پسندیدہ عمل ہے۔

فنا در فنا شو بشادی خدا
پس آنکہ بقا در بقا خوشتر است

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے خود کو فنا کر دو اس کے بعد ہی ابدی و دائمی زندگی کا حصول ممکن ہے اور یہی زندگی ہی بہتر و برتر زندگی ہے۔

بدہ جان جاناں چو عثمان شتاب
ز لذات عالم رہا خوشتر است

ترجمہ: محبوب کی خاطر عثمان کی طرح جانثاری و فداکاری میں عجلت کا مظاہرہ کرو کیونکہ یہ عمل جہاں کی تمام لذتوں سے بہتر ہے۔

غزل 63

در ضمیرم حضوری یار نیست
چوں بہ بسودائے جہانم کار نیست

ترجمہ: میرے دل میں تیرے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ ایک دیوانہ کی طرح مجھے اس دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

ہر طرف بین نقش حالش ظاہرست
ہیچ جادی نیست کان دلدار نیست

ترجمہ: تو جس طرف بھی نظر ڈالے گا، اپنے عاشقوں اور جانثاروں کو پائے گا۔ کوئی گوشہ و کنارا تیرے سودائیوں سے خالی نہیں ہے۔

آنچناں محو خیالش گشتہ ام
کہ جز از خویش از اغیار نیست

ترجمہ: میں تیرے خیال میں اس طرح گم ہوں کہ اپنے پرانے کی کوئی خبر نہیں ہے۔

مفلسی مارست گنج ایزدی
فقر مارا فخر آمد عار نیست

ترجمہ: مفلسی اور ناداری گنج ایزدی کے لئے سانپ کی حیثیت رکھتی ہے مگر ہمارا فقر باعث فخر ہے باعث شرمساری نہیں ہے۔

گشت عثمان خاکراہ نقش ستم
کز وجودش در جہاں آثار نیست

ترجمہ: عثمان نے خاک بن کر خاک کو رونق بخشی۔ اس جہاں میں اس کے وجود کے آثار نہیں ہیں۔

غزل 64

فرصت غنیمت ہست بچہ ماند عجب عجب
تحفہ بان جہاں ستاندی عجب عجب

ترجمہ: فرصت کے لمحات کو غنیمت جان کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ تیرے آرام و سکون پر حیرانی و تعجب ہے۔ دوسرے جہان کے لئے تحفہ تحائف کا بندوبست کر لیا ہے یا نہیں۔ تیری غفلت پر حیرانی و تعجب ہے۔

لعلم نکتہ خیزی ہست اند دان
زین تکیہ ہیچ علم نخواندی عجب عجب

ترجمہ: علم میں نکتے، گہرائی و پیچیدگی کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ اس لئے تیرا اپنے علم و دانش واطمینان و بھروسہ باعث حیرانی و تعجب ہے۔

یاراں و مستاں ہمہ رفقند خانہ کوچ
خوش خفتہ بر بساط نماندی عجب عجب

ترجمہ: تمام دوست اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔ تم کیوں ابھی تک خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوئے۔ وقت بہت کم رہ گیا ہے تمہاری اس نادانی پر حیرانی و تعجب ہے۔

یک دل بآر روئے محبت ز سوز دل
خون جگر چرا نہ فشاندی عجب عجب

ترجمہ: اپنے دل کو حقیقی محبوب کی محبت سے جلا ڈال، اس کے لئے تم نے کیوں جگر کا خون نہ کیا۔ مجھے تمہارے اس عمل پر حیرانی و تعجب ہے۔

عثمان چہ خفتہ تو بہ بین حال وستان
ہی ہی دریغہا بچہ ماندی عجب عجب

ترجمہ: اے عثمان! کیوں خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔ دوستوں کا حال احوال ملاحظہ کرو۔ افسوس! وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ اس حال پر حیرانی و تعجب ہے۔

غزل 65

عاشق دیوانہ ام او بیار یے چیست
از ہم بیگانہ ام آوی بیاریے چیست

ترجمہ: میں ایک عاشق دیوانہ ہوں اور دوستی کے تقاضے نہیں نبھا سکتا۔ میں خود سے بیگانہ ہوں، میرے نزدیک دوستی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

ای نظر آفتاب بر من مسکین بتاب
جاں جگر شد کباب او بیاریے چیست

ترجمہ: اے آفتاب! مجھ مسکین کو بھی اپنی حرارت اور نور سے مستفیض فرما۔ یہ اسوختہ دل دوستی و یاری کو فراموش کر چکا ہے۔

اے دل دہ جان من درد تو درمان من
ذکر تو مان من او بیاریے چیست

ترجمہ: اے دل! میرے مردہ جسم میں جان ڈال دے۔ تیرا درد ہی میرا درمان ہے، تیرا ذکر و درد ہی میرا تمام سرمایہ ہے۔ یہ سب کچھ دوستی میں چنداں اہمیت کے حامل نہیں۔

زان لب شیریں شکر بار و درد گہر
ساز مرا بہرور او بیاریے چیست

ترجمہ: اپنے شیریں لب سے جو ہر سو گوہر و موتی بکھیرتے ہیں۔ مجھ ناچیز پر لطف و کرم کر۔ دوستی میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

چند کشتی کشتہ را عاشق اشفتہ را
بیدلم ولی نوا او بیاریے چیست

ترجمہ: کب تک اپنے عاشقوں کو ہلاک کرتا رہے گا۔ میں بھی عاشق ہوں، تیری دوستی کے سامنے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

ای شہہ مسکین نواز لطف کن سر فراز
با من مسکین آواز او بیارے چیست

ترجمہ: اے مسکینوں کو نوازنے والے شہنشاہ! مجھے بھی اپنی رحمت سے نواز دے۔ میری آواز تیرے حضور میں کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔

ای تو کسی بے کساں مونس بے چارہ گاں
غم خوار گاں او بیارے چیست

ترجمہ: اے بے چاروں اور بے کسوں کے مونس و غمخوار! تیرے غمخواروں کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔

حکم بندہ ام نزد تو شرمندہ ام
زار و سر افکندہ ام او بیارے چیست

ترجمہ: میں تو پیٹ کا غلام ہوں، تیرے سامنے اس عمل پر شرمسار ہوں، مگر گریہ کناں و سر جھکائے اور کسی کی دوستی کا طلبگار نہیں ہوں۔

وقت شاہم کار نیاید بدست
پشت ز فہمائی سکت او بیارے چیست

ترجمہ: جدائی کے دنوں میں، میں نے کوئی کام نہیں کیا۔ اب خمیدہ کمر کے ساتھ تیرے سامنے دوستی کا دعویٰ کیسے کروں۔

در بدر و کو بکو نصر زنان سو بسو
دیدن تو ست از روئے او بیارے چیست

ترجمہ: میں در بدر، گلی و کوچہ نعرہ فریاد لگا تا پھر رہا ہوں۔ تیرے دیدار کا خواہاں ہوں مگر کسی دوسرے سے دوستی نہیں چاہتا۔

روز شم انتظار دم بدم بے قرار
دیدہ چو ابرو بہار اور بیارے چیست

ترجمہ: دن رات ہر پل تیرے انتظار میں بے قرار ہوں۔ میری آنکھیں ابر بہار کی

طرح اشکبار ہیں مگر تیرے سوا کسی دوسرے سے دوستی نہیں چاہتا۔

بر دل عثمان غریب رحمت خود کن قریب

زانکہ تو ہستی عجیب او بیاریے چیست

ترجمہ: عثمان عاجز کو اپنی رحمت سے نواز اور اپنا قرب بخش کر۔ تیری ہستی عجیب و غریب ہے۔ تیرے سوا کسی دوسرے سے دوستی نہیں چاہتا۔

غزل 66

شب و روز در خیال تو حیران شدم شدم
در باب حال زار پریشان شدم شدم

ترجمہ: میں رات دن تیرے ہی خیال میں ڈوبا ہوا ہوں اور اپنی حالت زار پر حیران و پریشان ہوں۔

در دم ز حد گذشت ندانم چہا کنم
در عشق شوق روئے بیجا شدم شدم

ترجمہ: میرا دکھ حد سے تجاوز کر چکا ہے مگر مجھے اس کا علاج معلوم نہیں۔ تیرے دیدار کے شوق میں، میں بہت حیران و پریشان ہوں۔

ہردم بآرزوئے جمالت ز سوز دل
با صد ہزار نعرہ قربان شدم شدم

ترجمہ: تیرے جمال کے دیدار کے شوق میں میرا سوختہ دل ہزاروں نعروں سے قربان ہو گیا ہے۔

غرقم ز ذوق و شوق ندارم جز ز جان
مستان مست ترکس افتاں شدم شدم

ترجمہ: تیرے عشق میں اتنا ڈوبا ہوا ہوں کہ مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں ہے۔ میں اس کی مست نرگسی آنکھوں سے مدہوش ہوں۔

ہر شب بآرزوئے رخی شمع انجمن
پرواز وار بیخود و سوزاں شدم شدم

ترجمہ: تیرے دیدار کے شوق میں ہر رات شمع روشن کر کے خود کو پروانہ کی طرح جلاتا ہوں۔

ہر صبح شام از غم ہجراں ان انکار
خون جگر ز دیدۂ باران شدم شدم

ترجمہ: محبوب کے ہجر و فراق کے غم میں، میں ہر صبح و شام آنکھوں سے خونیں آنسو بہاتا ہوں۔

عثمان چو دید عکس رخ دوست بالیقین
با ورد آہ و نالہ مستاں شدم شدم

ترجمہ: عثمان نے جب سے دوست کا عکس دیکھا ہے، درد و غم سے بیخود ہو کر نالہ و فریاد ہی اس کا مشغلہ بن گیا ہے۔

غزل 67

ما چنیں تشنۂ ز لال وصال
ہمہ عالم گرفتہ مالامال

ترجمہ: ہم تیرے چشمۂ وصال کے پیاسے ہیں وگرنہ تمام جہاں دریاؤں اور سمندروں سے پُر ہے۔

غرق آبیم آب می طلبم
ور وصالیم بخبر ز وصال

ترجمہ: بظاہر ہم پانی میں غرق ہیں مگر پھر بھی پیاسے ہیں۔ گرچہ ہمیں وصال کی نعمت میسر ہے۔ مگر ہم اس سے بے خبر ہیں۔

گنج در آستیں و می کردیم
کرد عالم ز بہر یک مثقال

ترجمہ: خزانہ ہماری آستیں میں پنہاں ہے مگر ہم لاعلمی کی وجہ سے جہاں میں سراسر گردان ہیں اور یہ ہماری تلاش بہت کم مقدار ہونے کی خاطر ہے۔

آفتاب اندرون خانۂ ما ست
دربدر می ردیم ذرہ مثال

ترجمہ: سورج ہمارے گھر میں موجود ہے مگر ذرہ کی مانند اسے در بدر تلاش کر رہے ہیں۔

چند کردیم بخیز ز جہاں
چند باشیم اسیر و ہم وصال

ترجمہ: دنیا میں بہت شکار کیئے ہیں مگر اب وصال کے منتظر ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ یہ انتظار کی مدت کتنی لمبی ہوگی۔

ساقیا از بست بدہ جامی
گر نہاد خودم گرفت ملال

ترجمہ: اے ساقی! اپنے لبوں سے جام شراب دے کیونکہ اگر ہم نے خود پی تو شرمندگی ہوگی۔

سر حسینیے سید و در حق نور نہال
عشق جلالی بر صنم سر مشہال

ترجمہ: امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک حق کا موتی اور پرنور پودا ہے۔ میرے محبوب کے سر پر عشق جلالی مشعل کی مانند ہے۔

بار حق یار منم او دلبری مجرد جمال ست
لاشق تنم دیدار اور ابدال مستی دلال

ترجمہ: بار الٰہی میرا دوست و دلبر ہے۔ وہ حسن و جمال کا پیکر ہے۔ میں اس سے دور نہیں وہ مست و ناز وادا کا مرکز ابدال ہے۔

عثمان حادی او شدہ دلدار دانم سر ہمہ
عاشقم اسرار او شہباز ام سر تار تال

ترجمہ: عثمان محبوب کی شان میں نغمہ سرا ہے اور اس کا عشق سچا ہے۔ اس کے رازوں کا امین ہے اور اس کے سر تال کا شہباز ہے۔

غزل 68

تا چند لافی ای بسر بگذار سخن لام کاف
جز عشق مولیٰ دگذر بگذار سخن لام کاف

ترجمہ: کب تک نادانی کی گفتگو کرتے رہو گے۔ محبوب حقیقی کے علاوہ ہر چیز سے کنارہ کشی اختیار کر لے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کر۔

لا بر سر الا بزن در مرکز ہو کن وطن
تا شوی شاہ زمن بگذار سخن لام کاف

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے دوری اختیار کر اور اس پر یقین کامل رکھ تا کہ زمین کی بادشاہت حاصل ہو سکے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کر۔

می باش حاضر دم بدم غافل مشو یک خط ہم
غفلت ز دل می کن بدم بگذار سخن لام کاف

ترجمہ: ہر لمحہ ہوشیار رہ اور حاضر دماغی کا مظاہرہ کر غفلت سے پرہیز کر۔ معنوی طور پر غفلت اختیار کر اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کر۔

خود را فنا اندر فنا می بین بقا حق را بقا
ہر سو بسو می بین لقا بگذار سخن لام کاف

ترجمہ: خود کو فنا کرنے میں حق کی بقا ہے۔ اس کے بعد ہی محبوب کا دیدار ممکن ہے۔ بے کار و بے فائدہ باتوں سے اجتناب کر۔

عثمان فقیری پیشہ کن بعد از غم ہجراں بسوز
شاید خدا بکند نظر بگذار سخن لام کاف

ترجمہ: اے عثمان! فقیری کو اپنا شیوہ بنا لے۔ غم ہجر کی صعوبتوں کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کی نظر کرم کا حصول ہو سکتا ہے۔ بے فائدہ باتوں سے اجتناب کر۔

غزل 69

اے دل مسکین من سخت چوں سنداں مباش
در پی دنیا مرد طالب چنداں مباش

ترجمہ: اے میرے مسکین دل! تو سندان کی طرح سخت مت بن اور دنیا کا طلبگار نہ بن۔ اس فانی دنیا اور اس کی چیزوں کے پیچھے نہ بھاگ۔

راہ سلامت بخوی کوئی ملامت مرو
کبر ز سر دور کن محرم زنداں مباش

ترجمہ: سلامتی کے راستے پر گامزن ہو جاؤ ملامت و سرزنش سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ تکبر اور نخوت سے پرہیز کرو۔ عارضی و انی دنیا کے دوست مت بنو۔

ترک سہاء بگیر راحت خود گوشئہ
نہ خدمت سبحان بکن بے روشیطاں مباش

ترجمہ: دنیاوی لالچ و ہوس کو ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کرو۔ حق سبحان تعالیٰ کی عبادت کرو اور شیطان کے پیروکار مت بنو۔

آنچہ گہنہ کردد بہر خدا توبہ کن
پیش گناہی مکن غافل ایماں مباش

ترجمہ: گزشتہ گناہوں پر توبہ کر، آئندہ زندگی میں گناہوں کے ارتکاب سے بچنا اور ایمان سے غافل نہ رہنا۔

آنچہ تراہت ذوق پیش نیابی نہ کم
خاطر خود جمعدار ہیچ پریشاں مباش

ترجمہ: جو کچھ تیرے نصیب میں لکھا جا چکا ہے اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوگی۔ بس مطمئن رہ اور پریشان نہ ہو۔

چوں نکہ ترا اے ظہر زیر زمین خفتن ست
ماتم خود بساز خوشدل خنداں مباش

ترجمہ: اے انسان ایک دن تجھے اس زمین میں دفن ہونا ہے۔ اس حقیقت کو ہمیشہ یاد

رکھ، پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔

اے دلا اگر عاشقی دیوانہ باش
و از خیال غیر حق بیگانہ باش

ترجمہ: اے دل! اگر تو عاشق ہے تو دیوانہ بن جا اور غیر حق سے بالکل لاتعلق ہو جا۔

سر بدہ و انکہ سخن مرداں بگو
جان بدہ مرداں جانانہ باش

ترجمہ: راہ عشق میں جان قربان کر اور دانشوروں کے اقوال کو دہراتا رہ، اس قربانی کے بعد ہی دوست کی نظر میں مقبولیت حاصل ہو سکے گی۔

تا گردی در محنت سوختہ
از نظار عاشقاں پرکانہ باش

ترجمہ: اے عاشق! اگر تو چاہتا ہے کہ اس راستے میں کامیابی حاصل کرے تو ہمیشہ تجربہ کار اور اپنے سے برتر لوگوں کی زندگی سے رہنمائی حاصل کر۔

بر جمال شمع تابانی جہاں
دم بدم می رقص چو پروانہ باش

ترجمہ: اے سچے عاشق! شمع جہان تاب پر مسلسل پروانہ وار رقص کرتا رہ تاکہ تجھے مقبولیت حاصل ہو۔

در تماشائی گل رخسار او
ہمچو بلبل مست خوش الحانہ باش

ترجمہ: محبوب کے پھول جیسے رخساروں کا نظارہ کر اور مست بلبل کی طرح خوش الحانی کو جاری رکھ۔

ہر زماں عثمان بیا درباز جاں
در رہ جاں باختن مردانہ باش

ترجمہ: عثمان! اور محبوب کی خوشنودی کے لئے جان کا نذرانہ پیش کر۔ اس جانثاری کے وقت بھی مردانگی کا مظاہرہ کر۔

غزل 70

درسخن گفتن زیاں ست لاتقل دم درمزن
خاموشی سر نہاں مست لاتقل دم درمزن

ترجمہ: گفتگو میں بہت برائیاں مضمر ہیں۔ بس خاموشی اختیار کر۔ خاموشی ایک پوشیدہ راز ہے۔ خاموش رہ اور بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

از جفائے دہر گر خواہی اخلاص بہر آں
خاموشی حسن اماں ست لاتقل دم درمزن

ترجمہ: اگر اس ظالم دنیا کی ستم کاریوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو امان صرف اور صرف خاموشی میں پنہاں ہے۔ بس زیادہ گفتگو سے اجتناب کرو اور خاموشی اختیار کرو۔

محنت و درد بلاو وفیص و امراض قلوب
جملہ از شومی زباں ست لاتقل دم درمزن

ترجمہ: تمام دکھ درد اور دل کے امراض دراصل زبان کے نجس اثرات ہیں۔ اس لئے خاموشی کو اپنی عادت بنا اور بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

درد عالم ابروئے مرد اندر خاموش ست
ایں شرف بے شک عیاں لاتقل دم درمزن

ترجمہ: ہر دو جہاں میں انسان کی قدر و منزلت اس کی خاموشی میں پنہاں ہے۔ یہ عظمت و بزرگی بغیر کسی شک و تردید کے ہے۔ بس اے انسان! بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

بے وقار آورد بسیار گفتن ترا
قال قاعل آں ست لاتقل دم درمزن

ترجمہ: زیادہ گفتگو تیرے وقار و حرمت کو کم کرتی ہے۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

دل ز بس گفتن بمیر د گر چہ گویہ سر حق
مردہ دل ز ایں نشاں ست لاتقل دم در مزن

ترجمہ: انسان کا قلب بسیار گوئی سے مردہ ہو جاتا ہے خواہ اسرار حق ہی کیوں نہ ہو۔ یہ مردہ دلی کی علامت ہے۔ بس بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

در سخن بیہودہ کوئی دور مانے از خدا
آفت ہرد جہاں ست لاتقل دم در مزن

ترجمہ: بیہودہ گفتگو تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کرتی ہے اور دونوں جہانوں میں آفات سے دو چار کرتی ہے۔ بس بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

خاموشی را چوں نیاز سردا نراس ان
از مقالات لساں ست لاتقل دم مزن

ترجمہ: خاموشی نیک لوگوں کی ضرورت ہے اور یہی ان کی زبان سمجھی جاتی ہے۔ بس بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

گر خدا را دست داری خاموشی بگزیں کہ آں
پیشہ صاحبدلاں ست لاتقل دم در مزن

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کو عزیز و محبوب جانتے ہو تو خاموشی اختیار کرو کیونکہ یہ صاحب دل لوگوں کا شیوہ ہے۔ بس بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کرو۔

خاموشی را دان چراغ و سالکان و عابداں
زینت پیغامبراں مست لاتقل دم در مزن

ترجمہ: خاموشی مسالک و عابد لوگوں کا چراغ ہے۔ یہ پیغمبروں کی زینت ہے۔ بس بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

قیمت خاموشی از یانی نیابی در سخن
کل عارف را لساں ست لاتقل دم در مزن

ترجمہ: جو خاموشی کی قدر ہے وہ گفتگو کی نہیں ہے۔ تمام عارف صاحب زبان ہیں۔ بس بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

خاموشی در خاموشی باید گزیدد راه دیو
دین مقام کاملاں ست لاتقل دم درمزن

ترجمہ: خاموشی اور سکوت کو اختیار کرنا چاہیے۔ یہ مرد کامل کی صنعت ہے۔ بس اے انسان! خاموشی اختیار کر اور بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

ہمچو عثمان غوطہ زن در بحر خاموشی کہ زد
حاصل ست در کرا نیست لاتقل دم درمزن

ترجمہ: عثمان کی طرح خاموشی کے سمندر میں غوطہ لگاؤ۔ اس سمندر کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ بس خاموش رہ اور بے فائدہ گفتگو سے اجتناب کر۔

غزل 71

حریفا ہر وصل دلبر عیار می رقصم
ز ذوق دیدنس در کوچہ و بازار می رقصم

ترجمہ: اے حریفو! میں اپنے محبوب کے وصال کی خوشی میں رقص کر رہا ہوں۔ اسی محبوب کو دیکھنے کے شوق میں گلیوں اور بازاروں میں رقص کرتا ہوں۔

روم در کوی بدنامے نوازم ساز عشقترا
سری ہر تار سازش ہر نفس صد بار می رقصم

ترجمہ: میں بدنامی کے کوچہ میں عشق کے ساز بجا رہا ہوں۔ ساز کے ہر تار پر اور ہر نفس پر رقص کرتا ہوں۔

رقصم من بذوق دلبری دلبر نمی رقصد
نگاہی کن چہ سان در دیدۂ عیار می رقصم

ترجمہ: میں محبوب کی خاطر رقص کر رہا ہوں مگر خود رقص نہیں کرتا۔ ذرا ایک نظر ڈال کہ میں کس طرح کی آنکھوں میں رقص کرتا ہوں۔

چو در کوئے بر محبت وا کنذ ارم اشک حد ترا
بر دید خارئے درد بر ہر خار می رقصم

ترجمہ: میں دوست کے کوچے میں حسرت کے آنسو بہا رہا ہوں۔ ہر طرف کانٹے ہی کانٹے اُگے ہیں اور میں ان پر رقص کرتا ہوں۔

چو اہے آتشیتم سرکشد شعلہ سوئے دوران
زمستی پائے کوباں بر سراں شعلہ صوفے وار می رقصم

ترجمہ: جب میری آتش بھری آہیں بلند ہوتی ہیں تو اس سے شعلے نکلتے ہیں۔ ان شعلوں پر صوفیوں کی طرح مستانہ وار رقص کرتا ہوں۔

روم در بتکدہ از عشق بت زنار بر بندم
بسرخ چشم و زردئی رخسار می رقصم

ترجمہ: عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر بت خانہ جاتا ہوں اور زنار باندھتا ہوں اپنی سرخ آنکھوں اور زرد خساروں پر رقص کرتا ہوں۔

زعشق بت مرا زاہددوزخ چند ترسیانے
بدوزخ گر روم در عشق بت زنار می رقصم

ترجمہ: اے زاہد! مجھے بت پرستی کے جرم میں دوزخ سے کیوں ڈراتے ہو۔ میں دوزخ میں بھی بت زنار عشق میں رقص کروں گا۔

زلطف آں ایزد کہ از قدرت نمود انسان
صنم بہتر براز روشن براں اسرار می رقصم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے لطف و کرم سے تخلیق کیا۔ ان میں بہترین میرا محبوب ہے۔ میں ان اسراروں سے آشنائی پر رقص کرتا ہوں۔

منم عثمان رقصدہ بحب عشق دائم
بذوقی اں ہتی خسرو بعرش وفرش می رقصم

ترجمہ: یہ رقص کرنے والا میں عثمان ہی ہوں جو اس کے عشق کا دائم طلبگار ہے۔ اس محبوب کی خاطر عرش وفرش ہر جگہ رقص کرتا ہوں۔

غزل 72

زغم خواری غم غم غم
غریبم ندارم غم غم غم غریبم

ترجمہ: غم و اندوہ سے رسوا ہوں ہر طرف غم ہی غم ہے۔ کوئی بیگانہ نہیں۔ میں خود ہی بیگانہ ہوں، ہر طرف غم ہی غم ہے۔

نماندہ ست در دلم غم غیر جاناں
غریبی در غریبی در غریبم

ترجمہ: میرے دل میں محبوب کے غم کے سوا کوئی غم نہیں ہے، میں خود ہی بیگانہ ہوں۔ ہر طرف غم ہی غم ہے۔

ندارم بے غمی را طاقت آورد
غمش را دوستم ہردم غریبم

ترجمہ: میرے لئے بے غمی موجود نہیں ہے۔ مجھے میرے دوست کے غم عزیز ہیں۔ میں ہر لمحہ خود کو غریب اور اجنبی سمجھتا ہوں۔

بجز غم خواری مشقت ندارم
بغم خو کردہ ام چوں غم غریبم

ترجمہ: تیرے عشق میں سوائے غمخواری کے میرا کوئی کام نہیں ہے۔ میں نے غموں سے سمجھوتہ کرلیا ہے۔ میں غم کی طرح غریب اور اجنبی ہوں۔

غم عشقت دلم را تازہ وارد
اگر کاری ازاں با غم غریبم

ترجمہ: تیرے عشق کا غم مجھے ہر پل تازہ دم رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی مصروفیت نہیں ہے۔ میں اپنے غم سے بیگانہ ہوں۔

جمال مجرد جلالی ابدال در ضمیرم
ہمیں بس درد را مرہم غریبم

ترجمہ: میرے درد کا علاج تیری یکتائی کا جمال ابدال کا جمال ہے۔ میں اپنے غم سے بیگانہ ہوں۔

چوں عثمان جان دل در بار غم کش
بغم شو آشنا ہردم غریم

ترجمہ: عثمان کی طرح دل و جان کو غم سے چور چور کر لے۔ غم کی دنیا سے آشنا ہو جا۔ میں اپنے غم سے بیگانہ ہوں۔

غزل 73

در طلب در بدر ہمی رفتم
دم بدم یار یار می جستم

ترجمہ: اس کی طلب میں دربدر پھر رہا ہوں۔ ہر لمحہ ''یار'' ''یار'' پکار رہا ہوں۔

ناگہاں فتح باب در بکشاد
غیر او ہر چہ بود رفتہ از یاد

ترجمہ: اچانک کامیابی حاصل ہوئی اس کے علاوہ جو کچھ تھا وہ غائب ہوگیا۔

چونکہ بیخود شدم ہمی گفتم
و ہو معلم اینما کنتم

ترجمہ: چونکہ میں مست و بے ہوش تھا اس لئے کہہ رہا تھا کہ ''خدا تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو''۔

و ھو فی انفسکم در ہردم
افلا تبصرون می گفتم

ترجمہ: وہ ہمیشہ تمہارے وجود میں موجود ہے۔ کیا تم نہیں جانتے ہو، میں کیا کہہ رہا ہوں۔

نحن اقرب الیہ شد بیقین
ہست جول الورید لاشک بین

ترجمہ: بے شک تو ہمارے قریب ہے۔ ''ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہیں''۔

فاذکرونی چو در ضمیرم آمد
اذ کرت دم بدم یقین آمد

ترجمہ: جب میرے قلب میں آواز آئی ''بس مجھے یاد کرو'' تو پھر اس کے ذکر سے مجھے یقین آیا۔

فیض قدسی رسید از درگاہ
کل شئ فثم وجہ اللہ

ترجمہ: اس کی درگاہ فیض قدسی پہنچا کہ ہر چیز کا رخ اس کی طرف ہے۔

مژدہ ہر طرف شد با ہو
وحدہٗ لاشریک لا الا ھو

ترجمہ: ہر طرف یہ خوشخبری پھیل گئی کہ وہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

دلم از شوق بس کہ شیدا شد
وحدہ لا شریک لہ گویاں شد

ترجمہ: میرا دل دیدار کے شوق سے اتنا بے خود ہو گیا کہ پکار اٹھا اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

بیخود از نام او چناں شدہ ام
کو عیاں گشت من نہاں شدہ ام

ترجمہ: میں اس کے نام سے اتنا بے خود ہو گیا ہوں کہ وہ ظاہر ہو گیا ہے اور میں پوشیدہ ہو گیا ہوں۔

من نیم من نیم خدا حاضر
اولاً آخر خدا ناظر

ترجمہ: میں نہیں، صرف اللہ ہی موجود ہے۔ اول و آخر اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

چوں ز خود رفتم بقا دیدم
ہر طرف سو بسو لقا دیدم

ترجمہ: جب میں نے خود کو فنا کر کے بقا حاصل کی تو مجھے ہر طرف اس کا چہرہ نظر آیا۔

نیست از ہر دوکون غیر از یار
لیس فی الدار غیرہ دیار

ترجمہ: دونوں جہانوں میں میرے دوست کے علاوہ کوئی اورنہیں ہے۔ اس کے علاوہ گھر میں اورکوئی مکین نہیں ہے۔

باطنش غیب ظاہرش ہویدا
در ظہور و بطون خداست خدا

ترجمہ: اس کا باطن پوشیدہ اور ظاہر عیاں تھا کہ ظاہر و باطن میں صرف خدا ہی خدا ہے۔

ہست عثمان دوستدار نبیؐ
حسینؑ علی نور جلالیت صنم سر ظہور حق تجلی

ترجمہ: عثمان نبیؐ کا دوست ہے۔ امام حسین علیہ السلام اور حضرت علی علیہ السلام نور جلالی اور نور حق کے اسراروں میں سے ہیں۔

غزل 74

کسے کو در شریعت راسخ آید
طریقت راہ بروی کشاید

ترجمہ: جب کوئی طریقت کی راہ پر مسافرت کا عزم راسخ کر لیتا ہے تو اس کے لئے اس راہ کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

تاتا یکے از حرص می سوزی چو شمع
غرق شود رلجۂ دیا جمع

ترجمہ: کب تک شمع کی مانند دنیاوی چیزوں کے حریص بنے رہو گے۔ اس لئے دریا کے بیچ غرق ہو جانا بہتر ہے۔

جمع جمع دان کہ بینی حق تمام
از داد خلق عالم خاص و عام

ترجمہ: توجہ سے ہر طرف نگاہ ڈالو تا کہ حق کو تلاش کر سکو۔ وہ تو عام و خاص سب کے ساتھ انصاف کرنے والا ہے۔

صاحبیں ایں مرتبۂ کامل بود
زانکہ او ایں ہر دو را شامل بود

ترجمہ: دونوں جہانوں کی سرداری کا منصب اس مرد کامل کے لئے مختص ہے جس کے لئے یہ دونوں جہان بنائے گئے ہیں۔

تاتوانی باش دائم در حضور
آنچہ غیر حق ازاں کلی نفور

ترجمہ: جہاں تک ممکن ہو سکے ہمیشہ محبوب حقیقی کی پرستش کر۔ اس کے علاوہ ہر چیز سے دوری اختیار کر۔

درد عالم جز خدا بس نیست کس
از چہ باید گردنش دیگر ہوس

ترجمہ: دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کی ہوس و لالچ درست نہیں ہے۔

طمع زان بنیاد کلہ ملیتہ
چوں سگ و چوں کر بہ ازی حیفتہ

ترجمہ: طمع و لالچ کی وجہ سے وہ ایک مردار کے ڈھیر کی مانند ہیں۔ وہ دراصل کتوں اور بلیوں کی مانند ہیں جو کہ مردار کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔

در توکل گوش بین در آیتۂ
حب دنیا راس کل خطیئتہ

ترجمہ: توکل اختیار کر اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور کر۔ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

بس قناعت پیش کن ای ابو العقول
حسبۃ اللہ بگذرار طمع فضول

ترجمہ: پس اے صاحب عقل! قناعت اختیار کر اور خدا کے لئے بے فائدہ و فضول حرص سے دوری اختیار کر۔

رحمت حق می رسد بر موناں
دم بدم ہم عاشقاں و سالکاں

ترجمہ: مومنوں پر حق کی رحمت برستی ہے اور لمحہ بہ لمحہ اس ذات بابرکات کے عاشقوں اور حسن کی راہ کے مسافروں پر بھی برستی ہے۔

جز رضائے حق نباید دم زنی
دم بدم از عشق او جان می کنی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام زبان پر مت لاؤ۔ اگرچہ اس کے عشق کی بدولت ہی اس دنیا میں آزار و اذیت سے دوچار ہو۔

در نظر مردان داں صفا
کل شیئ ہالک الاحدا

ترجمہ: مردان حق و صفا اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہیں کہ ہر چیز نابود ہو جائے گی سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

نحن قسمنا بینهم لایبصرون
وان یقین لا شک و هم لایبصرون

ترجمہ: ہم قسم کھاتے ہیں کہ وہ دیکھ نہیں رہے ہیں۔ تم یقین کامل رکھو کہ بغیر کسی شک و تردید کہ وہ دیکھ نہیں رہے ہیں۔

چوں یقین بر حق بیای استوار
ہیچ مشکل نبای ز ینہار

ترجمہ: جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہو گا تو خبردار! کوئی مشکل تمہارے لئے مشکل نہیں رہے گی۔

چوں نماند در دل از اغیار نام
پردۂ پندار خیزد و السلام

ترجمہ: جب تمہارے دل پر سے ہر غیر اللہ کا نام مٹ جائے گا تو پھر تمہاری سوچ پر جو پردہ ہے وہ خود بخود ہٹ جائے گا، تم پر سلامتی ہو۔

گفتۂ عثمان اگر آری بگوش
در فنائے غیر حق ہردم بگوش

ترجمہ: اگر عثمان کی باتوں پر عمل کرو گے تو پھر ہر لمحہ غیر اللہ کی نابودی کے لئے تیار رہو گے۔

روئے صنم از بار دلم بر سر جلایسئ نور حق
عشق بار یار بانی بر در سر عالیٰ سبق ست

ترجمہ: محبوب کے چہرے پر نور حق کا جلال ہے۔ عشق کو ریا سے پاک رکھ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ ترین درس ہے۔

محمدؐ از نور او ر پیغمبری نوری ورق ست
صاحب لولاک نبی خاتم پیغمبراں ست

ترجمہ: محمدؐ اس نور سے ہیں اور پیغمبری نوری اوراق میں سے ایک ورق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ افلاک پیغمبرؐ کے لئے تخلیق کئے ہیں جو کہ خاتم الانبیاء ہیں۔

از دل اہل صفا روئے مگردان اے دل
ہر کہ دو رست ازیں در بخدا نزدیکت

ترجمہ: اے دل! اہل صفا سے دوری اختیار نہ کر۔ جو انسان اس دنیا سے دور ہے وہ دراصل خدا کے نزدیک ہے۔

غزل 75

ہر کس براہ دوست چو بے پا و سر شود
روشاز آفتاب جہاں سر بسر یشود

ترجمہ: جو کوئی حق کی راہ پر سفر کے دوران خود کو فراموش کر دیتا ہے تو وہ آفتاب سے زیادہ پرنور بن کر زندگی گذارتا ہے۔

عاشق کسے بود کہ ز نام و نشان خویش
و ز جز رضائے دوست بکلی حذر شود

ترجمہ: حقیقی عاشق تو وہ ہے جسے اپنے نام و نشان تک کی پرواہ نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کے سوا ہر چیز سے دوری اختیار کرتا ہے۔

ہر دم بآر روئے محبت ز شوق دل
خون جگر ز دیدہ دما دم بدر شود

ترجمہ: دوست کی محبت میں ڈوب کر بھی اپنے چہرے سے خوشی کا اظہار کر مگر آنکھوں سے خونیں اشک جاری رکھ۔

مست الست را نبود جز غم وصال
تا روئے او ز قالب جا در صفر شود

ترجمہ: اس مست و مجذوب کو وصال کے غم کے سوا کوئی اور غم نہیں ہے۔ یہ سلسلہ جسم و جان کے رشتے کے استوار ہونے تک باقی رہے گا۔

عثمان ز سوز دل ہمہ شب اشک خون فشاں
امید آنکہ شاید در گہر شود

ترجمہ: عثمان تمام رات سوز دل سے آنکھوں سے خون آلود اشک بہاتے رہو اور پر اُمید رہو کہ یہ یہ اشک موتی و گہر میں تبدیل ہو جائیں گے۔

غزل 75

خوش وقت آنکساں کہ شبانروز روز شب
در شوق او بتاں شبانرروز روز شب

ترجمہ: وہ وقت کیا خوب ہے جب تیرے عاشق صبح سے رات اور رات سے صبح تک تیرے دیدار کے شوق میں گذارتے ہیں۔

نالند ہمچونی د گدازند ہمچو موم
فارغ نیند زمان شبانروز روز شب

ترجمہ: حق کے عاشق بانسری کی طرح محوگریہ وزاری ہیں اور شمع کی طرح پگھل رہے ہیں۔ رات و دن کے ایک لمحہ میں بھی وفارغ اور راحت میں نہیں ہیں۔

لرزند ہمچو بید ز باد غم فراق
میز ند زمان زمان شبانروز روز شب

ترجمہ: فراق کے غم میں دوست بید کے درخت کی طرح لرز رہے ہیں، وہ اسی طرح اپنے رات و دن گذار رہے ہیں۔

مستند ز جام عشق و طلب می کند جام
گویند بدہ دہان شبانروز روز شب

ترجمہ: حق کے عاشق حقیقی مے سے مدہوش ہیں مگر رات اور دن اسی مے کی طلب کا تقاضا کر رہے ہیں۔

از شوق روئے یار خبر ز جان
فارغ ز ایں و آں شبانروز روز شب

ترجمہ: جب سے روئے یار کے دیدار کی خبر ملی ہے۔ حق کے یہ عاشقان اپنے دن و رات میں دنیا اور دنیاوی معاملات سے لاتعلق ہو گئے ہیں۔

دائم براہ او بتکا پوی میروند
فرصت نہ یک زماں شبانروز روز شب

ترجمہ: یہ لوگ حق کی راہ پر تیزی کے ساتھ رواں دواں ہیں۔ دن و رات میں ان کو فرصت کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں ہے۔

عثمان شتاب در پی شان دم کیرست
زیشان تو داہ مال شبانروز روز شب

ترجمہ: اے عثمان وصال یار کے حصول میں ہر لمحہ کو غنیمت جان کر عجلت سے کام لے۔ اسی راہ میں دن و رات تیرے نالہ وفریاد ہی تیری کل کائنات کا سدراہ ہیں۔

غزل 76

خداوندا کریما بادشاہا
عزیزا مغمان آمرزگارا

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ کرم کرنے والے بادشاہ! میرے محبوب، نعمتیں بخشنے والے اور معاف و در گذر کرنے والے۔

ز حد بگذشت گر ناپسندی
کنی فضل و عنایت ایں گدارا

ترجمہ: اے اللہ! اگر میں نے اپنی حدود سے تجاوز کیا جسے تو نے ناپسند فرمایا۔ تو اس حالت میں بھی یہ فقیر و گدا تیرے فضل و عنایت کا طلبگار ہے۔

ندارم غیر تو دیگر پناہے
پناہے ہر دو عالم را پناہا

ترجمہ: اے اللہ! تیرے سوا کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ دونوں جہانوں میں تو ہی مجھے پناہ دینے والا ہے۔

تومی مقصود ما از ہر دو عالم
تو موجود پنہاں آشکارا

ترجمہ: اے اللہ! دونوں جہانوں میں میرا مقصود تو ہی ہے۔ تو ہی ہر ظاہر و پوشیدہ شے میں موجود ہے۔

ز انعامت ہمیدون چشم دارم
بخشی بر من مسکین گدارا

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے انعام و اکرام کا امیدوار ہوں۔ بس مجھ مسکین کی خطاؤں اور لغزشوں کو معاف کر دے۔

کہ ہست عثمان بجان مشتاق دیدار
نمای روی خود پروردگارا

ترجمہ: اے اللہ! عثمان دل و جان سے تیرے دیدار کا چاہنے والا ہے۔ بس اے پروردگار! تو اسے اپنے دیدار سے نواز دے۔

غزل 77

گم گشت درتو ہر دو جہاں از کہ جو یمت
ای بے نشان محض نشاں از کہ جو یمت

ترجمہ: دونوں جہاں تیری ذات میں پوشیدہ ہیں پھر کس کی تلاش میں پھر رہا ہے۔ تیرا تو کوئی نشان نہیں ہے اب کس کا نشان ڈھونڈ رہا ہے؟

دل در فانئے وحدت جان در لقائے صرف
من گم شدم دریں دو میاں از کہ جو یمت

ترجمہ: دل وحدت کی فنا اور جان اس کے دیدار پر قربان ہوگئی۔ میں ان دونوں کے درمیان گم ہو گیا ہوں۔ اب معلوم نہیں کس کی تلاش میں پھر رہا ہوں؟

در جست جوئے تو دلم از پردہ اوفتاد
ای در درون پردۂ جاں از کہ جو یمت

ترجمہ: دل تیری تلاش میں پردے سے باہر آ گیا ہے۔ نہیں معلوم اب درون پردہ کس کی تلاش میں پھر رہا ہے؟

در بحر بیکرانہ عشقت چو قطرۂ
گم شد نشان نشاں از کہ جو یمت

ترجمہ: عشق کے بے کراں دریا میں قطرہ کی مانند گم ہو گیا ہوں، معلوم نہیں اب یہ بے نشان کس کی تلاش میں پھر رہا ہے؟

شد عشق نور ذات تو ای نور تو آتش
عثمان چنا نشاں کند آتشی ز طور از کہ جو یمت

ترجمہ: تیرا عشق ذات نور بن گیا ہے اور یہ تیرا نور آتش ہے۔ عثمان اس کے ساتھ ویسا ہی کر جیسا آگ نے طور کے ساتھ کیا تھا۔ اب تو کس کی تلاش میں پھر رہا ہے؟

رباعی

گر طالب مائی بطلب مرادی
دریافتن ماست ترا جمله مرادی
از بسکه دودیده نه ر خیالت دارم
در ہرچہ نظر کنم توئی پند ارم
ایں ست کمال مرد از راہ یقین
در ہر چہ نظر کند خدا را بیند
استاد تو عشق ست چو آبخا برسی
او خود بزبان حال گوید ایں کن
عاشق حسن خود ست آں بے نظیر
حسن خود را خود تماشا میکند
من و تو درمیان کاری یندارم
بجز بیوجہ یبنداری ندارم
جانرا بفدیہ میدہم دیگر چہ میخواہی بگو
سر را بپا یت می نہم دیگر چہ میخواہی بگو
ہر چہ بتو می رسید نوش کندہ تلخ مکن
گر تو دگر می کجی کار بتر می شود
ایدل بہوس برسرکاری نرسیے
تاغم نخوری بغم کساری نرسیے
چوں دلت از عشق او پژماں شود
ہر چہ میخواہی تو اندم آں شود
باہی بسوزد ز عالم گناہ
باشکی بسوی دروں سیاہ
چوں بکریانم بجو شد رحمتم

آں خرد شندہ بنو شد رحمتم
حزن بدست از کہ یار نکوست
دل گر حزیں گشت خدا یارا دست
عاشقاں را نصیب از معشوق
جز خرابی جاں گذاری نیست
ہر کہ نالانست و گریاں و حزیں
عاشقی حق ست و با حق ہمنشیں
چو من سرمایۂ جز غم ندارم
چرا ہر لحظ صد ماتم ندارم
کفر باطل حق مطلق را بخود پوشید نیست
کفر حق خود را بخود پوشید نیست
بپائے طلب رہ بد انجا بری
و ز انجا ببال محبت پریے
ہر چہ زد توحید بر جانش رقم
جملہ ہم گردد روا نیز ہم
ترک دنیا گیرتا سلطان شویے
ورنہ ہمچوں چرخ سرگرداں شویے
دوست زان سر گشتہ میدارم مدام
زانکہ اوز جان سیر آید تمام
در گوش خویش می شنو کان فلاں نماند
در گوش دیگراں خبرت ہم رسید نیست
ہلاک باہمہ بیناں عشق خواہد بود
کجا ست یار کہ با ماسر صفر دارد
ای بیخبر ز حالت مستاں با خبر
بہر نظارہ بخرا بات در گذر

کان ہمہ زیر کان عالم ریش ست
زان منزل پر خطر کہ اندیش ست
زاہد اں از مرگ مہلت خواستند
عاشقاں گویندنی ز ودباش
از سوز محبت چہ خبر اہل ہوس را
ایں آتش عشق ست نہ سوز د ہمہ کس را
خوش عروسی اسّت جہاں از رہ صورت لیکن
ہر کہ پیوست بدو عمر خودش کا بین دارد
عبد او باش ہر چہ خواہی کن
ز آن او باش بادشاہی کن
بودن نگار جو انمر دان باشد
کار کن کا ربگذر از گفتار
راہی ست راہ عشق کہ ہیچش کنار نیست
کانجا مگر کہ جاں بسپارند چارہ نیست
چہ نیکو متاعی ست کارا گہے
ازیں نقد عالم مباد ا تہیے
جہان آں کسی راست کاندر جہاں
شود آگہہ از کار کار آگہاں
زندگانی نتواں گفت حیات کہ مراست
زندہ ایں ست کہ باہ ست وصال دارد
کار دنیا چیست بیکاری ہمہ
چیست بیکاری گرفتاری ہمہ
ہر گز نخورم غم کہ نخوا ہم مردن
بلاندوہ کہ فردا کہ چہ خواہم خوردن
ملجیسی مشد لیش مرد ہشیار

کہ مارا از حقیقت کن خبر دار
جو ابش داد آں پیری طریقہ
کہ دہ چیز ست در معنی حقیقہ
بگویم یا تو نیکو تا نپوشی
یکی کم گفتن ست و نہ خموشی
ز خاموسی ست بردست شہان باز
کہ بلبل درقفس ماندہ ز آواز
چو چشمہ در جوش باشی
کہ دریا باشی او خاموش باشی
رومرا د مہیا رہا کن نامراد یہا بساز
نامرادیی تانگر بامرادی کی رسی
قلندر شو قلندر شو دروں خود فرو میرو
بخور خون جگر خو خو بزن خہ خہ بخاشے مو
خوش انکہ گفت گفتم بطیب حال ایں درد نہاں
گفتا کہ بخبر ذکر دوست بر بند دہاں
گفتا کہ عذاب گفت خون جگر
گفتم پرہیز گفت از ہر دو جہاں
آدمی بہو بیغمی را نیست
پائی در گل آدمی را نیست
درمیان موج دریا تختہ بندم ساختیے
بازمی گو کہ ترمکن ہو یار باش
حدیث زلف بیجانت مرا گفتن نمی آید
بہر شکلی کہ میگویم ہمی بیحد زبان من
کماکش دوئی ہر اندیشۂ برنسبت خردارا
پشت ازیں اندیشۂ بشکست

اہل دِل را ذوق فہم دیگر ست
کآن فہم ہر د عالم برترست
نیک و بدد رکار او یکساں بود
خود کہ عشق آیدنہ ایں و آں بود
ای بر ادر ایں سخن ز اں تو نیست
مرد ایں ذوق در جہاں تو نیست
ہر چہ دار د پا گہہ در باز و نیفتد
تا وصال دوست دریا بد نیفتد
دیگر انز ا وعدۂ فرد ا بود
لیکن ایں نقد در ینجا خود بود
تانسوزد خویش را یکبار گیے
کی تو اندر ست از غم خوار گیے
می تند پیو ست در سوز و گذار
تا بجائی خود رسد نا گاہ باز
د ز بچشم عقل کشائی نظر
عشق را بر گر بنی با ز سر
خلق اطفال اند جز مست خدا
نیست بالغ جز رسیدہ آہوا
حدیث عشق میگوئی دل بادیگراں بندیے
در تیغ آخر نمید انی کجا دریکہ میانہ آید
چوں بود ایں درد دامن گیر تو
بس بود ایں درد دائم مہر تو
جائی شیرم زہر دادی بہ بودی
انیدراں معرض کہ ناقم می برید
عاشقم بر قہر و لطف دی بیحد

ایں عجب من عاشق ایں ہر دصد
خیز بر خود ماتم ہجر اں بدار
چوں نداری شادئی از وصل یار
تن مہجور چوں رنجو ر نبود
چہ تابی کوہ دار و رشتہ تابی

ترجمہ: اگر تو ہمارا طلبگار رہ ہے تو ہم سے ہر طلب کا تقاضا کر۔ تمہاری تمام مرادوں کو پورا کرنا ہمارا کام ہے۔ تیرا ہی خیال میری دونوں آنکھوں میں بسا ہوا ہے جو کچھ دیکھتا ہوں اس میں تو ہی تو نظر آتا ہے۔ انسان کا کمال یقین یہ ہے کہ جس چیز پر بھی نظر ڈالتا ہے اسے اس میں خدا تعالیٰ نظر آتا ہے۔ تیرا استاد عشق ہے جب تو ایک مقام خاص پر پہنچتا ہے تو وہ خود تجھ سے کہتا ہے کہ یہ کام کر۔

عاشق خود بھی حسن بے مثال کا مالک ہے۔ اور اپنے حسن سے خود ہی لطف اندوز ہوتا ہے۔ ہم عاشق و معشوق کے درمیان میں مداخلت نہیں کرتے۔ بغیر علت کے قیاس آرائیوں سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔

میں تمہاری خدمت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ مزید اور کیا مانگتے ہو۔ میں اپنا سر تمہارے قدموں پر رکھتا ہوں۔ مزید مجھے سے کیا مانگتے ہو۔ جو کچھ تجھے میسر آئے صبر شکر سے نوش جان کر۔ اگر انکار کرے گا تو کام بگڑ سکتا ہے۔

اے دل! ہوس و لالچ سے مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ بغیر غمگیں و رنجیدہ ہوئے دوسرے کے غم و درد کا احساس نہیں ہوسکتا۔ جب تیرا دل عشق کے ہاتھوں پریشان ہو تو اس لمحہ جو دعا مانگے گا قبول ہو جائے گی۔

تو اپنی آہوں سے دنیا کے گناہوں کو جلا کر بھسم کر سکتا ہے اور اپنے آنسوؤں سے باطنی سیاہی کو دھو سکتا ہے۔ میرے رونے سے تیری رحمت جوش میں آجاتی ہے اور آہ فریاد کرنے والا رحمت الٰہی سے مستفیض ہوا ہے۔

غم واندوہ اور تیری گریہ زاری دوست کو پسند ہے۔ دل جس قدر غمگین ہو گا خدا تعالیٰ کے نزدیک اتنا ہی عزیز ہو گا۔ عاشقوں کو اپنے محبوب سے سوائے بدحالی و دلسوزی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

جو کوئی گریاں و نالاں و پریشان ہے یہ سب عاشق کے تحفہ ہیں عاشق حق ہے اور تو اس کو حاصل کر غم و اندوہ کے سوا میرا کوئی سرمایہ نہیں پھر کیوں ہر لحظہ گریہ زاری نہ کروں۔

باطل کفر حق مطلق کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا ہے۔ حق نے کفر سے خود کو پنہاں و پوشیدہ نہیں رکھا ہے۔ جہاں تک طلب ہوگی وہاں تک قدم جائے گا۔ اور وہاں سے محبت کے پروں سے پرواز شروع ہوگی۔

جو کچھ توحید نے اس کی روح پر رقم کیا تھا وہ سب کچھ اس کی طرح گم ہو گیا ہے دنیا کو ترک کر دے تا کہ اصلی بادشاہت حاصل ہو سکے وگرنہ آسمان کی طرح سرگرداں رہو گے۔

میرا دوست اس وجہ سے ہمیشہ سرگشتہ و پریشان ہے کہ وہ اپنی روح سے نالاں ہے۔

تجھے اکثر خبر ملتی ہے کہ فلاں فوت ہو گیا ہے۔ کسی روز دوسروں کو بھی خبر ملے گی، کہ تو فوت ہو گیا ہے۔

ہم سب عاشق ایک روز ہلاک ہو جائیں گے۔ کہاں ہے وہ دوست جو ہمارے ساتھ ہلاک نہ ہوگا۔ اے مدہوش و مست عاشقوں کی حالت زار سے بے خبر کبھی نظارہ کے طور پر خرابات وکھنڈرات کی سیر کی۔

دنیا کے تمام دانشمند نگران و پریشان حال ہیں کیونکہ انہیں اپنی آخری پرخطر منزل کی خبر ہے۔ زاہد فرشتہ موت یعنی عزرائیلؑ سے مزید زندگی کی مہلت مانگیں گے جب کہ عاشق کہیں گے کہ جلدی کرو ہمیں کوچ کی جلدی ہے۔

اہل ہوش و دنیا دار کو محبت وسوز و گدازی کی کیا خبر یہ آتش عشق ہر کسی کو نہیں جلاتی۔

یہ دنیا ایک خوبصورت دلہن کی مانند ہے۔ جو کوئی اس سے عقد باندھتا ہے تو اپنی عمر کو بطور مہر پیش کرتا ہے۔

اس کا غلام بن کر پھر جو چاہے کر۔ اس کا وفادار بن اور بادشاہی کر۔ محبوب بننا جوانمردی کا کام ہے کام کر اور زیادہ گفتار سے پرہیز کر۔

راہ عشق ایسا راستہ ہے جس کے کنارے کوئی سہارا نہیں ہے۔ جہاں بہت سے لوگوں کی جان کو امان نہیں ہے۔

آ گاہی وشعور ایک بہت بڑا سرمایہ ہے خدا نہ کرے دنیا اس نعمت سے خالی ہو جائے۔

یہ دنیا اسی کی ہے جو اس دنیا اور اس کی چیزوں سے آ گاہی رکھتا ہے۔ زندگی میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ میں حیات ہوں۔ کیونکہ زندہ تو وہ ہے کہ جسے دوست کا وصال نصیب ہو۔

دنیا کے تمام کام بے کار و بے فائدہ ہیں۔ بیکاری کیا صرف ظاہری مصروفیت ہی مصروفیت ہے۔ میں اس بات سے غمزدہ نہیں ہوں کہ میں نہیں مروں گا۔ یا اس وجہ سے غمگین نہیں ہوں کہ کل کیا کھاؤں گا۔

اے عاقل! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ ہمیں حقیقت سے خبردار کر۔ کب تک دریا کی طرح خاموش رہو گے۔ اس پیر طریقت نے جواب دیا کہ درحقیقت دس باتیں قابل توجہ ہیں۔

وہ تمام باتیں تجھے بتاتا ہوں اول کم گفتگو ہے مگر اس سے مراد خاموشی نہیں ہے۔

خاموشی کی بدولت باز بادشاہوں کے ہاتھ پر آزاد زندگی بسر کرتا ہے مگر بلبل اپنی آواز کی بدولت قفس میں بند ہے۔

چشمہ کی طرح پر جوش نظر آتے ہو۔ سمندر کی طرح ساکت وخاموش بنو۔

جو نعمتیں میسر ہیں ان کا شکر ادا کر جو میسر نہیں ہیں ان کے لیے دعا کر۔ اگر نامرادی کو ملاحظہ کرتا رہے گا تو پھر بامراد ہو سکے گا۔

قلندر بن کر اپنے آپ میں ڈوب جا۔ خون جگر پی مگر خاموشی اختیار کر۔

کیا خوب بات ہے جب طبیب سے میں نے اپنے دردنہاں کا ذکر کیا تو اس نے کہا اپنے دوست کا ذکر غیروں سے مت کر اور خاموشی اختیار کر۔

اس نے کہا کہ گفتگو کا عذاب خون جگر ہے۔ میں نے کہا کہ دونوں جہانوں کی گفتگو سے پرہیز کر۔

انسان اور غم لازم وملزوم ہیں۔ استحکام و پائیداری انسانی فطرت میں نہیں ہے۔

دریا کی موجوں کے درمیان میں تختے لگائے ہیں مگر اس کے باوجود کوشش کر رہا

ہے کہ تختے گیلے نہ ہوں۔ پس احتیاط سے کام لو۔

تیری زلف کی تعریف وستائش میرے بس کا کام نہیں ہے جس شکل میں، میں کہتا ہوں وہی میری آخری حد ہے۔

ہر فکر پر اس کا کمال عقل کے مطابق ہے۔ پس ہر اندیشہ و وسوسے کو ختم کر دے۔

اہل دل کا ذوق وفہم عوام الناس (عام لوگوں) سے مختلف ہے اور یہ فہم ہر دو عالم سے برتر ہے۔

اس کے ہر کام میں نیک و بد برابر ہیں وہ کسی عام عشق میں مبتلا نہیں ہے۔

اے بھائی! یہ بات تمہاری معلوم نہیں ہوتی ہے ایسے ذوق کا آدمی اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔

اسکے پاس جو کچھ ہے وہ اس کے حوصلہ اور ہمت سے بڑھ کر ہے۔ وصال دوست کے میسر ہونے پر خدشہ ہے کہ وہ خوشی سے بے قابو نہ ہو جائے۔

جو چیز دوسروں کیلئے وعدہ فردا تھی وہ نقد یہاں موجود تھی۔

خدشہ تھا کہ وخود کو یکبار جلا ڈالے گا اس لیے وہ غم سے کیسے نجات حاصل کر سکتا تھا۔

اس نے اتنا زیادہ خود کو عشق کے سوز وگداز میں جلایا کہ اچانک خود کو مقام خاص پر پایا۔

اگر عقل کی آنکھیں کھولو گے تو کبھی بھی عشق کو پیچیدہ و پر اسرار نہیں پاؤ گے۔

سوائے مست و مدہوش لوگوں کے تمام مخلوق بچوں کی مانند ہے۔ عوام الناس میں بالغ نظر کوئی بھی نہیں ہے۔

بہ ظاہر عشق کی باتیں کرتے ہو مگر دل غیر اللہ سے لگایا ہے۔ کیا نہیں جانتے ہو کہ دو تلواریں ایک نیام میں نہیں سماتی ہیں۔

چونکہ یہ درد عشق دائم تمہارے ساتھ ہے لہٰذا دائمی درد تمہارے لیے الفت ومحبت کا باعث بن گیا ہے۔

تم نے دودھ کی بجائے مجھے زہر دیا ہے یہی نہیں بلکہ مجھے میری ناف سے بھی محروم کر دیا۔

میں تیرے لطف وقہر دونوں کا عاشق ہوں عجیب بات ہے کہ میں ان دو متضاد

چیزوں کا عاشق ہوں۔
اٹھ اور اپنے ہجر و فراق پر ماتم کر۔ کیونکہ دوست سے وصال کی خوشخبری نہیں ملی ہے۔ محبوب کے ہجر میں بدن نا راحت ہے۔ پہاڑ اپنے پہاڑی سلسلہ سے دوری پر کیوں بے تاب نہ ہو۔

بمیری چوں زخود مردن چہ می ورزی جہانداری
نمیدانی نمی بینی چہ می ورزی جہانداری
چونا دانی نمید انم چہ می ورزی جہانداری
تو مرغ لا مکان بودی فرو ماندی بدین دنیا
کہ نادانی ز نا دانی چہ می ورزی جہانداری
چرا بر خود ستم آری کبر مانی خوف چینے
مگر کوری نمی بینی چہ می ورزی جہانداری
بیکدم می تو انی ہر دو عالم را خریدن تو
ولی قیمت نمیدانی چہ می ور زی جہانداری
چہ مغروری دریں فانی کہ فانی خود نمی ماند
دریغادر چہ سامانی چہ می ورزی جہانداری
دریں بازی چہ می تازی کہ جانی ناز بازی نیست
بیا بگذارایں فانی چہ می ورزی جہانداری
اگر ترک ہوا گیری شوی سلطان عالم
سراز افلاک گذرانی چہ می ورزی جہانداری
بیا عثمان در ماندی فنا شو پیش از مردن

ترجمہ: تو نہیں جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ کس طرح حکمرانی کر رہا ہے۔ چونکہ نادان ہے اور بالکل نہیں جانتا ہے کہ کس طرح حکومت کر رہا ہے۔ تو ایک مرغ لا مکان تھا کیوں اس دنیا تک محدود ہو گیا ہے۔ پس کم عقل ہے اور اس کم عقلی سے کیسی حکومت کر رہا ہے۔
کیوں اپنی ذات پر ظلم کر رہا ہے۔ موتی ہونے کے باوجود کیوں مٹی کی ٹھیکری

چن رہے ہو۔ کیا تو نابینا ہو گیا ہے تم ایک وقت میں دونوں جہانوں کو خرید سکتے ہو۔ مگر افسوس کہ تمہیں اس کی قیمت نہیں معلوم پس یہ کیسی حکومت کر رہے ہو۔

اس چند روزہ دنیا پر کیا تکبر کر رہے ہو۔ افسوس کس ساز و سامان پر اتحاد کر بیٹھے۔ پس کیسے حکومت کر رہے ہو۔ یہاں جو کھیل کھیل رہے ہو اس پر افتخار و تکبر کی کوئی بات نہیں ہے۔ پس اس فانی دنیا کو ترک کر دو کیونکہ یہاں حکمرانی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اگر تو دنیاوی حرص و ہوس کو ترک کر دے تو حقیقت میں سلطان عالم ہو وگرنہ یہاں حکومت کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ عثمان آؤ کیونکہ تھک گئے ہو۔ مرنے سے پہلے دنیا سے ترک تعلق کر لو۔ اگر تم نے ایسا کر لیا ہے تو پھر اس حکومت و حکمرانی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

بکر و عاشقاں میرد کہ رستی
براہ صادقاں میرو کہ رستی
بر او حق بھر دم تازہ جانی
فدا کردان روان میرو کہ رستی
خلاصی گرہمی خواہی ز غمہا
بما فکر جہاں میرو کہ رستی
اگر خواہی سعادت ہر دو عالم
طلب پیر مغاں میرو کہ رستی
فدا کن ہر چہ داری رہ دوست
بسر غلطاں دواں میرو کہ رستی
بیا و بزم گاہ درد منداں
زدیدہ خون فشاں میرو کہ رستی
بیاد رتو شئہ عجز و نیازی
بزاری زارہا میرو کہ رستی
اگر وی فنا در راہ جاناں

بقایا بی ازاں میرو کہ رستی
بجان و دل خدا مست سالکان کن
پی شاہی جہان میرو کہ رستی
براہ عاشقاں سامان نیاید
مجرد آئی بان میرو کہ رستی
بنہ سردر رہ چوگان معشوق
مزن دم ضرب آں میرو کہ رستی
سواری عشق شو عثمان را آنہ
تنا در تن تنا میرو کہ رستی

ترجمہ: عاشقوں کی صحبت اختیار کرتا کہ نجات حاصل کر سکے۔ صادق وراست لوگوں کی راہ پر گامزن ہو جاتا کہ کامیابی حاصل کر سکے۔ راہ حق پر ہر لمحہ خوشحالی اور تازہ جان کا احساس ہو گا۔ دل و جان کو قربان کر دے تا کہ نجات ورستگاری حاصل کر سکے۔
اگر غموں سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو دنیا کی فکر کو ترک کر دے، کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اگر دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی حاصل کرنا چاہتا ہے تو پیر مغاں کی صحبت اختیار کر نجات حاصل ہو جائے گی۔
دوست کی خاطر تمام سرمایہ قربان کر دے دریائے حقیقت میں غوطہ لگانے والوں کی پیروی کر۔ نجات حاصل ہو جائے گی۔ دردمندوں کے دکھوں کا احساس کرتے ہوئے آنکھوں سے خونیں آنسو بہا کامیابی حاصل ہو جائے گی۔
آؤ اور بارگاہ الٰہی میں عجز و انکساری سے گریہ و زاری کرو، کامیابی کامرانی حاصل کر سکو گے۔ اگر اس نے محبوب کی خاطر خود کو قربان کر دیا ہے تو گویا اس نے حیات جاوداں حاصل کر لی ہے نجات و کامیابی اس کا حق ہے۔
دل و جان سے سالکین حق کی خدمت بجا لا۔ دنیاوی بادشاہوں کے پیچھے مت جا۔ اس طرح کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکو گے۔ راہ حق پر ساز و سامان کے ساتھ آنا درست نہیں۔ پس تنہا آؤ تا کہ نجات و کامیابی حاصل کر سکو۔
دوست کے آستانۂ چوگان پر سر رکھ۔ اور کھیل کی ضربوں پر آہ وزاری مت کر

تا کہ نجات پا سکو۔ عثمان عشق کی سولی پر سوار ہو جا اور خوشحال و خرم منزل پر روانہ ہو جا تا کہ تو نجات حاصل کر سکے۔

دلا اسرار حق آسان ندانی
جگر خوارست ہر دم جانفشانی
بیادر باز جان در عشق بازی
اگر خواہی حیات جاودانی
تو دریائی درون دوست گوہر
بدست آری چو غواصے تو اپیے
چو فو احسان بدریا اندرون شو
بدر کن کسیوت دنیاء فانیے
چو یونس گر تو باشی مرد غواص
براری درر بحر بیکر اپیے
کلیم اللہ بطور عشق برسد
بشد بیخودز حرف لن تر اپیے
چو عشق از جان آدم شد ہویدا
برون آمد ز ملک انس جانیے
خلیل اللہ بعشق حق تعالیٰ
کند قربان ہمی محبوب جانیے
چو یوسف ہر آمد صادق اینجا
بود سلطان ملک و جہانیے
بیار باز عثمان جان بجانان
اگر خواہی تجلی دل نہانیے

ترجمہ: اے دل اسرار حق تک آسانی سے دسترس حاصل نہیں ہوتی۔ ہر لمحہ جگر خواری اور جانفشانی کرنا پڑتی ہے۔ آؤ عشق کی بازی میں جان سے ہاتھ دھولو۔ اگر حیات جاوداں حاصل کرنا چاہتے ہو۔

تو ایک دریا کی مانند ہے جس میں دوست کے موتی و گوہر ہیں پس ایک غوطہ خور بن کر ان کو حاصل کر لے۔ پس ایک ماہر غوطہ خور کی طرح دریائے حقیقت میں چھلانگ لگا دے اور فانی دنیا کو ترک کر دے۔

اگر تو حضرت یونس علیہ السلام کی طرح غوطہ خور بنے گا تو گہرے اور بیکراں دریا سے سلامت نکل آئے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، کلیم اللہ جب کوہ طور پر عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کر گئے تو اپنی خواہش کے تکمیل نہ ہونے یعنی خدا تعالیٰ کا جواب ''کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا'' سن کر بے ہوش گئے۔ پس ایک ماہر غوطہ خور کی طرح دریائے حقیقت میں چھلانگ لگا دے اور فانی دنیا کو ترک کر دے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کا عشق ظاہر ہوا تو وہ وجود انسان سے باہر نکل آیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نے عشق خدا تعالیٰ کی خاطر اپنی عزیز جان کو ہی قربان کر دیا۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک عاشق صادق کا ثبوت دیا تو انہیں دونوں جہانوں کی بادشاہت حاصل ہوئی۔ عثمان ایک بار پھر اپنی جان محبوب پر قربان کر دو تا کہ تجلی قلب سے باریاب ہوسکو۔

فدا کن براہی خدا ہر چہ ہست
ہمہ خان ومان راو جان ہم درد
بیا د خدا باش دائم مدام
بہر کار باری و حال ہمو
دما دم بیاد خدا باش مست
اگر ہوس داری رضا حق بجو
مخور غم بروئی زپلنگ ز غیب
رسد بیگانہ رزق روزی بتو
بیدین محمدؐ رسول خدا
ز سر پائی کردہ دریں راہ رو
چو عثمان میان سائی از درد حق
مگر وقت خفتن بکو راندرو

ترجمہ: اگر عاشق ہے تو محبوب کی خاطر جان قربان کر دے۔ خدائے بزرگ و برتر کے سوا کسی کی عبادت نہ کر۔ جو کچھ ہے خدا کی راہ میں قربان کر دے۔ اپنا گھر بار جان و سرمایہ سب کچھ قربان کر دے۔

ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی یاد میں مست و بے حال رہ۔ اگر تو رضائے حق کا طلب گار ہے۔ جنگلی حیوانات سے خوفزدہ مت ہو۔ تیرا رزق بہر حال تجھ تک پہنچ جائے گا۔ خدا تعالیٰ کسی نہ کسی طرح رزق روزی تجھے فراہم کر دے گا۔

حضرت محمد ﷺ کے دین کو اپنا لے اور پھر نہایت خلوص سے اس راہ حق پر گامزن ہو جا۔ عثمان کی طرح درمیاں راہ میں درد حق سے ناراحت مت ہونا۔ مگر سونے کے وقت کہنا کہ سفر جاری رکھیں۔

یارب دل پاک و جان آ گاہم دہ
آہ شب گریۂ و سرکا ہم دہ
در راہ خود اول ز خودی بیخود کن
بیخود ز خود آنکہ بخودراہم کن
یارب ہمہ خلق رابمن بد خوء کن
وز جملہ جہانیاں مرا یکو کن
روئی دل من ضرب کن از ہر جہتے
در عشق خودم یکجہت یک سو کن
یا رب ہر با نیم رجر مان چہ شود
راہی دہیم بکوئی عرفان چہ شود
در افسر فقر سر فرازم گردان
در راہ طلب محرم رازم گردان
بس کبر از کرم مسلمان گردی
یک کبرد گر کنی مسلمان چہ شود
یارب زدون کون بی نیازم گرداں
زان رہ کہ نہ سوئی تست بازم گرداں

عثمان علی نور ازیں حق بودم
نوری نیاز حسین را طالب شدم بہ

ترجمہ: اے خدا تعالیٰ! پاک قلب و روح عطا کر۔ آہ شب و گریہ زاری صبح عطا کر۔ حق کی راہ میں پہلے خود کو فراموش دے۔ پھر اسی بیخودی کے عالم میں اپنی جانب توجہ مبذول کر۔

اے خدائے بزرگ و برتر! تمام لوگوں کو مجھ سے بدخواہ و بدظن کر دے۔ تمام لوگوں سے مجھے کنارہ کش ہونے کی توفیق دے۔ میرے دل کو ہر طرح سے دکھ و آزار دے کر آزما لے۔ اپنے عشق میں اتنا گرویدہ بنا لے کہ مجھے کسی اور جانب کی خبر نہ رہے۔

یارب! ہمیں اپنی خطاؤں و گناہوں سے نجات دے۔ کوچہ عرفان میں ہماری رہنمائی فرما۔ مجھے اپنی فقر کی دولت سے سرفراز فرما۔ عشق کے راستے میں مجھے اپنے رازوں کا محرم بنا لے۔

بہت سے متکبر و سٹھیائے ہوئے لوگ تیرے کرم سے مسلمان ہو گئے ہیں ایک احسان اور کر اور مسلمانوں کو ہدایت دے۔ یا رب! پست فطرت لوگوں سے مجھے بے نیاز کر دے۔ جو راستے تیری طرف نہیں جاتے مجھے اس سے واپس لوٹا دے۔ عثمان علی حق کا نور ہے۔ اب اس نور کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے نور کا طلبگار بنا دے۔

از ہستی تو ہستم من ہیچ نہ ام و اللہ
و از بوئے تو من مست تم ہیچ نہ ام واللہ
ہستی تر ایا بم ہر سو کہ می بینم
خود اسم باطلسم من ہیچ نہ ام و اللہ
ہر سو کہ ذوق شوقت خود می کنم نظارہ
از ذوق تو درد قم من ہیچ نہ ام واللہ
در دیدہ تو ئی بینا ہر دیدہ کہ می باشد
در دیدہ تو بینایم من ہیچ نہ ام و اللہ

ہر جائی کہ گفت کوئی ست آں گفت کوتو باشد
در گفت تو گویا نم من ہیچ نہ ام واللہ
ہر جا کہ روم خانہ آں خان ز تو روشن
در خانہ ترا بینم من ہیچ نہ ام و اللہ
ہر بود کہ می باشدان بود تو می باشد
از بود تو می باشم من ہیچ نہ ام واللہ
عثمانِ تو مجنو نیت در یاب مجنوں
در عشقِ تو مجنونیت من نہ ام و اللہ

ترجمہ: تیری ہستی سے میرا وجود وابستہ ہے وگرنہ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ تیری خوشبو سے میرا وجود قائم ہے وگرنہ میں تنہا کچھ نہیں ہوں۔ جس طرف نظر ڈالتا ہوں تیری ہی ہستی نظر آتی ہے۔ میں اسم باطلسم کی مانند ہوں۔ واللہ میں کچھ نہیں ہوں۔

جس طرف بھی تیرے ذوق وشوق کو دیکھتا ہوں با خدا میرے اور تیرے ذوق میں کچھ فرق نہیں ہے۔ تو نے ہی مجھے بینائی کی دولت سے نوازا ہے جس سے ہر سو تجھے ہی دیکھتا ہوں۔ پس آنکھوں کی بینائی سے تو نے نوازا ہے وگرنہ میں تو تنہا کچھ بھی نہیں ہوں۔

ہر جگہ ہر گفتگو کا موضوع تیری ہی ذات ہے۔ تیری ہی دی ہوئی قوت گویائی کو استعمال کر رہا ہوں وگرنہ میں خود کچھ نہیں ہوں۔ جس جگہ بھی جاتا ہوں وہ جگہ تیرے نور سے منور ہو جاتی ہے۔ ہر جگہ میں تجھے ہی دیکھتا ہوں میں تنہا کچھ نہیں ہوں۔

ہر جگہ کا وجود تیرے وجود سے وابستہ ہے۔ میں بھی تیرے ہی وجود کا حصہ ہوں وگرنہ باخدا تنہا میری کچھ حیثیت نہیں ہے۔

عثمان تو جنون کو مجنوں سے سیکھ، میں تیرے عشق میں مجنوں کی طرح ہو گیا ہوں وگرنہ میں خود تنہا کچھ نہیں ہوں۔

از گل ایں گلاب خود گویم
کہ از دسر دوش خوشبویم

تو اگر گلاب خود شنی
مکن آتش زتہ اگر انتی
یعنی از کرم خور دنت بگذر
تا زند سردی گلابت سر

ترجمہ: میں گلاب کے پھول کی بات کر رہا ہوں۔ جس سے ہلکی اور تیز دونوں خوشبوئیں آتی ہیں۔ اگر تم نے اپنے گلاب کی خوشبو ملاحظہ کر لی ہے تو پھر اگر بتی کے نیچے آگ مت جلا۔ تو گرم چیزوں کو کھانے سے گریز کر تا کہ تجھے اپنے گلاب کی مہک محسوس ہو۔

زسودائی جہاں بگذر اگر سودائی ماداریے
ہواؤ حرص را بگذار اگر مارا ہوس داریے
تو مار ادور میدانی سرت را کوئی میدان کن
بکن چوگان اگر مردی کہ کوئی پیش ماداریے
بیا یک صبحدم بدر گھم با درد سوز دل
باز چوگا مست برنمی آید برائی من کلہ داریے
طلب کردہ چوان فرعون جوئی خشک شد دیار
بجان و دل طلب عثمان اگر میلی بما داریے

ترجمہ: تو دنیاوی محبت کو دل سے نکال دے، اگر تو ہم سے مخلص ہے تو دنیاوی حرص و ہوس کو ترک کر دے اگر ہمارا طلبگار ہے۔ تو ہمیں دور سمجھتا ہے پس میدان بازی میں آ اگر تم میں مردانگی ہے تو چوگان کا کھیل کھیل۔ مگر اس کی گیند ہمارے پاس ہے۔
ایک صبح ہماری درگاہ پر سوز و درد سے آؤ۔ مگر واپسی کے لیے تمہارے قدم نہیں اٹھیں گے۔ لہٰذا ہم سے گلہ مت کرنا۔ فرعون کی طرح تقاضا کر رہے ہو جب ندی خشک ہوگئی تھی۔ پس اے عثمان! اگر تو ہمارا مخلص ہے تو دل جو جان سے حق کا طلبار بن جا۔

نیست دیوار نقش ہر چہ بود
نقش دیوار کوش ہر کہ بود

خود یقین نشان عین بود
کی یقین ز عین بیں بود

ترجمہ: دنیا کی ہر چیز نقش دیوار سے زیادہ کچھ نہ تھی۔ جو کچھ تھا محل کی دیواروں کے نقش کی طرح تھا۔ یقین آنکھ کی نمائندگی کرتا ہے۔ مگر کیا یقین آنکھ سے زیادہ روشن وواضح ہوتا ہے۔

زندہ دل رست از غم مرون
غم ایمان بود نز ابرون
زندہ دِل ہمراہ است انیمانش
مر د مر کس سلامتشن جانش

ترجمہ: زندہ دل موت کے غم سے نجات پاتا ہے۔ تیرا مرنا غم ایمان ہے۔ زندہ دل ایماندار ہوتا ہے۔ جو مر گیا اس نے اپنی جان کو محفوظ کر لیا۔

ہر نیک و بدی کہ در دلت کار دیست
مثو ہمہ را بیاد ایزد کہ رداست
گر تشنہ ذوق و جمیعت ہست دلت
سر چشمۂ ذوق و جمعیت یا وحداست

ترجمہ: وہ نیکی و بدی جو تیرے دل کو اذیت دیتی ہے تیرے رب کے سامنے درست ہے۔ اگر تیرا قلب اس کے ذوق و دیدار اور لوگوں کا طلب گار ہے تو گویا ذوقِ خدا تعالیٰ اور لوگوں کا سر چشمہ ہے۔

دامن طواف خانہ را بر چین
آہو آنرا گذار اندر چین
چشم آہوئی خودبخود وا کن
نافۂ خویش را تماشا کن

ترجمہ: اب اپنے گھر کے طواف کے سلسلے کو ترک کر دے۔ اور چینی ہرنوں کو گزرنے کا راستہ دے۔ اس طرح تیری ہرن جیسی آنکھیں خود بخود کھل جائیں گی اور تو اپنی ناف کو دیکھ سکے گا۔

پیر کامل تمام وصال بیست
پیر ناقص مدام نقالیست
وصل خواہی بہ پیش شاہ برد
نقل خواہی بخانقاہ برد

ترجمہ: پیر محبوب حقیقی سے وصال کا ذریعہ ہے۔ مگر ساختہ نقلی پیر صرف اور صرف ظ ظاہری دنیا تک محدود ہے۔ حق سے وصال کے لیے شاہ و پیر اصل کے پاس جا۔ اگر نقلی کام یعنی مصنوعی کام چاہتے ہوتو خانقاہوں کا رخ کرو۔

خود کمال ست باعث نقصان
دائمان روبروئی با ایمان
روی غیر نہ درمیانہ بود
عین پوشیدہ روبخانہ بود

ترجمہ: کمال خود نقصان کا سبب بنتا ہے۔ ہمیشہ ایمان سے روبرو رہتا ہے درمیان میں کوئی غیر نہ تھا بلکہ خود اپنے گھر میں پوشیدہ تھا۔

آں دگر را اگر نگاو کنی
چشم بر آدم الہ کنی
آدمیت کہ پردہ پوش شدہ
آں الوہتیش خموش شدہ

ترجمہ: اس دوسرے انسان کو اگر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ گویا خدا نے انسان پر نظر ڈالی ہے۔ وہ انسان جس نے پردہ پوشی اختیار کر لی ہے یا تارک دنیا ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خوش و راضی ہے۔

چیست توحید ذات دست دراز
ہر در بستہ ایشن باشد باز
دست نے یک کلید فیاضے
چہ کلیدیست دست اصلاچنے

ترجمہ: توحید کیا ہے؟ یہ دست دراز کی طرح ہے جو ہر جما ہوا در کھولتی ہے۔ بانسری ایک فیاضی کی چابی ہے۔ یہ چابی اچھے کاموں کے تالے کھولنے والی ہے۔

من اگر مست می پوشیم
آفتابی بدست می پوشیم
سر کشیدہ ز خان مستورہ
سوختہ صد ہزار معمورہ

ترجمہ: میں نے مستی میں مدہوشی کا لباس پہن لیا ہے۔ گویا کہ میں نے سورج کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ ایک پوشیدہ گھر سے سر نکالا ہے اور ہزاروں آبادیوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ہے۔

گر درد طلب داد دوا خواہد داد
گر داد طلب رہنما خواہد داد
گر وصل دہد امن دہد از اغیار
ہر کہ دہد شہتا غذا خواہد داد

ترجمہ: جب طلب کا درد دیا ہے تو اس کی دوا بھی دے گا۔ جب طلب دی ہے تو راہنمائی بھی کرے گا۔ جب وصال دیا ہے تو دشمنوں سے محفوظ بھی رکھے گا۔ جس نے بھوک دی ہے وہ خوراک بھی دے گا۔

خودراہ بہشتی کہ نشتی نگرفت
زیبا رفتار راہ شمتی نگرفت
یا گوشہ نشین یا ز یمی دریا گیر
ای شاہ کسی سرد کشتی نگرفت

ترجمہ: تو نے خودراہ بہشت کا انتخاب نہ کیا۔ خوش خرام یعنی نامناسب راہ کا انتخاب نہیں کیا۔ خشکی یا سمندر دونوں میں سے کسی ایک میں پنہاں ہو جا۔ اے بادشاہ! کسی نے دو کشتیوں میں ایک وقت میں قدم نہیں رکھا ہے۔

نان تخم آب و آب تخم خواب ست
خوابت تخم غفلت قفل بآب ست

دولت تخم دوزخ آتش تاب ست
راہ خلد از عیاں آں و آب ست

ترجمہ: نان، تخم، پانی اور تخم پانی خواب کا نتیجہ ہے۔ تیری نیند غفلت کے تخم پانی پر مشتمل ہے۔ تخم کا انجام دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ ہے۔ جبکہ پانی بہشت سے متعلق ہے۔

بادست چپم گفتم اگر روز غزاست
تن را سپر آلست حربی تو چراست
دلچسپ آں چو اب گفت اماراست
یاقوت دل چرا کہ دل جانب ماست

ترجمہ: میں نے اپنے بائیں ہاتھ کو بتا دیا ہے کہ آج لڑائی کا دن ہے۔ بدن ایک ڈھال ہے۔ پس تیری جنگ کیا ہے!؟ اس نے بہت دلچسپ جواب دیا کہ ہمیں بس حکم دیں کیونکہ دل کی قوت ہماری جانب ہے۔

تخم گل و تخم خار را دست کہ کشت
تا باز آورد میوہ خوب رزشت
بدہ جاں بجاناں اگر عاشقی
مزن دم بفرماں خالق جزو

ترجمہ: پھول اور کانٹے کے بیج کس نے کاشت کیے ہیں؟ کیونکہ بیج کی مناسبت سے ہی پھل حاصل ہوگا۔ یعنی اچھا اور برا۔ کشمیر اور ہندوستان کے لیے سال کی تقسیم اس طرح سے ہوسکتی ہے کہ چھ ماہ دوزخ اور چھ ماہ بہشت کے ہیں۔

مہر با نیست میکشد مارا
بین بایں قطرہ مہر دریارا
مہر چوں مہر ذرۂ در برداشت
ذرۂ خود بضا یعنی نگذاشت

ترجمہ: تیری مہربانیوں نے مجھے مار ڈالا ہے۔ ذرا قطرہ کے ساتھ دریا کی محبت کو دیکھ۔ اس محبت نے جب ذرّے کی محبت کو دیکھا تو اس نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

دین توحید ہر کرا آمین ست
با کس بنماید آنچہ راہ دیں ست
حلوانا دار گوید آں شیریں ست
دارندہ چشاندت کہ حلوا ایں ست

ترجمہ: دین توحید ہر ایک کا امین ہے، دین کی راہ پر چلنے والے کی راہنمائی کرتا ہے۔ غریب و نادار حلوے کو صرف ایک شیریں غذا سمجھتا ہے۔ مگر ایک ماہر بتاتا ہے کہ حلوا کیا ہے۔

ناصح بنصیحت خود او مغرورست
غافل کہ خود او بوضع خود مجبورست
آتش مختیار نیست در گرمی خویش
یخ در سردی ز اختیار او ورست

ترجمہ: ناصح اپنی نصیحتوں پر مغرور ہے اور فخر کرتا ہے گر اس بات سے بے خبر ہے کہ وہ بھی اپنے فعل میں مجبور ہے۔ آگ اپنی گرمی میں خود مختیار نہیں ہے۔ ٹھنڈک اپنی سردی میں ان دونوں کے اختیار سے آزاد ہے۔

حیرفی دارم شنو کہ حیرفی نیکوست
حیرفی ست کہ ہست مغربی پوست
ہر کہ من و تو از من و تو حرف کنم
حرف من و تو از من و تو نیست از وست

ترجمہ: میں تجھ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ غور سے سن کہ اچھی بات ہے اور بالکل ظاہر و آشکار ہے۔ جو کوئی تیری میری بات ہم سے کرتا ہے وہ دراصل ہماری نہیں بلکہ تیری ذات کے متعلق ہوتی ہے۔

گر ساق درخت رفت ای شاہ از دست
بی ساق درخت شاخ او یافت شکستہ
ہر خود نظر بلند اگر نکند پست
رفتا نظر بلندش از پائی نشت

ترجمہ: اے شاہ! اگر درخت کا تنا ٹوٹ جائے تو درخت کی شاخیں زمین پر گر جائیں

گی۔ جو کوئی اپنی نظر پست نہیں کرے گا۔ بالآخر اس کی یہ بلند نظری خود اسے زمین پر گرا دے گی۔

صفکس خط تو کہ ہالک کل شی ست
مسکن خاطر خوبی زلف توحی ست
یعنی خط تو خط زن زلف تو کیست
دل تو کین کفت لا الی حرف وی ست

ترجمہ: تیرے چہرے کے خدوخال ہر چیز کو ختم کرنے والے یعنی بہت متاثر کن ہیں۔ پس تیری زلف کی بہترین آماجگاہ کون سی ہے؟ پس تیرے چہرے کے نقوش اور زلف کی کیا بات ہے تیرے قلب نے کہا ہے کہ اس کے بعد کوئی بات کہنے کی نہیں ہے۔

کار مرداں کند ز مردانت
بینم از کار روئی اگر دانت
مرد مرد ست ذکر خیر تو
تو کنی کار خود نہ غیر تو

ترجمہ: انسان اپنے کام سے بزرگی و مردانگی حاصل کرتا ہے۔ مگر میں تجھے کام سے روگرداں دیکھ رہا ہوں۔ انسان اپنے ذکر خیر سے انسان ہے۔ تو خود اپنے کاموں کو خراب کرتا ہے کوئی غیر ایسا نہیں کرتا ہے۔

گر میل یکانگی او طاقت ترا
می نوش زد ست انکہ ساقیست ترا
ای عاشق صبح خیز عرفان دل راست
از ظلمت ہنوز باقیت ترا

ترجمہ: اگر دوست سے وصال و اتحاد کی خواہش زیادہ بے قرار کرے تو ساقی کے ہاتھ سے شراب نوش کر۔ یعنی مرشد سے راہنمائی حاصل کر۔ اے عاشق صبح خیز! (صبح سویرے جاگنے والا) عرفان سچے اور نیک لوگوں کا سرمایہ ہے۔ ابھی تم میں ظلمت و گمراہی کے آثار موجود ہیں۔

آب یا میوہ با یکی میاز
آب یا میوہ کی شود انباز
آب با میوہ آب یا میوہ
در آخیر رست دل ربا شیوہ

ترجمہ: پھل یا جوس کسی ایک کا انتخاب کر۔ یعنی ظاہر و باطن میں سے ایک کا انتخاب کرو یہ دونوں کب ایک ساتھ ہو سکتے ہیں۔ ظاہر و باطن جو کچھ بھی ہے۔ آخر کار محبوب ہی فتح سے ہمکنار ہوتا ہے۔

شاہ باخلق چشم پوشیدہ
ہست پی دیدہ درہمہ دیدہ
از راہ راست گر نفس راند
پست پائی زنند درماند

ترجمہ: اگر بادشاہ لوگوں کے حقوق سے چشم پوشی کرے گا۔ تو تمام لوگوں کی تنقید کا نشانہ بنے گا۔ اگر وہ راہ مستقیم پر گامزن ہو گا تو ہر غلط و نادرست چیز سے کنارہ کشی اختیار کرے گا۔

اینمی دفعہ خمارہا خواہد کرد
پاک از دلہائے غبار خواہد کرد
چوں حیرانی در عجب کار ما
ایں توحید ست کار در خواہد کرد

ترجمہ: یہ مئے خمار و مستی کا باعث بنے گی۔ دلوں کے غبار و خاک و گرد کو صاف کر دے گی۔ تم ہمارے کاموں پر کیوں حیران و پریشان ہو۔ یہ توحید و وحدانیت کا راستہ ہے جو کامیابی و سرخروئی کی جانب گامزن ہے۔

در زینت و ہر خود مزین کہ بود
در گفت و شنودہا مبیں کہ بود
گفتی تو شخصی و یقین ہمہ را
غافل کہ متخص و معین کہ بود

ترجمہ: دنیا کی آرائش و تزئین میں کون مصروف تھا؟ گفتگو میں کون سچ و حق پر تھا؟

تو نے اپنے یقین و بھروسہ سے سب کچھ کہہ دیا ہے مگر اس چیز سے غافل تھا کہ صحیح و درست کیا ہے۔

تن کہ کارش بمبداء اندازیست
کارا بہر روح حق سازیست
کار اگر کر دیار جاں باشد
وقت پیری بجان گراں باشد

ترجمہ: بدن کا کام اپنی ماہیت و اصلیت کو جاننا ہے۔ روح کا کام حق کو راضی کرنا ہے۔ جوانی کے دنوں میں کام کرنا بہت سود مند ہے وگرنہ بوڑھاپے میں بہت زیادہ مشکلات و دشواریوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

در عفو گناہ شاہ محض کرم ست
صاحب کرما عاصی او را چہ غم ست
آں کس کہ رضائی اوبدست آرد کیست
در پلہ او ترازوئے عدل کم ست

ترجمہ: ہمارے گناہوں کی بخشش میں تیرا لطف و کرم شامل ہے۔ پس اے رحیم و کریم! تیرے گنہگاروں کو کیا غم ہوسکتا ہے۔ جو کوئی اس کی رضا حاصل کرتا ہے وہ کون ہے۔ اس کے ترازو کے پلڑے میں عدل و انصاف ہے۔

چیست دریا حقیقت واجب
قطرۂ باراں حبابش خاحب
چونکہ چشم حباب وا گردید
خویش را اندرون دریا دید

ترجمہ: دریائے حقیقت کیا ہے؟ پانی کا بُلبلا، بارش کے قطرہ کا نگہبان ہے۔ جب چشم حباب بیدار ہوتی ہے تو خود کو دریا میں پاتی ہے۔

گر نقصان در کمال انسان افتد
از نقصان باکمال اسان افتد
مشکل بکمال کس رسد از نقصان
از روئی کمال اگر بنقصان افتد

ترجمہ: اگر انسانی کمال میں کمی آجائے تو وہ زیادہ باکمال ہو جاتا ہے۔ نقصان سے مشکلات کمال کو پہنچتی ہیں جبکہ کمال کی رو سے نقصان کو پہنچے۔

دل کہ پستی بزلف شد بر باد
زلف را چیست حال مسکن یاد
دل کہ شد زلف سر گشتہ
گم شد اندر کلا وہ سر رشتہ

ترجمہ: دل کو جن زلفوں کا عاشق بنالیا ہے انہیں مسکین و بے چارے عاشقوں کی حالت زار کی کیا خبر! دل کی کیفیت اب پریشان زلفوں کی مانند ہے کیونکہ وہ اب حیران و سرگشتہ زلفوں کے حصار میں ہے۔

رہ خود را کہ ما بسردیم
کرد دامن بخاک بسردیم
روئے آئینہ از اغیار کہ کشود
دل آئینہ روئے ما بنمود

ترجمہ: جو راہ ہم نے طے کی ہے وہ پہاڑوں کے دامن کے راستے ہیں۔ غیروں کے سامنے رخ آئینہ کس نے کھولا۔ آئینہ دل کو ہمارے سامنے کھول۔

در میدان مجردی باید باخت
او قید ہر آنچہ ہیست می باید باخت
گاہی باید زد بدل لشکر قید
بیقید یے را قید نمیباید ساختیے

ترجمہ: میدان حق میں تنہا وارد ہونا ہی بہتر ہے۔ ہر طرح کے ساتھ و قرابت کو ترک کر دینا چاہیے۔ حق کے لشکر سے دل لگانا بہتر ہے۔ ایک آزاد انسان کو قیدی نہیں بنایا جا سکتا۔

تنگ داریم ما کشا دیرا
کم خواہم ما ز یا دیرا
زال دنیا و دختر صد شو
تنگ گیریش ہست دختر او

ترجمہ: ہمیں کشادگی پسند نہیں۔ ہم دنیا سے کمی کے طلبگار ہیں۔ تو دنیا کے لیے ایک بوڑھی عورت اور باقی لوگوں کی بیٹی بن جا۔ اس کی بیٹی بہت سختی سے دوچار ہے۔

کی می پند اخولاں واحد را
مسجود تہ زمین بود ساجد را
در حق کوئی مباش گستاخ ای شا
ما میدانیم کینۂ زاہد را

ترجمہ: بھائی لوگ کب ذات واحد کو پسند کرتے ہیں۔ ساجد (زمین پر سجدہ ریز ہیں) اے بادشاہ! حق بات کہنے میں گستاخی اختیار نہ کر۔ ہم زاہد کے کینہ کو جانتے ہیں۔

ای نفس کربم با خودت نظرنی
از توجہ بخویشتن خبریے
پاس انفاش تو خدا داست
سرخ روئی آبیتش از بادست

ترجمہ: اے نفس! تیری خود پر نظر نہیں۔ تو اپنے حال سے بے خبر ہے۔ جانوروں کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے۔ تیرا سرخ چہرہ تیرے باطنی حال کی نشاندہی کرتا ہے۔

چیست آں چشم را ہماں ابرو
ہست شمشیر تیز در پہلو
چوں گرفتہ برہنہ بر فرقش
تا کہ در فرق ما کند غرقش

ترجمہ: اس کی آنکھوں کی ابرو کیسی ہیں؟ پہلو میں تیز دھار شمشیر کی مانند ہے۔ جیسے سر پر کسی نے برہنہ شمشیر لی ہے تا کہ سر کو نیست و نابود کر سکے۔

کس نگوید صفا دلی رابد
کہ خبردار و از دلا خسمند
دل صفا چونکہ مصطفیٰ باشد
دل او خانۂ خدا باشد

ترجمہ: کوئی بھی صفائی قلب کو برا نہیں کہتا۔ دل کا دشمن کون ہو سکتا ہے۔ قلب کی صفائی

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک لے جاتی ہے۔ کیونکہ ان کا دل خدا کا گھر ہے۔

خانۂ زاہد ست از شک پر
شک روشن تر ز قیمت در
خانۂ عارف از نقین پرداں
خانۂ او از و بود خورداں

ترجمہ: زاہد کا گھر شک و گمان سے بھرا ہوا ہوتا ہے شک موتی سے زیادہ روشن و واضح ہوتا ہے۔ عارف کا گھر علم و دانش کا مرکز ہوتا ہے۔ اس کا گھر اس کے وجود کی عکاسی کرتا ہے۔

یاری کہ ترا از خود رناندد گرست
کاری کہ ر تو ہیچ نماندد گرست
ما منکر راہ مسجد و کعبہ نیم
راہی کہ بمقصود رساند دگرست

ترجمہ: وہ عام دوست نہیں ہے جو دوست تجھے خود سے جدا کردے جو کام تجھے فائدہ نہ دے وہ درست نہیں ہے۔ ہم مسجد و کعبہ کے راستے کے منکر نہیں ہیں۔ جو راستہ منزل مقصود پر پہنچا دے وہ اصل راستہ ہے۔

قید تبدیل شد بیقیدیے
دام افتادہ رست از صیدیے
خاک در دست اوکف ز رشد
پیش او روزشب برابر شد

ترجمہ: قید آزادی میں تبدیل ہوسکتی ہے۔ دام میں اسیر شکار نے رہائی حاصل کر لی ہے۔ خاک اس کے ہاتھ میں سونے میں تبدیل ہوگئی ہے۔ اس کے سامنے دن و رات برابر ہیں۔

ای نا انصاف معدہ نا صافت
میگوید نفس تنقل یافت
ای صاحب مکحرارت ایں بندہ
یا میوہ یا آب چہ شد انصافت

ترجمہ: اے نا انصاف! تمہارا معدہ حرام چیزوں کا پلا ہوا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں نے اپنے نفس سے شیرینی حاصل کی ہے۔ اے کم عقل انسان! تم نے پھل یا جوس کسی سے انصاف نہیں کیا ہے۔

ہر کہ از خویشتن رہید رسید
وانکہ از خود برید خود را دید
مسجد و کعبہ راز خودی خواہ
دراتچند گویم با تو یا اللہ

ترجمہ: جس نے خود سے نجات پائی وہ کامیاب ہو گیا۔ جس نے خود کو خود سے لاتعلق کر دیا۔ اس نے اپنی حقیقت جان لی۔ مسجد و کعبہ کو تلاش کر۔ خدا کے لیے جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ بالکل درست ہے۔

معمورۂ زہد خانۂ نامراد ست
آں سحری ترانۂ نامراد ست
فتح دل خویش کن نصرت ایں ست
زن تن نھد بہانۂ نامراد ست

ترجمہ: زاہد کے گھر سے کوئی اپنی مراد نہیں پاتا کیونکہ وہ سحری کے گیت کی طرح ہے۔ دل کا کامیابی و نصرت کی خوشخبری سنا دے کہ کام کے انجام دیتے وقت بہانہ کرنا نامردی کی علامت ہے۔

از صبر تو بشگفد گل خندانت
بار آورد آں ہشت جاد بدانت
یعنی کہ اگر تو گلی داری تو
نیاز بجا بگیر آبادانت

ترجمہ: صبر و تحمل کے پودے پر ہمیشہ پھول کھلتے ہیں۔ وہ سدا بہار پھول ہوتے ہیں۔ اگر تیرے پاس پھول ہیں تو اسے اگانے کی جگہ کا بندوبست کر۔

دلدل در رسالہ رشد
در نما رست اندران مسجد

دلدلی سعی را سمو از بشو
پیش آں شاہ اولیا ام رو

ترجمہ: دلدل مرشد کے رسالہ میں مسجد کے اندر اشارہ ہے دلدل کی اعلیٰ و بلند کوشش کو دیکھ۔ان کے سامنے میرے شاہ بزرگ کے پاس جا۔

تو کہ ہر گاہ باخدا برسے
بتو معلوم میشود چہ کیسے
رہ رویرا گذار در گوشہ
خرمن نمیشو د خوشہ

ترجمہ: جب بھی تو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوگا۔تو تجھے معلوم ہوگا کہ تو کس کے ساتھ ہے۔سفر و سیاحت کو اب ترک کر دے۔خرمن کبھی خوشہ یا خوشہ کبھی خرمن نہیں بن سکتا۔

تن و را نرا آتش و ای منوریست
نزدیکر ابدال چراغ افرو زیست
در پریہا بکردن دل بارست
شمعی کہ مضٰی بود دریں دم مو زیست

ترجمہ: حوروں کا بدن آتشیں ہواؤں سے روشن ہے۔نزدیک میان چراغ کی اصلی روشنی سے منور ہیں۔پریوں کے دل پر بارگراں ہے جو شمع روشن تھی اب اس کی روشنی سودمند نہیں ہے۔

گویم سخنی کہ آں سخن معتبرست
بادر کند آنکہ از خدا باخبرست
در خانہ زاہد است آیا چہ شود
در خانۂ حق شناس چیزی دگرست

ترجمہ: میں ایک نہایت معتبر بات کر رہا ہوں۔خدا شناس ہی اس کو سمجھ سکتا ہے۔جو کچھ زاہد کے گھر میں ہوتا ہے حق شناس کے گھر اس کے برعکس ہوتا ہے۔

حق بدست تصرف مرداست
دست حق را گر فت آوردہ ست

ذکر را گو زباں شود تیزش
چوں تصرف کجا بود خیزش

ترجمہ: حق انسان کے تصرف وقبضہ میں ہے۔ دست حق انسان کی گرفت میں نہیں ہے۔ ذکرالٰہی سے زبان تیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تصرف حق سے کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔

چشمہا وا کن ای ترا ز ودار
یکطرف نیست یکطرف بسیار
نیست را چوں بہشت منیخ
بر سر گنج و غافل از کنجی

ترجمہ: اے ترازو والے! آنکھیں کھول ایک پلڑا خالی جب کہ دوسرا بھرا ہوا ہے۔ جو نہیں ہے اسے بہشت کے انتظار میں مت چھوڑ۔ اس لیے کہ خزانہ تمہارے پاس ہے۔ مگر نادانی کی بدولت تم اس سے بے خبر ہو۔

آں یوسف مہ جمال در ہرچہ نیست
ہر تخت کسی تا تشیند شہ نیست
در دست تصرفت حق نی در ذکر
راہی کہ بمنزل نرساند رہ نیست

ترجمہ: یوسف سا حسن ہر کسی میں نہیں ہے جو کوئی تخت پر بیٹھ جائے وہ بادشاہ نہیں بن سکتا۔ تیرے ذکر میں حق وصداقت نہیں ہے۔ جو راستہ منزل پر نہ لے جائے وہ راستہ نہیں ہے۔

شب کہ بنی تو خوابہائی بد
نان و آب تو بد گذشت از حد
گر میانہ روا ست خوشخواب ست
تا کرا ایں بہشت در باب ست

ترجمہ: جب رات کو تم برے برے خواب دیکھتے ہو تو یہ تمہاری خوراک کی بے اعتدالی کا نتیجہ ہے۔ اگر میانہ روی اختیار کرو گے تو خوش خوابی کی نعمت سے لطف اندوز ہوسکو گے اور بہشت کے نظاروں کو دیکھ سکو گے۔

ای بیخبر از صفائی دل تخلیۂ چیست
دارنی ہمہ تخلیہ صوفی زیست
صوفی چو عبارت بنی و زوبیت
اینہا ہمہ کربدند پس نیکو کیست

ترجمہ: اے دل! صفائی قلب سے کیوں گریزاں ہے۔ یہ طور طریقے صوفی کی زندگی کی طرح ہے۔ صوفی ہر چیز کی تہہ میں جانے والے ہیں۔ اگر یہ سب بد ہیں تو اچھا کون ہے؟

خود بدست آمدت خدات آمد
ہم ز کان لعل بی بہات آمد
خود موہوم تو و گہر باشد
فرق مابین خاک و زر ما باشد

ترجمہ: تیری ذات جو خود بخود وجود میں آئی ہے، کان لعل جو بہت ارزشمند و گراں بہا ہے سے بھی بڑھ کر ہے۔ خود غائب ہے مگر تیری قدرت آشکار ہے۔ تیرا فرق ہمارے ساتھ خاک و زر (سونے) کا سا ہے۔

ہمیں مضمون نکرد و ر نو قصاید
کلاں دیو آنچہ نامیدم دکرنی
بود دل دست چسپ را پہلوان ساز
از و آید کہ از دست سپرنی

ترجمہ: اسی موضوع کو نئے قصائد میں ملاحظہ کر جس چیز کو میں نے بڑا کیا ہے وہ واقعی بزرگ ہے۔ انسان کا دل بائیں جانب ہوتا ہے۔ جو کام وہ کرتا ہے وہ ڈھال بھی نہیں کرسکتا۔ یعنی بائیں جانب دل کی موجودگی انسان کو پہلوان بنا دیتی ہے۔

زاہد و آسماں یک آئین اند
ہر دو با ماہ چشم پر کین اند
ہرد کردند رو عرفنا را
چشم پوشیدرو وی پئدارا

ترجمہ: زاہد اور آسمان ایک روشن و عادت کے مالک ہیں دونوں ہم سے کینہ وبغض رکھتے ہیں۔ دونوں نے عرفان کو قبول نہیں کیا بلکہ اس سے چشم پوشی اختیار کی ہے۔

ہر جا حمت خانہ یکجا انست
پئد است یکی یکی دگر پنہانست
زلف و رخ تو کہ کفر با ایمان فرمانست
آزادہ ترکیب لالہ و نافرمان ست

ترجمہ: ہر جگہ حاجت خانہ موجود ہیں۔ کچھ ظاہر ہیں باقی پنہاں ہیں۔ تیری زلف و چہرہ کفر ایمان کی علامت ہیں۔ جیسے گل لالہ سیاہی ورنگینی کا مرکب ہوتا ہے۔

ہر چہ حمت نیست او بیجاں
خواہ پنہاں و خواہ ناپنہاں
زلف و رخ لالہ خواہ نافرماں
کفر جسم ست و چیست ایمان جاں

ترجمہ: ہر چیز وجود کی مالک ہے وہ بے جان نہیں ہے۔ خواہ وہ ظاہر ہو یا پنہاں۔ گل لالہ میں سیاہی و سرخی یعنی زلف ورخ ہر چیز موجود ہے۔ کفر جسم اور جان ایمان ہے۔

بیمار آنرا ز درد خود گفتن خواست
شہ بیمار نگاہ چشم جادوست
ایں کار بیک اشارت آں ابردست
از فنائے چشم صاحب دار دست

ترجمہ: اس کے عاشقوں یعنی بیماروں نے اپنا حال درد کہنا چاہا تو ان کی آنکھوں میں جادو کا سا اثر تھا۔ اس نے یہ کام اپنے ایک اشارۂ ابرو سے انجام دیا۔ جب کہ معالج کی آنکھوں کی فنا سے یہ کام ممکن ہے۔

آں عین تو از دہم تو در فریاد ہست
خود خاکستر برا خگر افتادہ ست
افسردہ دلت از نفت آبادست
روئی آتش آنکہ بشوید باد است

ترجمہ: تیری آہ وفریاد تیری آنکھوں کی وجہ سے ہے۔ خاکستر بن کر چنگاری پر گر گیا ہے تیرا دل اداس و خاموش ہے اسے تیل یا ایندھن کی ضرورت ہے۔ ہوا ہی آگ کو پاکیزہ کرتی ہے۔

کار بانسبت ست زلف درد
گل و سنبل بہم ببا فداو
کارپے نسبت ست چشم رقیب
کہ بخیز و بکاری تقریب

ترجمہ: کام نسبت سے پھول و چہرے کی مانند ہیں۔ گلاب و سنبل کو اکٹھا کرنے والا وہی ہے۔ کام نسبت سے چشم رقیب کی طرح ہیں جو کام کو سرانجام دینے والے بھی ہیں۔

مہر تو کہ یک روشنی ہست او را
قہر تو برار دہمہ از دعت او را
اعدای جلالیت سر ناکرد بلند
باید کہ جمال تو کند پست او را

ترجمہ: تیری محبت اس کے لئے ایک روشنی کی کرن ہے۔ تیرا قہر وغضب اسے جنگ و جدل پر آمادہ کرتا ہے۔ دشمنوں کے جلال نے اس کا سر بلند ہونے نہیں دیا۔ بس تجھے اپنے جمال سے اسے نیچے دکھانا چاہیے۔

یکچند فراز و شب عالم دریاب
دیاب کہ ہست جملگی نقش برآب
دل بند باصل بحر تا بحر شوی
آخر جگیرہ کشاید از موج حباب

ترجمہ: دنیا کے نشیب وفراز کو دیکھ اور جان لے کہ یہ پانی پر نقش کی طرح ہیں۔ حقیقت کے سمندر سے دل لگا۔ تا کہ تو بھی بحر حقیقت بن جائے۔ آخر ہمت و حوصلہ ہی حباب (پانی کے بلبلے) کو موج سے نکالتا ہے۔

ہست نازک مزاج عارف حق
قید را جنگ بادل مطلق

آفتابی کہ کار دید کند
ذرۂ ابر ناپدید کند

ترجمہ: ایک عاشق صادق بہت نازک مزاج ہوتا ہے مگر اپنے قلب سے ہمیشہ لڑائی میں معروف رہتا ہے۔ سورج جو کہ تمام دنیا کو روشن و منور کرتا ہے مگر خود ایک بادل کے ٹکڑے سے چھپ جاتا ہے۔

ہشیار کہ اہل دل ہمہ دل شکنند
بر ہر در دل برائی دل دردفکند
ز ایشاں ہر کہ کمال ہستے مبر
ایں طائفہ نیستاں راہ حقند

ترجمہ: خبردار! تمام عاشق شکستہ دل ہوتے ہیں۔ ہر عاشق کے دل میں دوسروں کے لیے درد وغم موجود ہوتا ہے۔ ان اہل دل کے بارے میں قیاس آرائیاں مت کر کہ یہ عاشق حق کی راہ کے راہی ہیں۔

دریا چور و د خس مزدولش چہ کند
پس بادریا بیکراں خس چہ کند
عرفان سریست بایدش پوشید
میی پوشم لیک مستکر اکس چہ کند

ترجمہ: جب دریا کا پانی بہتا ہے تو تنکے اور پتے اس کے ساتھ نہیں بہتے۔ پس اس میں دریا کا کیا دوش۔ پس وسیع وکشادہ دریا تنکوں کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ عرفان ایک راز ہے جسے جاننا چاہیے۔ میں تو اس راز کو سمجھ لوں گا مگر ایک مست و مدہوش کا کیا ہو؟

ای شاہ شکستہ باد پائی درہا
یکدر کانیست در شکستہ شرہا
ای بند تعصب مکن اغماض ز حق
حق اقرب دا عزاست از دیگرہا

ترجمہ: اے پریشان حال شاہ! برائیوں کو ختم کرنے کے لیے ایک در کافی ہے۔ اے

تعصب کے اسیر حق سے چشم پوشی نہ کر۔ عزیز و اقارب کے حقوق دوسروں سے زیادہ ہیں۔

از لطف بگو آں سر ہجور آنرا
منزل بقضا قافلۂ گور آنرا
دل یاد آباد بہ کہ و سو اس آباد
دل نام منہ خانۂ زنبور آنرا

ترجمہ: لطف و مہربانی سے اپنے ہجر و فراق کا ذکر کر۔ منزل عقب میں ہے اور قافلہ گوراں (گورخر) آگے ہے۔ اپنے دل کو وسوسوں اور اندیشوں کی بجائے یاد الٰہی سے آباد رکھ۔ خدا تعالیٰ کی یاد سے خالی قلب کو دل مت کہہ بلکہ اسے خانۂ زنبور یعنی بھڑوں کا چھتہ کہنا بہتر ہے۔

یاد حق را درون دل جا کن
ہمکس شہید خانۂ پیدا کن
دل اگر نیست آں زوسوسہ دور
نیست دل ہست خانہ زنبور آنرا

ترجمہ: یادِ حق کی سے اپنے دل کو آباد و پُر رونق رکھ۔ ہر جگہ اس گھر کے شہیدوں کو تلاش کر۔ جو دل وسوسوں اور اندیشوں سے خالی نہیں ہے وہ دل نہیں بھڑوں کا چھتہ ہے۔

بے نسبت کار پائی سر گردانت
با نسبت دست دامن فردانت
اشک سرخ من زرخ گل گونش
از بازار دادن ہنر مردانت

ترجمہ: بغیر نسبت کے صرف سر گردانی ہی سر گردانی ہے نسبت سے ہی ہاتھ دامن مراد تک پہنچتا ہے۔ میرے خونیں آنسو تیرے گلاب کی طرح سرخ چہرے کی طرح ہیں جن کی نمائش بے فائدہ ہے۔

بدنیا دل نہ بندد ہر کہ مردست
کہ دنیا بر سر اند وہ دردست

برو بیرون نگورستاں ندر کن
کہ این دنیا حریفاں را چہ کردہ ست

ترجمہ: ایک عقل مند دنیا سے دل نہیں لگاتا۔ اس لیے کہ دنیا سراسر درد و رنج کا گھر ہے۔ جا اور قبرستان کا نظارہ کر کہ اس دنیا نے اپنے حلیفوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

ہر بیضہ کہ یافت پروش جانورست
ہر تخم ز پروش چہ شیریں ثمرست
انسان کہ نیافت پرورش گا وو خرست
گر پروشی یافتہ چیزی دگرست

ترجمہ: ہر بیضہ پرورش سے جاندار بن جاتا ہے۔ ہر تخم پرورش سے میٹھے پھل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ انسان بغیر پرورش و تربیت کے گائے اور گدھے کے برابر ہے۔ مگر تربیت اور پرورش سے وہ ایک مختلف انسان بن جاتا ہے۔

تکلیف مکن باخذ دنیا ما را
بردار یکی ز گردن ما پا را
طبع تجرید مابود باکرہ خواہ
ما میخواہم تنگی دنیا را

ترجمہ: فانی دنیا کے لیے تکالیف برداشت نہ کر۔ ہماری گردن سے اپنا پاؤں اٹھالے۔ ہم تو تنہائی پسند ہیں۔ مگر تو اپنے لیے ساتھی تلاش کر۔ ہم نے تو اپنے اوپر دنیا کو تنگ کرلیا ہے۔

باقی از ظلمت ست یکپاسی
عشق را چونکہ ہست وسواسی
لیک عرفان کہ نیست وسواش
گہے آنرو زخویش آں پاش

ترجمہ: ابھی ظلمت و ناپختگی کے اثرات باقی ہیں۔ عشق کی راہ میں وسوسے اور اندیشے موجود ہیں۔ عرفان کی راہ اندیشوں اور خدشات سے آزاد ہے۔ پس کبھی اس راستے پر سفر تو کرو۔

لنگر کشتیت زمین خواہ ست
تا کہ دراستقا میتش راہ ست
ساز پیدا زمین تو بہ خویش
ہمہ آبست پا کہٗ ماند پیشش

ترجمہ: تمہاری کشتی کا لنگر زمین کی جانب ہے۔ تا کہ پائیدار و ثابت قدم رہے۔ اپنی توبہ کی قبولیت کے لیے راہ ہموار کر۔ ہر جگہ پانی سے پاؤں کیسے ٹھہر سکتا ہے۔

گر توبہ کنی ز کر دن کار خطا
باشد بمثل توبہ وعہدت گویا
میخ کشتی خویش در آب زنے
تا کشتی تو ہیچ نجیند از جا

ترجمہ: اگر تم نے برے کاموں کے کرنے سے توبہ کی ہے تو پھر اپنی توبہ اور اپنے عہد پر قائم رہ۔ تم نے اپنی کشتی دریا میں اتاری ہے تو خیال رکھ کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہے۔ یعنی اپنے راستے سے بھٹکنے نہ پائے۔

جا یگر تو گر تو گل شد
پا بجا کت چو سکہ بر پل شد
کف پائی تو کیمیا گر شد
دست بر ہر چہ ماند او ز رشد

ترجمہ: اگر تو نے کل کو اپنایا ہے تو تیرے پاؤں کے نیچے سکے ہی سکے ہوں گے۔ تمہارے پاؤں کیمیا گر بن جائیں گے اور جس چیز سے ان کا لمس ہو گا وہ سونا بن جائے گی۔

دل شق و یعنی بر صفا بستہ
بستہ بر دل صفائی گل دستہ
ہستی رنگیست بر دل انساں
نیستاں نیستند از ایشاں

ترجمہ: عاشق شکستہ دل پاکیزہ وصاف قلب رکھتے ہیں ہر پاک دل میں پھولوں کا

گلدستہ موجود ہے۔ انسان کے دل پر دنیاوی رنگوں کے اثرات نظر آتے ہیں۔
مگر ان عاشقوں کے دل ان آلائشوں سے پاک وصاف ہیں۔

ای زلف بما کجی چہ دانم زچہ درست
گویا گذرت بگوشہ آں ابردست
ماد یکدل کہ آں معلق با موست
و آں در گذر باد پریشاں مرسوست

ترجمہ: اے زلف! ہم سے کج روی کس وجہ سے ہے، معلوم ہوتا ہے تیرا گذر محبوب کی درگاہ سے ہوا ہے۔ ہم تو اس کی زلفوں کے اسیر ہیں مگر وہ خود باد پریشان سے آویزاں ہے۔

حسناتی کہ ہست از ابرار
سیاتِ مقرّبان پندار
حسناتی مقرّبان شد یاد
یاد خود یاد غیر باشد باد

ترجمہ: نیکو کاروں کی صفات کو دوست کے قرب کا نتیجہ جان لے۔ نیکو کاروں کی خوبیاں یاد رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ خود کو فراموش کر کے غیروں کو یاد رکھتے ہیں۔

سیر سفر مر گ بزرگیست نخرد
سامان او درخوراو باید برد
سامان مرگ زندہ کردن درست
دل زندہ کند ہر انکہ او خواہد مرد

ترجمہ: سفر مرگ بہت بڑا سفر ہے۔ پس اس سفر کی مناسبت سے زادِ راہ ساتھ رکھنا ہے۔ موت کا سامان یعنی زادِ راہ فراہم کرنا زندگی کی علامت ہے۔ جو موت سے دو چار ہوگا وہی زندہ دل ہوگا۔

گر نزدیکی میاں دورآں باشد
پیش دوراں تمام دوراں باشد
عارف بہ میاں خلق عالم بمثل
یک بینائی میاں کوران باشد

ترجمہ: اگر ہر دوری میں نزدیکی پنہاں ہے تو پھر ہر زمانے کی دوری پر فکر و تدبر کرو۔
عوام الناس کے درمیان ایک عارف ایسے ہی ہوگا جیسے نابیناؤں کے درمیان
میں ایک پناہ گاہ ہو۔

طالب کہ زراہ چشم دل بینا شد
در چشم دلش حقیقتے پیدا شد
دانست کہ من قطرۂ ایں دریا بم
دانستہ کہ چشم زدن دریا شد

ترجمہ: وہ عاشق جو آنکھ کے ذریعے دل بینا کا مالک بنا۔ اس کی باطنی آنکھ میں حقیقت
کا نور روشن ہو گیا۔ تو جان لے کہ میں دریائے حقیقت کا قطرہ ہوں اور سمجھ لے
کہ میں ایک لمحہ میں دریا میں تبدیل ہو سکتا ہوں۔

مردودفت زدن کند خندہ
کندہ کا میست ہست شرمندہ
چند پوشد رخ خجالت را
عذر تقصیر ست الست را

ترجمہ: ایسے نااہل پر لوگ ہنس رہے ہیں۔ یہ شرمندگی کا فعل ہے۔ کب تک شرمندہ
چہرہ کو چھپائے گے۔ کیے ہوئے عہد سے روگردانی گناہ سمجھی جائے گی۔

بجہم منا از سخن راست مرنج
باسنگ وسفای و گذشتی از گنج
از بستکہائی خویش بکسرواشو
انہاعد ما تذبان ہست مسیح

ترجمہ: اے بے عقل سچ بات سے ناراض نہ ہو۔ خزانہ کی موجودگی میں پتھر اور ٹھیکری پر
اکتفا کرنا دانائی نہیں بلکہ کم عقلی کی علامت ہے۔ بے فائدہ رشتہ داریوں کو ترک کر
دے۔ اس لیے کہ یہ ہماری دشمن ہیں۔ پس ان قرابت داریوں کو ترک کر دے۔

غضبت روئی سرخ اگر بنود
رحمت زرد روشن ساز دزود

ایں سخن بشنو از تو بہ طلبیے
سبقت رحمتی علی عرضیے

ترجمہ: اگر تیرے غضب نے اپنا سرخ چہرہ دکھایا ہے مگر تیری رحمت اسے زرد روشن رنگ میں تبدیل کر دے گی۔ توبہ کی قبولیت کے لئے بات غور سے سن کہ حضرت علی علیہ السلام کے واسطہ سے سبقت و برتری حاصل کر۔

گلخوشبوئے زناہ را بنگر
کہ بردن او ز چوب خشک آید
می طلب از مقید خویش
کہ ازیں نافہ بوئی مشک آید

ترجمہ: انا کے خوشبو دار پھول کو غور سے دیکھ کہ اس کا بیرونی حصہ خشک لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ اپنے وجود کی اہمیت و حقیقت پر توجہ کر کیونکہ اس کی ناف سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔

دلدل گفتن قالب آب و گل نیست
دلدل گردن بھیچ ترا مشکل نیست
دل یعنی علم بعلم ست بگیر
دلدل کرد گرد ترا دلدل نیست

ترجمہ: دلدل پانی اور مٹی کی شکل نہیں ہے دلدل بن جانا چنداں مشکل نہیں ہے۔ علم، علم سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ دلدل کہنے سے دلدل نہیں بن سکتی۔

بشکر خط تو کہ صف بستہ
خوبی زلف تو نہ ابشکستہ
بلک زلف تو ہست سردارش
بشکند بیشتر کند کارش

ترجمہ: تیرے چہرے کی زیبائی ونقوش نے زلفوں کی خوبصورتی کو کم نہیں کیا ہے۔ بلکہ تیری زلفیں اب بھی تیرے حسن کی سردار و بادشاہ ہیں۔ تم جتنا انہیں تراشو گے یہ اتنی ہی بڑھتی جائیں گی۔

ابیات

سرانداز ن چو در خلوت نہ موج عشق در جوشند
یکی گوہر ازاں دریا بہفت اقلیم نفرو شند
حجاب ماسوی اللہ را بیک نعرہ بر اندازند
چو در میخانۂ وحدت شراب بیخودی نوشند
استغناء حق خود را کند از غیر او عریان
ولیکن در صف طاعت لباس فقر در پوشند
در بازیچہ دنیا نہ در اندیشۂ عقبیٰ
نہ در سودائی امروز نہ در افشانہ دوشند

ترجمہ: عاشق جب تنہائی میں اپنی محفل سجاتے ہیں تو وہ اپنے دوستوں میں سے کسی ایک کو بھی سات جہانوں کے عوض دینے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ میخانہ میں جب وہ معرفت کے شراب سے مدہوش ہوتے ہیں تو ایک نعرۂ مستانہ سے اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان پردہ کو چاک کر دیتے ہیں۔ استغنائی حق اسے ہر غیر اللہ سے بے نیاز کر دیتی ہے لیکن اطاعت و بندگی کی بدولت وہ درویشانہ لباس زیب تن کرتے ہیں۔ یہ عاشق صادق نہ دنیاوی ہنگاموں سے سروکار رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے بارے میں فکر مند ہوتے ہیں یعنی وہ آج کل کے اندیشوں سے بے نیاز ہیں۔

چوں بسی ابلیس آدم روئی ہست
پس بہردستی نشاید داد دست
زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر
تافیر بید مرغ را آرام گیر
کار مرداں روشنی و گرمی ست
کار ناداں حیلہ و بے شرمی ست

ترجمہ: اس دنیا میں بہت زیادہ شیطانوں نے انسانی روپ دھار رکھا ہے۔ پس ہر انسان پر بھروسہ و اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ شکاری نے پرندوں کو گرفتار کرنے کے

لیے انہی جیسی آواز نکالی ہے تاکہ شکار میں مشکل پیش نہ آئے۔ مردان حق ہر کام ایمانداری و جوش و ولولہ سے انجام دیتے ہیں مگر نادان و جاہل حیلہ گری اور فریب کاری سے اپنا کام انجام دیتے ہیں۔

دل ہر چہ یافت از نظر رحمت تو یافت
بیچارہ آنکہ از نظرت اوفتادہ ست
دیدۂ دیدۂ دیدۂ باید
از دو کونش بریدۂ باید
تو نداری چو دیدۂ رخ دوست
عالم ہمہ اوست دیدۂ باید

ترجمہ: مجھے اس دنیا میں ہر نعمت تیری رحمت و نظر کرم سے ملی ہے۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو تیری نظروں میں گرا ہوا ہے۔ بہترین آنکھ تو وہ آنکھ ہے جو دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو۔ تیری آنکھ میں حقیقت کو دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہے ورنہ تمام جہان میں اس کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں۔

ہاں شتاب کہ عمر تو در گذشت
در بود ہم نبود اگر بود ہم گذشت
مردانگی بود کہ نگر دی مقیم
امروز در درآمد فردا از در گذشت
بازیست ایں جہاں بلاشک یقین بداں
ما باد فشانہ درآمد در گذشت

ترجمہ: جلدی کر کہ قافلہ عمر تیزی سے گزر رہا ہے۔ جو کچھ تھا وہ اب نہیں ہے جو اب ہے وہ بھی ختم ہونے والا ہے۔ یہ تیری مردانگی و دانائی ہے کہ تو نے اس جہان کو اپنا گھر نہ سمجھا۔ کیونکہ آج آئے ہو کل رخصت ہو جانا ہے۔ بغیر کسی شک و تردید کے یہ حقیقت جان لے کہ یہ دنیا ایک کھیل تماشا ہے۔ ہوا کے جھونکے کی طرح آئے ہو اور گزر جاؤ گے۔

ہر کہ را دیدہ دل در جملہ حقیقے کحل گردد

کی تو اند کہ بسوئی دیگر نظر اندازد
دیدہ از دیدار جاناں برگرفتن مشکل ست
ہر کہ مارا ایں نصیحت میکند بی حاصل ست
گر بصد منزل فراق افتد میان یار دوست
ہم چنانش درمیان جاں شیریں منزلت

ترجمہ: جس کی آنکھ میں حقیقت کا سرمہ لگا ہو وہ کب غیر اللہ کی جانب نظر کر سکتا ہے۔ عاشق محبوب کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا سکتا ہے۔ پس جو کوئی ہمیں ایسا کرنے سے روکتا ہے تو وہ بے فائدہ اور نا قابل عمل نصیحت کرتا ہے۔ اگر عاشق ومعشوق کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ بھی موجود ہو تو بھی ان کے درمیان روابط برقرار رہتے ہیں۔

ای لباس اصطفا از کوش ہوش انداختہ
دی ز بہر دام دانہ دین دل در باختہ
ز آتش سوزای دل در بوتۂ حرص امل
ہچو سیم و زر ز عشق سیم و زر بگداختہ
از جہول بر طریق حق نرفتہ یکقدم
در فضولی شوی شہر سراپ انداختہ

ترجمہ: اے انسان! تو جو کہ اشرف المخلوق ہے کیوں اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا ہے۔ دنیاوی آسائشوں کی خاطر کیوں اپنے دین وضمیر کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ حرص و لالچ کے پودے کو آتش عشق سے نیست ونابود کر دے۔ تو نے چاندی کی محبت کو سیم وزر کے عشق سے پگھلا ڈال۔ تو اپنی جہالت وگمراہی کی بدولت راہ حق پر ایک قدم بھی نہیں چل سکا ہے، اور کم عقلی کی بدولت سراب کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔

کتابیات

☆ تحفۃ الکرام (سندھی) — پیر حسام الدین راشدی

☆ تاریخ معصومی (سندھی) — مخدوم امیر احمد

☆ جنت السندھ (سندھی) — مولائی شیدائی

☆ قلندر نامہ (سندھی) — حکیم فتح محمد سیہوانی

☆ قلندر لعل شہبازؒ — تاج صحرائی

☆ مخدوم قلندر شہبازؒ — محبوب علی چنا

☆ الشہباز — جلیل سیہوانی

☆ حیات قلندرؒ — غلام حیدر سندھی

☆ تذکرہ شہبازؒ — میمن عبدالمجید سندھی

☆ سوانح قلندرؒ (سندھی) — میمن عبدالمجید سندھی

☆ سوانح قلندر (اردو) — میمن عبدالمجید سندھی

☆ تذکرہ صوفیائے سندھ — اعجاز الحق قدوسی

☆ گلزار قلندرؒ — محمد پریل سولنگی

☆ سوانح قلندرؒ — عبیداللہ دستی

☆ حسینی لعل قلندرؒ — سید علی انور شاہ

☆ سخی شہباز قلندرؒ — افضل آرائیں، محمد احمد جعفری اور اللہ بچایو میمن

☆ دربار قلندرؒ — عنایت اللہ بھٹو

☆ قلندر لعل شہبازؒ — انعام محمد

☆ موج کوثر — شیخ محمد اکرام

☆ حضرت لعل شہباز قلندرؒ — شاہ مانا میاں

☆ جستجوئے قلندرؒ — بیاض فاروقی

☆ حضرت لعل شہباز قلندرؒ (سندھی) — مشتاق ''مسرور'' باریچو

☆ سندھڑی جو شہبازؒ — مشتاق ''مسرور'' باریچو

☆ حضرت لعل شہباز قلندرؒ (اردو) — باقر حسین بار یچو
☆ سوانح حیات لعل شہباز قلندرؒ — پیر ملک محمد اشرف
☆ محمد عثمان مروندی — نور محمد عباسی
☆ دیوان قلندرؒ — الاہی بخش شیخ
☆ شرح دیوان لعل شہباز قلندرؒ — محمد علی چراغ
☆ حضرت پیر محمد راشد (روضہ دھنی) — خان محمد لاڑک
☆ دم مست قلندرؒ — قلندر شہباز میلہ کمیٹی
☆ دما دم مست قلندرؒ — قلندر شہباز میلہ کمیٹی
☆ سوانح حیات قلندرؒ شہبازؒ — محکمہ اوقاف سندھ
☆ ماہوار ''الرحیم'' — ایڈیٹر: غلام مصطفیٰ قاسمی
☆ ماہوار ''پیغام'' — محکمہ اطلاعات سندھ

مضامین

☆ قلندرؒ جے روضے جا تاریخی کتبا — ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ
☆ قلندر لعل جی سندھ — علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی
☆ سیہوانی شہبازؒ اور اس کے ہمعصر — علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی
☆ قلندر لعل شہبازؒ — مخدوم امیر احمد
☆ قلندر لعل جو سلسلۂ طریقت — مولانا غلام محمد گرامی
☆ لعل شہباز قلندرؒ — کریم بخش خالد
☆ حضرت عثمان مروندی بابت روایتوں — حافظ ارشد انڈھڑ
☆ لعل شہبازؒ جا ہمعصر سندھی بزرگ — میمن عبدالمجید سندھی
☆ حضرت لعل شہباز قلندرؒ — قاضی علی اکبر درازی
☆ لعل شہباز قلندرؒ سیہوانی — ڈاکٹر عبدالرزاق راز سومرو
☆ حضرت شیخ عثمانؒ — رقیہ غلام نبی شاہانی
☆ سندھڑی جو سرتاج — مولوی محمد صدیق سندھی لاکھو

ایک شخصیت
ہر شخص اپنی دھرتی پر ناز کرتا ہے مگر بعض شخصیات
ایسی ہوتی ہیں جن پر دھرتی ناز کرتی ہے۔
سندھی زبان میں پہلی "Law Dictionary"
کے مرتب و مؤلف، مذہبی، معلوماتی نصابی، ادبی اور تاریخی بے شمار تصنیفات کے
مصنف، سندھ کے طالب علموں کی یونیورسٹی سطح تک کتابی کمی کو پورا کرنے کے
لئے کوشاں، بہترین مقرر، مرتب، مترجم، نیک خصلت اور بہترین و باخبر صحافی، علم
موسیقی کے ماہر، شاعری کے تمام مراحل اور رموز سے آگاہ، ریڈیو پاکستان حیدر
آباد و خیرپور کے معلوماتی اور سیاسی پروگراموں کے لکھاری، نیک سیرت، کفایت
شعار، حلیم طبع، کم گو، کم آمدنی پر گذارہ کرنے والے، سندھی شعر و ادب کے گمنام
اور خاموش خدمت گاروں کی تصانیف اور کاوشوں کو شایع کرانے میں مددگار بننے
والے، ٹنڈو میر غلام حسین لطیف آباد نمبر 9 کے باشندے، جواں مرد و جواں ہمت،
راتوں کو جاگ کر تصنیف و تالیف کا کام کرنے والے، کتابت کے ماہر، بہترین
پروف ریڈر، اشاعتی کام کے ماہر، بہت آہستگی سے گفتگو کرنے والے اور حضور شرم
مشتاق علی المعروف مشتاق ''مسرور'' باریچو ولد ماسٹر زوار حاجی حسین بخش
''مرتضائی'' باریچو اس دھرتی کی ایسی شخصیت ہیں جس پر دھرتی ناز کرتی ہے۔
فیکلٹی آف ایجوکیشن
سندھ یونیورسٹی حیدرآباد
پروفیسر اکبر ''نظیر'' نمائی
Rs: 250.00